UNIVERSAL
LIBRARY
OU_228668
UNIVERSAL
LIBRARY

فہرست شعرائے گلشن بیخار

۱۔	آبرو	نجم الدین	صفحہ	٦
۲۔	آتش	حیدر علی	"	۷
۳۔	آرزو	سراج الدین علی خان	"	۹
۴۔	آرام	خیر اللہ خان	"	۹
۵۔	آرام	رائے پریم ناتھ	"	۹
٦۔	آرام	لچھمن لال	"	۹
۷۔	آزرد	صدر الصدور	"	۱۰
۸۔	آزاد	امیر الدین	"	۱۲
۹۔	آزاد	فقیر اللہ	"	۱۲
۱۰۔	آزاد	رام سنگھ	"	۱۲
۱۱۔	آشوب علی	امداد علی	"	۱۲
۱۲۔	آشفتہ	عظیم الدین خان	"	۱۳
۱۳۔	آشفتہ	رضا قلی	"	۱۳
۱۴۔	آشفتہ	منور علی	"	۱۳
۱۵۔	آصف	نواب آصف الدولہ	۱۳	۱۴
۱٦۔	آفتاب	شاہ عالم بادشاہ	"	۱۵
۱۷۔	آفرین	قلندر بخش	"	۱۵
۱۸۔	آفاق	فرید الدین	"	۱۵
۱۹۔	آگاہ	محمد حسن علی	"	۱٦
۲۰۔	آگاہ	نور خان	"	۱٦
۲۱۔	اجل	عبد الجلیل	"	۱٦
۲۲۔	اثر	حسن علی خان	"	۱٦

۲۳-	اثر	سید محمد میر	صفحه	۱۷-۱۸
۲۴-	احسان		"	۱۸
۲۵-	احسان	حافظ عبد الرحمن خان	"	۱۸-۲۰
۲۶-	احسن		"	۲۰
۲۷-	احسن	مرزا احسن علی	"	۲۱
۲۸-	احسن	احسن الزمان	"	۲۱
۲۹-	احمد	غلام احمد	"	۲۱
۳۰-	احمد	احمد بیگ	"	۲۱
۳۱-	احقر	جواد علی	"	۲۱
۳۲-	اختر		"	۲۲
۳۳-	ارمان	فرزند جعفر علی حرمت	"	۲۲
۳۴-	اختر	اکبر علی	"	۲۲
۳۵-	اسعد	مرزا اسعد بخت نبیره شاه عالم بادشاه		۲۲
۳۶-	اسد	میر امانی	"	۲۲
۳۷-	اسلام	شیخ الاسلام	"	۲۲
۳۸-	اسیر	تلہرار نصرانی	"	۲۳
۳۹-	آسنان	(شاید نام بھی یہی نصرانی)		۲۳
۴۰-	اشرف	محمد اشرف	"	۲۳
۴۱-	اصغر	امجد علی	"	۲۳
۴۲-	اظہر	غلام محی الدین	"	۲۳
۴۳-	اعظم	اعظم خان	"	۲۳
۴۴-	افسوس	میر شیر علی افسوس	"	۲۳-
۴۵-	افسر	غلام اشرف	"	۲۴
۴۶-	اکبر	اکبر خان	"	۲۴
۴۷-	الہام	شرف الدین	"	۲۵
۴۸-	الم	محمد علی	"	۲۵
۴۹-	الفت		"	۲۵

۵۰۔	الفت	منگل سین	صفحہ	۲۵
۵۱۔	امیر	مرزا منڈھو	"	۲۵
۵۲۔	امیر	علی محمد خان	"	۲۶
۵۳۔	امیر	امیراللہ	"	۲۶
۵۴۔	امین	امین الدین	"	۲۷
۵۵۔	امین		"	۲۷
۵۶۔	امین	محمد اسماعیل	"	۲۷
۵۷۔	امین	میرمحمد	"	۲۷
۵۸۔	امانی	میر امانی	"	۲۷
۵۹۔	امانی		"	۲۷
۶۰۔	امجد	مولوی امجد	"	۲۸
۶۱۔	امی	روشن بیگ	"	۲۸
۶۲۔	امانت	امانت رائے	"	۲۸
۶۳۔	انور	ولی محمد خان	"	۲۸
۶۴۔	انتظار		"	۲۸
۶۵۔	انیس	امیرالدولہ نوازش خان	"	۲۸
۶۶۔	انجام	عمدۃ الملک نواب امیرخان	"	۲۹
۶۷۔	انشاء	میرانشاءاللہ خان	"	۲۹۔۳۰
۶۸۔	اوجس	شاہ محی الدین	"	۳۰
۶۹۔	اوباش	امیرالزمان	"	۳۰
۷۰۔	ایمان	شیرمحمد خان	"	۳۱
بحر	بحر		"	۳۱
۷۲۔	برشتہ	شرف	"	۳۱
۷۳۔	برکت	برکت اللہ	"	۳۱
۷۴۔	برکت	برکت علی	"	۳۲
۷۵۔	پروانہ	محمد بیگ	"	۳۲

٧٦	بزاز	حسن بخش	صفحه	٣٢
٧٧	بسمل	سید جابر علي	"	"
٧٨	بشر	بشارت علي	"	"
٧٩	پروانه	راجه مونت سنگه	"	"
٨٠	بقا	بقاوالله	"	٣٣
٨١	بهادر	راجه بجا بهادر	"	٣٤
٨٢	بیتاب		"	"
٨٣	بیتاب	خد د ادی خان	"	"
٨٤	بیتاب	سیوک رام	"	"
٨٥	بیتاب		"	"
٨٦	بیتاب	عباس علي خان	"	"
٨٧	بیباک	بخت علي	"	٣٥
٨٨	بیجان	شیو سنگه	"	"
٨٩	بیخود	نرائن داس	"	"
٩٠	بیخواب	*	"	"
٩١	بیداد	میر محمدی	"	٣٧
٩٢	بیان	خواجه احسن الله خان	"	"
٩٣	بیلم	شرف الدین علي خان	"	"
٩٤	تابان	میر عبد الحی	٣٨	٣٩-٣٨
٩٥	تاب	مهتاب رائے	"	٣٩
٩٦	تپش	محمد اسماعیل	"	"
٩٧	تجلي	محمد حسن	"	٤٠
٩٨	تجلي	شاه تجلي	"	"
٩٩	تجمل	محمد اعظم	"	"
١٠٠	تجمل	*	"	٤١
١٠١	تجرد	عبد الله	"	"

۱۰۲	تحسر	مصطفی	صفحہ	۴۱
۱۰۳	ترقی	مرزا تقی خان	"	"
۱۰۴	تسلی	ٹیکا رام	"	"
۱۰۵	تسکین	سعادت علی	"	"
۱۰۶	تسکین	میر حسین	"	" ـ ۴۲
۱۰۷	تصور	سید احسن	"	۴۳
۱۰۸	تعشق	سید محمد	"	"
۱۰۹	تمکین	صلاح الدین	"	۴۴
۱۱۰	تمنا	محمد اسحاق	"	"
۱۱۱	تنہا	محمد عیسی	"	"
۱۱۲	ثابت	معز الدین	"	"
۱۱۳	ثابت	اجابت خان	"	۴۵
۱۱۴	ثاقب	شمس الدین	"	"
۱۱۵	ثبات	درویش علی	"	"
۱۱۶	ثنا	شمس الدین	"	"
۱۱۷	جام	کید روشن	"	"
۱۱۸	جان	جان علی	"	"
۱۱۹	جانی	رستم خان	"	"
۱۲۰	جذب	عزت اللہ	"	۴۶
۱۲۱	جراح	غلام ناصر	"	"
۱۲۲	جرأت	قلندر بخش	"	" ۵۰
۱۲۳	جعفری	میر باقر علی	"	۵۰
۱۲۴	جلال	*	"	"
۱۲۵	جنون	بخت علی	"	"
۱۲۶	جنون	فخر الاسلام	"	۵۱
۱۲۷	جنون	غلام مرتضی	"	"
۱۲۸	جوہر	احمد علی	"	"

١٢٩	جوشش	محمد عابد	صفحه	٥١
١٣٠	جوشش	محمد روشن	"	٥٢
١٣١	جوش	رحیم الله	"	٥٣
١٣٢	جوان	نعیم بیگ	"	"
١٣٣	جولان	بہادر علی	"	"
١٣٤	جولان	حسن علی	"	"
١٣٥	جہانگیر	جہانگیر بیگ	"	٥٤
١٣٦	جہاندار	مرزا جوان بخت	"	"
١٣٧	جہمن	جہمن ناتھ	"	"
١٣٨	جنابگم	جنابگم	"	"
١٣٩	حاتم	شاه حاتم یا شیخ ظہور الدین	"	"
١٤٠	حافظ	محمد اشرف	"	٥٥
١٤١	حالی	محب علی	"	"
١٤٢	حبیب		"	"
١٤٣	حجام	عنایت الله	"	"
١٤٤	حزین	*	"	٥٦
١٤٥	حسرت	جعفر علی	"	"
١٤٦	حسرت	ذوقی رام	"	٥٧
١٤٧	حسرت	همت قلی خان	"	"
١٤٨	حسن	غلام حسن	"	٥٩
١٤٩	خوسن	خواجه حسن	"	"
١٥٠	حسن	ابوالحسن	"	"
١٥١	حسن	حسن علی خان	"	٦٠
١٥٢	حسن	مرزا حسن	"	"
١٥٣	حسن	غلام حسن	"	"
١٥٤	حسن	نواب غلام حسن	"	"
١٥٥	حشمت	محتشم علی	"	"

۱۵۶	حشمت	محمد علي	صفحه	۶۱
۱۵۷	حضور	بال مکند	"	"
۱۵۸	حفیظ	محمد حفیظ	"	"
۱۵۹	حقیقت	شاه حسین	"	"
۱۶۰	حاکم	محمد اشرف خان	"	"
۱۶۱	حکیم	محمد پناه خان	"	۶۲
۱۶۲	حقیر	امام الدین	"	"
۱۶۳	حیرت	مراد علي	"	"
۱۶۴	حیرت غلام	غلام فخرالدین	"	"
۱۶۵	حیرت	اجودهیا پرشاد	"	۶۳
۱۶۶	حیران	حیدر علي	"	"
۱۶۷	حیدر	حسام الدین	"	"
۱۶۸	حیدر حیه	حیدر علي	"	"
۱۶۹	حیف	چراغ علي	"	۶۴
۱۷۰	خاکسار	محمد یار	"	"
۱۷۱	خاکي	حیدر بیگ	"	"
۱۷۲	خادم	*	"	"
۱۷۳	خادم	*	"	"
۱۷۴	خادم	خادم علي	"	"
۱۷۵	خان	محمدی خان	"	۶۵
۱۷۶	خان	اشرف خان	"	"
۱۷۷	خرد	فخرالدین	"	"
۱۷۸	خسته	عبد الله خان	"	"
۱۷۹	خسته	غلام قطب	"	۶۶
۱۸۰	خشنود	*	"	"
۱۸۱	خلق	میر احسن	"	"
۱۸۲	خلیق	میر مستحسن	"	"
۱۸۳	خندان		"	"

١٨۴	خود غرض	*	صفحه	٦٦
١٨٥	خیال	غلام حسن خان	"	٦٧
١٨٦	داغ	میر مهدی	"	٦٨
١٨٧	دارا	مرزا دارابخت	"	"
١٨٨	دانا	میر فضل علي	"	"
١٨٩	داود	داود	"	"
١٩٠	دردمند	کریم الله خان	"	"
١٩١	درد	خواجه میر	"	"
١٩٢	دریغ	زین العابدین	"	٧١
١٩٣	درویش	میر شاه علي	"	"
١٩۴	دل	شمس الدین	"	"
١٩٥	ذل	زور آورخان	"	"
١٩٦	دل	آزاد خان		٧٢
١٩٧	دل	دیبي پرشاد	"	"
١٩٨	دلخوش	بهادر سنگه	"	"
١٩٩	دلیر	دلیرشاه	"	"
٢٠٠	دل سوز	خیراتي خان	"	"
٢٠١	دلگیر	میرحمایت الله خان	"	"
٢٠٢	دلهن بیگم	*	"	٨٢
٢٠٣	دوست	*	"	"
٢٠۴	دیوانه	مرزامحمدعلي خان	"	"
٢٠٥	دیوانه	رائے سرب سنگه	"	"
٢٠٦	ذاکر	مرزا احمد بیگ	"	"
٢٠٧	ذره	مرزا رام ناتهه	"	٧٣
٢٠٨	ذکا	ذکاالله خان	"	"
٢٠٩	ذکا	خوب چند	"	"
٢١٠	ذوق	محمد ابراهیم	"	"

٢١١	ذوقا	ذوقا شاه	صفحه	٨٣
٢١٢	ذوقي	ذوقي رام	"	"
٢١٣	ذوقي	لشاه ذوقي	"	٨٤
٢١٤	راقم	غلام محمد	"	"
٢١٥	راقم	بند ابن	"	"
٢١٦	راغب	مرزا سبحان قلي بيگ	"	"
٢١٧	رافت	روف احمد	"	"
٢١٨	راسخ	غلام علي	"	٨٥
٢١٩	راجه	راجه بهادر	"	"
٢٢٠	رجا	*	"	"
٢٢١	رسا	*	"	"
٢٢٢	رسا	عليم الله	"	"
٢٢٣	رستم	سيد رستم علي خان	"	"
٢٢٤	رسوا	آفتاب رائے	"	"
٢٢٥	رضا	*	"	٨٦
٢٢٦	رضا	مير رضا علي	"	"
٢٢٧	رضا	حميد الدين	"	"
٢٢٨	رضا	مير محمد رضا	"	"
٢٢٩	رضا	مرزا جمون	"	"
٢٣٠	رضا	مير محمدى	"	"
٢٣١	رضي	سيف الدوله سيد رضي خان	"	"
٢٣٢	رضي	مرزا رضي خان	"	٨٧
٢٣٣	رغبت	مير ابوالمعاني	"	"
٢٣٤	رغبت	*	"	"
٢٣٥	رفيق	مرزا اسد بيگ	"	"
٢٣٦	رفيق	امين الله	"	"
٢٣٧	رفاقت	مرزا مكين	"	"
٢٣٨	رفيع	رفيع الدين خان	"	"

۲۳۹	رقت	مرزاقاسم علی	صفحہ	۸۷
۲۴۰	رنگمن	سعادت یارخان	"	۸۸
۲۴۱	رنگمن	پورن لال	"	۸۹
۲۴۲	رند	گنگاپرشاد	"	"
۲۴۳	رند	مہربان خان	"	۹۰
۲۴۴	رنج	میر محمد	"	"
۲۴۵	رونق	میر غلام حیدرخان	"	"

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گلشن بیخار

در مطبع نامی منشی نولکشور واقع لکهنو بطبع مقبول جهان شد

(باہتمام بابو منوہر لال بھارگو بی-اے سپرنٹنڈنٹ)

معہ ۲ ورق

اطلاع :- اس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیئے موجود ہے جسکی فہرست مطول ہر ایک شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے معلوم فرما سکتے ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹیٹل پیج کے تین صفحے جو سادہ ہین انمین بعض کتب تذکرۂ شعرا فارسی و اردو و کلیات و دواوین اردو درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کارخانہ سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو

نام کتاب	قیمت		نام کتاب	قیمت
تذکرۂ شعراء فارسی			بادشاہ۔ ہر چہار جلد کامل دو جلدمین۔	عہ/
خزانہ عامرہ۔ از آزاد بلگرامی			کلیات تعتیہ مجید۔ مصنفہ مولوی عبد المجید خان	عہ/
شعراء فارسی کا تذکرہ۔	۱۲/		کلیات امیر اللہ تسلیم شاگرد حضرت نسیم دہلوی	۱۲/
تذکرۂ حسینی۔ از امیر حسن دوست مورخ	۱۰/		کلیات میر تقی۔ استاد مسلم الثبوت سخنوری	عہ/
جواہر العجائب۔ از ملا فخری بن امیری	۹ پائی		کلیات سودا۔ اُستاد مسلم معروف۔	عہ/
تذکرۂ شعراے اردو			کلیات۔ انشاء اللہ خان شاعر نامی	عہ/
تذکرۂ شمیم سخن۔ از مولوی محمد عبد الحی	۲/		کلیات ناسخ۔ عمدہ کلیات مولفۂ و مصنفہ	
سراپاے سخن۔ شعراے اُردو قدیم و			مولوی عبد الغفور خان بہادر۔	۲/ ۳ پائی
جدید کا تذکرہ از سید محسن علی مرحوم	۳/ ۱ پائی		اس کلیات مین دس رسالہ ہین از انجملہ بعضی	
گلستان بیخزان۔ ملقب بہ نغمۂ عندلیب			حسب ذیل علیحدہ بھی فروخت ہوتے ہین۔	
از حکیم قطب الدین خان دہلوی	۹/ ۹ پائی		(۱) شاہ عشرت۔	۶ پائی
تذکرۂ آثار الشعراے ہنود۔ یعنی ہندو شاعرونکا			(۲) سخن شعرا۔	۱۵/
اُردو کلام از منشی دیبی پرشاد صاحب سر رشتہ دار			(۳) زبان ریختہ۔	۶ پائی
راج مارواڑ مطبوعۂ غیر۔	عسپ		(۴) قطعۂ منتخب	۳/ ۳ پائی
کلیات و دواوین اُردو			دیوان مہر۔ مصنفۂ مرزا حاتم علی بیگ	
کلیات ظفر۔ از حضرت سراج الدین ظفر			صاحب مہر۔ مطبوعۂ غیر۔	عہ/ ۳ پائی

بعون صناع مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

گلشن بیخار

در مطبع نامی منشی نولکشور لکھنؤ بطبع مزین مقبول جہان شد

(باہتمام بابو منوہر لال بھارگو بی۔اے سپرنٹنڈنٹ)

۱۹۶ فصیح
۲۹

بسم الله الرحمن الرحیم

گل سر سبد سخن حمد چمن طرازیست که بجنبش شمال و صبا در گلشن گیتی گلهای رنگین شگفانیده و آرایش گلدستهٔ خیال سپاس نخلبندیست که بغیر از آبیاری ابر و باران در حدیقهٔ عالم نخلهای موزون نشانیده صانعی که وجود خاکی انسان را رنگ قبول فزودن تر از شاهدان داده یکی سرو لب جو را با قامت دلجوی یار برابر نگیرد حکیمی که آدمی را تفرقه ابداز نیک و تمیز خار از گل در سرشت نهاده کسی سنبل پیچ و شکن را برزلف خوش خم دلدار نه پذیرد و نه اینهمه از خرافات است که خرافات را با حکمت منافات در یک ذرهٔ فروغ صد خورشید مضمر است که در یک برگ جلوهٔ هزار گلستان مستتر **بیت**

وصف صنعت کز لب هر ذره میریزد برون
نطق را در معرض عقد اللسان انداخته

فرد برگ درختان سبز در نظر هوشیار
هر ورقی دفتریست معرفت کردگار

حالیکه حال خسیس ترین آشنا چنین باشد فکیف آنکه انفس موجودات و اشرف مخلوقات بود همبرین قیاس یکی را بر دیگری رجحان دادن نمایتی دارد و تنقیص احدی من الآخر رعایتی و همچنین لمعهٔ امتیاز حسن و قبح مانند نور در چشم به بصر بصیرت افگندن نظر بمصلحت عظیم است و آفتاب دل در شبستان پیکر چون شمع بظلمت جلوه گر ساختن مبنی بر حکمت فخیم کرچنانکه با چشم مخمور بر نرگس

بیمار نگہ نتوان نمود و باوجود گلرویٔ از روی گل قطع نظر توان فرمود همچنین بهوائی لاله رخان برنگ
عندلیب باگل آتش شوق نباید افروخت و در آرزوی شمعرویان پروانه وار از پی چراغ نباید سوخت
که گلی رنگین تر جلوه ریز انست و شمعی فروزان تر از نور افشان جامی بادهٔ سخن بکیفیت می بباید **فرد**
قانع نشوی بهر چه یابی ÷ از خوب بخوب تر شتابی ÷ با تصلی کمال نارسیده دست از طلب باز داشتن
از نقصان همت است و باوجود طولی دست بر نخل دگر دراز کردن از کوتهی فطرت در بینش بادهٔ طهور
می انگور کشیدن نه رواست و در حضور یوسف لبے زلیخا دیدن نه سزا آن اعجاز بسحر گردیدن از عیان
دانش نباید و با مسیح بقلاطون پیوستن جنون نماید سخن کوتاه فی الحقیقت چراغ دیر مجاز مشعل کعبهٔ حقیقت
است و در واقع صنعت علت معرفت صانع واقع که غرض کلی از ابداع عالم است و مطلب اصلی از
ایجاد آدم و عرش المعرفت معرفت و رماندن از معرفت است العجز عن درك الادراك
ادراك پس جویاے متحیر الطریق حیست در هر منزل ناشناس را خضر سبیل کدام بنا برین نکته ست
بعثت انبیا و رسل که سرگشتگان تیه حیرت را بسر منزل مقصود رسانند و درماندگان وادی غربت را
بتوفیق بجد وادی مطلوب فائز گردانند صلوات الله علیهم اجمعین خصوصا بر پیشرو قافله
انبیا راه نمایندهٔ اصفیا عنوان مجموعهٔ نبوت خاتم کتاب رسالت گل سر سبد عدنان سید انس
و جان ابراهیم حلم موسی جلال ایوب صبر یوسف جمال منعم و مکرم تجلی نور قدم مهبط فیض سرور عالم
محمد مصطفی صلی الله علیه وسلم که شبستان دهر از اشعهٔ آفتاب ذاتش فروغ پذیر است و لمعهٔ
انوار صفاتش مانند مهر منیر عالمگیر سرورے که گردن نهادگانش اوج فلک را زیر پا آوردن از پستی همت
شمارند عرش منزلتی که آستان بوسانش قدم به ثریا نهادن بر تحت ثری انگارند مهربانی که دشمنان را
از دوستی تری نه خوشا حال دوستانش باغبانی که حدیقهٔ احسانش را دری سوے آشنا و بیگانه
گلچین بوستانش باشارهٔ اصابع فلک تابش قمر دو نیم و از قهر و مهرش هر گاهے در امید و گاهے در بیم
شب معراجش از شب قدر بلند قدر تر و روز عرفات از بلقش نه برابر زد آکی آب از انامل فیض شمائل
او قطره ایست از ینبوع کمالش دریا در یا حاصل بحر و کان در جیب و دامان آرزومندان ریختن
چشمه ایست از عمان نوالش در مذکور عدلش ذکر نوشیروان نه انصاف است و در عرض سخایش
نام حاتم بردن از اعتساف بدم اعجازش نباتات و احجار بصفت انسانی مذکور و موصوف حکات

شجر متکلم وحجر مسلم شنیده باشی که داستانیست مشهور ومعروف آب تیغش زورق هستی اهل بغی
و طغیان را بگرداب عدم انداخته آتش سخطش بمتاع وجود ارباب شرک وعناد کار برق وخرمن
ساخته بتهدمش بنیان کفر از پا درآمد کسر قصر کسری را بین برمانش هنگامه شرک سردی یافت خود آتشکده
پارس دلیلی است مبین و بر عترت وآل وی که در رفعت وشان از همه برترانند و در منزلت وجلال
باکلام خداوند متعال برابر و بر یاران او که هریکی اختر برج هدایت وارشاد است وهمه گوهر
درج صدق وسداد آتا بعد دیده وران را مژده که شاهد سخن بصد غنج و دلال مقنعه از رخ میکشاید و نازنده
فکرت بهزار کرشمه و ناز بجلوه می آید سلسلهٔ شیرین ادای نظم مستعد دلربائی است وعذرای
خود آرای نثر مشتاق تماشائی شمع خامه خورشید ضیا است وخورشید نامه فروغ افزا یعنی بیاضی جمع آمد
روشن تر از سپیدهٔ صبح صادق گلستانی آراسته شد رنگین تر از صفحهٔ خیال عاشق تذکرهٔ ترتیب یافت
مشتمل بر اشعار منظومان فصاحت گستر ریخته گویان بلاغت طراز بغایت مختصر هدیهٔ مهیا گشت از برای
یاران جان پرور واحباب دلنواز نهایت مختصر داد از خویشتن ناشناسیها شایسته قدر من آن بود که
طلسم تازه درین کهنه رواق بربستمی ولوح بیهمانی بر فرق افلاطون وارسطو شکستمی من که از فرط کبر
و ناز به آثار بونصر و بوعلی چشم التفات نمی کشادم و گوش رغبت نمی نهادم باین ترهات چگونه سر و کارم
افتاد **بیت** من مرغ خوش ترانهٔ باغ فضیلتم + طبع مرا بزمزمهٔ شاعری چه کار + همانا بامتثال امر یکی
از احبای روحانی که آرزوی جان وجان آرزو است دل بیشتر از زبان زبان به تسلیم کشاد واین
بار ننگ وعار بر سر وگردن من نهاد فی الجمله شبی نشاط افزا چون صبح جوانی بهار گلشن زندگانی خرم تر از
موسم خندهٔ گل جان نوازتر از هنگام نغمهٔ بلبل هزار جلوهٔ صبح از دل شب پدیدار وصد طعن تیرگی
بر خورشید شمع و برافروختن چهر بدعوی همسری داغ مهر فلک از انجم وکوکب بر زمین نور افشان
زمین از فروغ چراغان فلک نشان در چمنی شگفته تر از خلد برین گلشنی دلرباتر از کوچهٔ گلرخان نازنین
که طیور شب خوان چون گویندگان خوش الحان زمزمه پرداز سرو وشمشاد بجنبش نسیم مانند رعنا
جوانان در اهتزاز کبک و تدرو بصد عشوه وادا در صحن باغ جلوه ریز خرام روانی موج انهار حریف
مستانه خرامی رندان می آشام رخسار لاله بسان لاله رویان از تاب باده برافروخته نظارگی
تاب تماشا سوخته غنچه هم جلوه گل سنبل همدماغ کاکل تماشائیان مست و مدهوش نسیم

وصبا عطر فروش چشم نرگس از نظارهٔ رنگ بستان برنگ دیده باز مانده باز مانده سوسن بهزار زبان
چون عندلیب شوریده تمنای گلستان باز خوانده گل جعفری بصد برگ و ساز جلوه نما بنفشه مانند ریحان
عذار نوخطان دلربا بود با دوستان صادق و یاران موافق بزم طرازی اتفاق افتاد دلها برنگ گلها
شگفته و شاداب طرب و نشاط چون زر غنچه معدن معدن غم و غصه کمیاب برشک گرمی محفل شمع را
همچو پروانه با سوختن ساز و بحسد رنگینی انجمن رنگ نوجوانان چمن چون هوش بلبل در پرواز یکی غزلی
از دیگری میخواند یکی از صدف طبع خود جواهری افشاند یکی به ترنم دلاویز رونق بازار خنیاگران
می شکست یکی بحرف شکر ریز طوطیان را منقار می بست ع جمعی چو گل و لاله بهم پیوسته + از آن میان
یاری عزیز حبیبی دلخواه که شمع جمع احباب است و محبتش با جان پیوسته اند گفت چه شود اگر بیاضی
جمع شود مشتمل بر ذکر اسلاف کبار و اخلاف سعادت آثار تا هر وقت چون تذکار رگذشتگان انیس و همه
دم مانند دوستان همدم جلیس باشد سرورانی که این زمان است سرمدوام کشند و نشهٔ این باده بصد
دو زمان مرارت خمار نبخشد گفتمش ای مرغ دلم شکار تو طائر سدره نشین را بر چوب نخل آشیان
میشه و شناور قلزم را افتاده در وحل مپسند سرت گردم من وسوداء شعر و انگاه ریخته گفت
نه اگر دانشمندی پیشینت محیط دلم بودی فسوب بجنونت می نمودم و در اثبات این محتاج برهان
و دلیل نبودم که این حرف نه اگر از بدیانست از حیثیت بنگر که ادای این فن کیست و آنچه بعض اخبار
بطریق وعید وارد شده معارض است با اخبار آخر که دلالت بر مدح دارد مثل ان من الشعر لحکمة و ان
من البیان لسحرا و سخن همانست که اگر کلام مشتمل بر ستایش اهل ذم و ذم اهل ستایش است
زنهار نه بدلیل وعملوا الصالحات محمود خوش گفته اند فرد مدان رتبهٔ شعر را سرسری
بود شاعری بعد پیغمبری + و اما ریخته را که محقر تر شمردی و این زبان را دون گمان بردی ندانی که
غرض از معانی است پس معانی تازه بهر لفظ طلاقت فزا که بسته شود ستودنی است و بگوش دل و
جان شنودنی لاسیما درین زمان که گرامی نتیجه سه لغت فصیح است و هر زبان او را باعث شوق
و تفریح چون حرف دلنشین خاطر نشانم شد و اوین اساتذهٔ سلف و خلف بدقت و انصاف
ملاحظه و از آن التقاط کردم و دیوان کسیکه بنظر نرسیده و دست بهم نه داد افکارش از تذکرها
و سفاین و هر آنچه بخاطر بود بدستور به نقطهٔ انتخاب موشح و ثبت افتاد و چون مدنگاه از این تالیف

و مطمح نظر ازین تصنیف فرو آوردن اشعار دل آراست نه شمار اسامی شعرا از آنکه سامعه فریب بیتی
بنظر نرسید عام تر از مجاهیل و معارف و احیا و اموات نامش درین سفینه چون ابیاتش درج نگردید
اما از مشاهیر کم کسی است که شعری لائق نداشته باشد ناگزیر ایراد همه شان لازم آمده من غیر التزام
و باین علت اکثرے از مدعیان کاذب را درین اوراق نه بینی جهل از حال شان بفقیر نسبت نکنی
و اگر یکے را با خیالات شیرین و افکار نمکین درین عجاله ذکرے نیست پنداری که بما نرسیده و از مهر و کین
احباب و اعدا انشاء الله چون دل اهل صفا درین بیاض اثرے نیابی و از آن مختصر آمد تا بملالت نینجامد
سوائے اشعار که مقصود اصلی و باعث کلی در سلک کشیدن لآلی منثور منظوم است هر گوهرے
که متعذر پیشکش جوهریان بازار سخن بنظر در آمد در انسلاک آن صیغه نرفت و در ایراد تراجم شعرا به ترتیب
حروف هجا حرف اول و ثانی از تخلص و در اشعار حرف آخر معتبر گشت و بدین تقدیر از سبقت
زمان و مرتبت قطع نظر و بعلت قلت فرصت و کثرت اشتغال غیر از اشعار غزل از دیگر اصناف
اعراض رفت و ابتدائے این کارنامه در ابتدائے سال هزار و دو صد و چهل و هشت [١٢٤٨] از هجرت بوده
و انتها در انتهای هزار و دو صد و پنجاه [١٢٥٠] بسم الله منتخب زیب تاریخ آغاز است و الحمد لله علی
حصول المقاصد و الشکر له تاریخ اتمام و الحمد لله علی ذلک و امروز اشهب تیزگام عمر روان بست
و ششم مرحله طے کرده از برائے فوز منزل مقصود سرگرم تگ و پو است یارب بعافیت برساند و چون
این چمن دلاویز و حدیقه عشرت انگیز برنگ باغ بهشت از خس و خاشاک پاک است **گلشن بیخار**
نام کرده شد بو که بمذاق اهل ذوق شیرین و بچشم تماشائیان رنگین آید الآن اشرع فی المقصود
و اسئل التوفیق من الرب الودود و انا محمد المدعو به مصطفی ختم الله لی بالحسنی و جعل آخراتی
خیرا من الاولی المتخلص به شیفته در ریخته و بحسرتی در فارسی الٰهی پسند خاطر مشکل پسند افتد

حرف الالف

آبرو تخلص نجم الدین نام المعروف بشاه مبارک از اولاد محمد غوث گوالیاریست رحمة الله علیه
و از سکنای دهلی با سراج الدین علیخان آرزو نسبت تلمذ و قرابت داشت از زبان آوران نامی طبقه
پیشین است بصنعت ایهام مائل بود در زمان محمد شاه نجم حیاتش هبوط نمود از نتائج افکار اوست

کیون چھپا ظلمت مین گر اُس لب سے شرمندہ نہ تھا
جان کچھ باقی رہے ہی چشمۂ حیوان کے بیچ

کون چاہے ہے گا گھر بسے تجھکو
مجھسے خانہ خراب کی سی طرح

نہین تارے بھرے ہین شک کے نقط
کس قدر نسخۂ فلک ہی غلط

دُور خاموش بیٹھا رہتا ہون
اس طرح حال دل کا کہتا ہون

سرسے لگاکے پانون تلک دل ہوا ہوا ہون مین
یان تک تو فن عشق مین کامل ہوا ہون مین

نہ دیوے لیکے دل وہ جعد مشکین
اگر باور نہین تو مانگ دیکھو

پھرتے تھے دشت دشت دوانے کدھر گئے
وہ عاشقی کے ہائے زمانے کدھر گئے

شور رہا اُس کی اشک باری کا
ابر و چشم تر قیامت ہی

آتش تخلص خواجہ حیدر علی از مشاہیر شعرای لکھنؤ است روش رندانہ و وضع بیباکانہ دارد و مردم آندیار آتش و ناسخ را کہ از اساتذہ مسلم آنجا است قریب ہم افکار ندو ہر دو را ہمدوش شمارند در قباحت این تحقیق لایخفی علی من لہ حظ من الفہم و مع ذلک در نکوئی طبعش سخن نیست دیوانش ملاحظہ شد این اشعار انتخاب یافت

شب ہجران مین جو دم تھا وہ گویا واپسین دم تھا
گمان تھا شام سے مجھپر چراغ صبحگاہی کا

دم آخر بھی بالین پر مرے ہمراہ یار آئے
رقیبون نے محل رکھا نہ باقی عذر خواہی کا

یاد آیا جو طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بد تر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

سامنے ہوتی نہین اُس شمع رو کے اپنی آنکھ
ای صبا محفل سے پروانہ کی خاکستر اُٹھا

عرصۂ محشر مین جاتے ہی جہنم مین پڑا
اور اُٹھے یان ارادہ تھا جب مجھے فریاد کا

گردش چشم بتان سے مل گیا مین خاک مین
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوے
مین جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہ گیا

لحد تیرہ مین مجھپر جو لگا ہونے عذاب
پھر گیا آنکھون مین عالم شب تنہائی کا

چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دست جنون
کیا یہ اُس کو کسی محبوب کا دامن سمجھا

بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پانون
سرسے تڑپ کے چار قدم آگے دھر گیا

گرہ تھی دل مین زبس حسرت ہم آغوشی
شب فراق مین مجھکو سلانے آیا تھا
ہماری قبر سے آئے گی یہ صدا تا حشر
اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین
روز سیاہ ہجر مین میرے جلے چراغ
وہ نہین ہون مین رکھائی سے جو ٹل جاؤن گا
عاشق اس غیرت بلقیس کا ہون مین آتش
حال ہی مجھ ناتوان کی مرغ بسمل کی تڑپ
قاصدون کے پاؤن توڑے بدگمانی نے مری
اُس بلائے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
آمد آمد اُس سراپا نور کی ہی بزم مین
دندان یار جب سے سمائے ہین آنکھ مین
کوچۂ یار مین سایہ کیطرح رہتا ہون
ای جذب دل بغل مین سمجھتا ہون یار کو
سجدۂ شکر خدا یا مین کیے رکھتا ہون
وحشی تھے بوے گل کیطرح سے جہان مین ہم
لوٹ گناہ کا جو کبھی آگیا ہی دھیان
مری ضد سے ہوا ہی مہربان دوست
اسے جان کے برابر مرتے مرتے ہمنے رکھا ہی
خاک مین مل کے بھی ہوگا نہ غبار دامن
نوازش محرمان عشق پہ جلاد کرتے ہین
برہمن آنکھون کو ملتا ہی جو پاے بت پر
چمن دہر مین وہ سبزۂ خوابیدہ ہون مین

فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا
جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا
یہ مردہ آیا کہ مجھپر کوئی عذاب آیا
اُس بت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا
پروانون کو نصیب ہوا دن وصال کا
آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا
بام تک جس کے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا
ہر قدم پر ہی گمان یان رہ گیا وان آگیا
خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوے دوست
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست
شمع اڑ جاے جو ہاتھ آئین پر پروانہ آج
لیتے ہین موتی جوہری اپنی نگاہ پر
در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
جاتا ہی دھیان جب تری امداد کیطرف
پاؤن پر یار کے سر کو ہی جھکانا شب وصل
نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم
غوطے لگائے ہین عرق انفعال مین
مرے احسان ہین دشمن پر تمہارے ہین
ہماری قبر پر رویا کرے گی آرزو سون
کمر یار سے اٹھتا نہین بار دامن
خدا اجر انکو دے اسکا ہی آزاد کرتے ہین
رشک آتا ہی مجھے سنگ در یار ہو
باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیدار نہو

جس تودے مین شریک ہوئی اپنی خاک اُسے
حسرت ہی رہ گئی لبِ معشوق تیر کی

سنگِ در پر کسی محبوب کے دستکون گا
بد دماغی جو یہی ہی تو ہوا سر ٹکڑے

جلاتی ہی دل آتشِ طور کی طرح
کسی پردہ نشین کی لن ترانی

ایڑیون تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی
کل جوانی تھی بلا آج ہی آئی ہوتی

ہنسنے والا نہین ہی رونے پر
ہمکو غربت وطن سے بہتر ہی

ہاتھ مشتاق گریبان ہی جنون کا جوش ہی
پیرہن تن پر مرے گرمی کا بالاپوش ہی

منزل ہی دور ہی جو پہونچی نہین ہنوز
دم لینے والی راہ مین عمرِ روان تھی

افسوس ہی فرہاد کو پہلے ہی نہ سوجھی
سر توڑ کے مر جایئے اس کوہ کنی سے

پیالہ سر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
زبان غیر سے کیا شرح آرزو کرتے

پریزادون کے کوچے مین ہوے ہین گرد آلودہ
ہمارے پانون کو دھوتین گی حورین آب کوثر سے

آرزو تخلص سراج الدین علیخان اکبرآبادیست حالش از فرط شہرت آرزومندان نیست کہ راقم مقصد آن شود گاہی بنا بر تفنن بفکر ریختہ می پرداخت ازوست

اُس آتشِ خو صنم سے ملنے لگا ہون جب سے
ہر کوئی مانتا ہی میری دلاوری کو

جان تجھ پر کچھ اعتماد نہین
زندگانی کا کیا بھروسا ہی

آرام تخلص خیر اللہ خان نام تیر گرے بودہ از یاران صحبت نواب ظفر یابخان بہال حیاتش بحالت تموز مردہ گشت

جی مین رکھنا تو غبارا یرشک گلشن چھوڑ دے
خاکِ عاشق پر جھٹکتا کیون ہی دامن چھوڑ دے

آرام تخلص رای پریم ناتھ قوم کھتری پیشکار تن نستعلیق را بدرستی مینوشت وآوازہ شکستہ او رونق بازار کفایت خان شکستہ در تیر اندازی ہم دستی داشت فکر ریختہ و فارسی میکرد ازوست

خون آنکھون سے نکلتا ہی رہا
دل کا فوارہ اچھلتا ہی رہا

کون دلداری کرے آرام کی
ایک مجنون تھا سو جلتا ہی رہا

آرام تخلص مکھن لعل از کاتبان است مرد زیرکے بودہ این بیت از و جاری بوشتہ

ہمدمو مجھ سے یہ سب کہتے ہو نہ تو یار کو
اُسکو سمجھاؤ ذرا یہ کہ نہ اغیار سے مل

(۷) آزرده تخلص فضل الفضلا اعلم العلما قدوه بلغاے ذوی الاحترام اسوه فصحاے عالیمقام حاوی مناقب جلیله بکثرها وقلها جامع مناصب جلیله باسرها وجلها باعث ظهور فنون عجیبه مالک ازمه علوم غریبه ملک ملک بیان ومعانی قرآن فرمای قلمرو سخندانی الذی کشف القناع عن وجوه مخدرات الحقایق والفهوم بالفاظ اذا رتشفها السمع عاف سواها ورشف قلبه الی انهار المعارف والعلوم بمعان ما اقتضاها من الفهم وما ابها فاق علی اقرانه وبرع ابناء زمانه حتی کانه فی ابیات بیت القصید وفی الکلمات کلمة لبید وفی الاطعمة طعام الثرید وفی الایام ایام العید وفی اللیالی لیلة القدر وفی الصلوات صلوة الفجر وفی المیاه ماء زمزم وفی الانوار نور الموزم وفی السور سورة الاخلاص وفی الادعیة دعاء سعد بن وقاص بل غیث ماطر لا تشکرایادی غیومه وفلک دائر لاینکر ضوء نجومه فلیس الاحدان یبارزه فی میدان علم من العلوم اصلا او یجارب فی فیافی فن من الفنون فرعا واصلا شعر

اعنی بدیع الکمال لانظیر له	نفوسنا بالهوی فی خیر شغفت
یا صدر علم له فی الصدر منزلة	من دون غایاتنا الاذکار قد وقفت

هو جلی الشان علی المکان مولانا محمد صدر الدین خان بهادر لازالت انوار المعارف ناظلة علیه وانوار المحاسن حاصلة لدیه وسحب الفیض الاقدس فی الباطن والظاهر ماطرة حوالیه واصناف الکریم والمجد بین یدیه اگرچه محامد ذکر شریف ایشان را درین جریده آوردن نشاید اما این نامه گرامی را بی نام نامیش که تا قیام قیامت بر جریده روزگار ثبت یاد در نظر اولوالابصار قبولی نیاید لاجرم بگزارش لختی از جلایل مآثر ایشان می پردازد و بدین همایون تذکور رونق این صحیفه افزون تر می سازد بحسن شرکت چنین فاضلی گرانمایه مژده اعتبار باهل سخن میدهد بدین خجسته تقریب منتها بهمزبانان می نهد فی الجمله مولانا از دودهٔ بزرگ است بزرگ نش از اهل علم واعتبار بوده اند مولد و منشای وی همین بقعه مبارک است اعلی ترین مناصب جلیل خصومات که باصطلاح اهل فرنگ صدر صدورش میخوانند وامروز در سلطنت ایشان نصیب ارباب هند شایسته ترازین خدمتی نیست با ایشان است و مولانا آن ذریعه کسب معیشت را ذریعه تحصیل مثوبات اخروی گردانیده که همه همتش صرف روای کار انام است و برکت نصفتش

شامل خاص و عام باد ایمی اتحاد موفور والتیام نا محصور دارد روزی نیست کہ شہد صحبت ایشان
چشیده نشود و باین قند مکرر کام جان حلاوت اندوز نگردد و باعتقاد من روزیکہ بی شرف
مجالست ایشان بپایان آید داخل ایام عمر نیست خلق مجسم است و لطف مصور مانی اندیشہ را
بہتر ازین نقشی نہ بر صفحہ خاطر است و نہ پیشگاه نظر در فنون ادبیہ ثانی اعشی و جریست و در مراتب
حکمیہ ثالث باقر و نصیر رسیدن باندازه فہمش نہ سہل است و دعوی ادراک علمش از جہل خیاط ازل
باین خوبی قبای قابلیت بر بالای وی دوختہ و رنگ قضا باین روشن دلی و آگاہی آئینہ ضمیری
نیفروختہ باین فضیلت شاعری از ایران سر کشیده و باین عظمت ساحری از بابل
رسیده باخیال شرح کمالاتش طوطی خامہ من باین قدرت گفتار نغمہ سنج بی زبانی است
در بایہ اوج مکانتش طائر اندیشہ ام باین بلندی پرواز عاجز از بال افشانی نہ من باندازه
مدحتش توانم نمود کہ کس بشایستگی نتواندش ستود بیت انوری عاجز است و من عاجز
طرح مدحتش کہ درخور اندازد + تا گزیر بایراد بیتے چند از کلام معجز نظامش جان در تن

مردگان میدهد

مر کر بھی ہمارا دل بیتاب نہ ٹھہرا
کشتہ بھی ہوا تو بھی یہ سیماب نہ ٹھہرا

اس درد جدائی سے کہین جان نکل جاے
آزرده مرے حق مین ذرا تو بھی دعا کر

ہو نہ دامن گیر کوئی جان کر قاتل سے تجھے
تو بھی روتا چل جنازے کو ہمارے دیکھکر

برگشتہ بخت جذبۂ دل مستکو آفرین
آگره پھر گیا میرے بیت الحزن کے پاس

آمد آمد ہوئی پھر موسم گل کی شاید
اندنون چاک کو پاتے ہین گریبان سے انس

ناصح یہان یہ فکر ہے سینہ بھی چاک ہو
ہی فکر تجھے تجھکو گریبان کے چاک مین

گیا کون سا صید افگن ادھر سے
کہ خالی پڑے آشیانے بہت ہین

یہ چھیڑ دیکھ مجھسے شب وصل مین کہے
تو اجنبی ہے بند قبا کیونکہ وا کرون

گو اسیری مین ہون پر مثل اسیر تصویر
نہ غم قید نہ پرواے رہائی مجھکو

الجھنے کو بلا ہین آپ بھی کچھ خیر ہی صاحب
لگایا ہاتھ کس نے آپ کی زلف پریشان کو

تھے مجروح کے سینہ مین کچھ گرمی سی باقی تھی
وہین بس ہوگیا ٹھنڈا جو کھینچا تیرے پیکان کو

اُس شوخ سے مربوط بہت سہل سے ہوتے — اگر ہم بھی سُبک حرکت نااہل سے ہوتے

۸ آزاد تخلص شیخ امیر الدین نام تلمیذ غلام علی عشرت بریلوی بوده اوراست

ہین ترے سیر چمن کو نہ گئے ہم ورنہ — خندۂ گل نے ہمین خوب رُولایا ہوتا

۹ آزاد ـ تخلص میر فقیر اللہ از قدماست از کلام اوست ـ

سب صنعتین جہان کی آزاد ہمکو آئین — پر جس سے یار ملتا ایسا ہنر نہ آیا

۱۰ آزاد تخلص رام سنگھ مردے بود بزیور ارادت واخلاق آراستہ بس از تحصیل ضروری چشمش از حلیہ نور عاری شد شوق شعرش از حد رقم فزون تر بود در مشاعره محمد علیخان عاشق تخلص بکشمکش شوق میرسید اوراست

اب دنون پیارے ترا طرز تکلم اور ہی — طور چشمک اور ہی وضع تبسم اور ہی

۱۱ آشوب تخلص میر امداد علی خان خلف میر روشن علیخان فروغ از اہل شاہجہان آباد شاگرد میر نظام الدین ممنون است طرز کلامش بشیوۂ استادش بسیار مینماید ودر ہر مجلس مشاعره شریک میشود غزل طرح فکر می کند باراقم شناسائی دارد جوان مہذب است اوراست

ناوک غم سے چھنا یان تک تن اپنا کام کا — استخوان پہ ہی گمان میرے ہما کو دام کا

گنہ کے بوجھ سے محشر تلک پہونچ نہ سکے — اسی مین پردہ رہا ہم گناہگارون کا

نہ آتو میری بالین پر تماشا جذبۂ دل کا — دکھادونگا تجھے گر آپ مین مین بھی کہو آیا

[illegible] خاک کے آسودونکو — اُس کے ہنگامۂ رفتار نے سونے نہ دیا

پوچھا جو مین نے یار سے انجام سوز عشق — شوخی سے اک چراغ کو اُس نے بجھا دیا

دل کو سمجھے تھے کہ اُس بزم سے لے آئینگے — ہائے اپنا بھی ہوا وان سے پھر آنا مشکل

[illegible] تک [illegible] کرو ہم گلہ کرین — وصل کی رات کم رہی آؤ معاملہ کرین

[illegible] قاتل نہ گیا — کس قدر ذوق تپیدن سے پشیمان ہوئین

[illegible] تاب کہین — ہائے کتنا شب ہجران مین پریشان ہوئین

[illegible] دونون ہین — دشمن میرے دونون ہین قاتل مرے دونون ہین

۱۲ آشفتہ تخلص عظیم الدین خان نام عرف بھورے خان قوم افغان از شاگردان میر محمدی مائل است گویند مردے آشفتہ طبع وارستہ مزاج آخرہا باکتساب باطن مائل و توبہ از شعر نمود از کلام اوست

بر گشتہ بخت ہم نے دیکھے ہین کم کسی نے دیوانگی ہماری ہر لحظہ یان ہے تازہ ہنسی کو خاطر اصحاب کیون نہو منظور	جب ہم ہوئے مقابل وہ منھ کو موڑ بیٹھے شیدا ہین اُس پری پر ہم گرچہ مدتون سے کہ زیب و زینت مجلس ہو چار یارون سے

۱۳ آشفتہ تخلص میرزا رضا علی خلف حکیم محمد شفیع بعضے اورا از لکھنو و بعضی از اکبرآباد دانند بہمہ حال جوانے گداختہ و درد مند و در فن طب دستے ارجمند داشت ہمت بترتیب محفل مشاعرہ می گماشت کلامش بنظر میر سوز درآوردہ است شعرش شستہ و صاف و فکرش مطبوع طبع اہل انصاف این ابیات ازو نوشتہ شد

جی بھتا آنکھون مین یار بھتا دل مین مر گئے پر بھی ہمکو خاک نہ دی دم آخر جو ہچکی آئی تھی ہا فقط نہ اپنی ہی تم آن دیکھتے جاؤ بجاے اشک نکلتے ہین پارہ ہاے جگر دکھانے آئے تھے دامن کے چاک کی خوبی اگرچہ ہووے گی تصدیعہ لیکن آشفتہ اپنے تئے ہوتے بھلا غیر کو صدقے تو نکر چہرہ کچھ اندون غم پنہان سے زرد ہے جلا ہے کعبہ گو آشفتہ یار سا بنگر ہمیشہ آگ نکلتی ہے میرے سینے سے	یان تلک انتظار بھتا دل مین آج تک یہ غبار بھتا دل مین وہ فراموش کار بھتا دل مین ادھر اُدھر بھی مری جان دیکھتے جاؤ تمھارے جی مین بھتا ارمان دیکھتے جاؤ ہمارا چاک گریبان دیکھتے جاؤ کوئی گھڑی کا ہے مہمان دیکھتے جاؤ ہم بھی جی رکھتے ہین پیارے ترے قربان گئے ظاہر مین کچھ مرض نہین پر دل مین درد ہے خدا جو نے بیٹھے بٹھائے اُسنے خراب کرے الٰہی موت دے گذرا مین ایسے جینے سے
مر گیا اک صنم پہ آشفتہ	موت ایسی خدا نصیب کرے

آشفتہ تخلص سید منور علی خلف سید علی نواز رضوی از سادات عالی گہر بارہہ و لادتش

در جهان آباد دہلی اتفاق افتاده در فن طب دستے بلند و پایۂ عالی دارد استفاده این فن از خدمت حکیم غلام حیدر خان که از مشاہیر اعیان دہلی است نموده بتاثیر تخلص آشفتہ مزاج و شوریده طبع گشته از سوز عشق در خمیرش افتاده و تخلص از فقیر خاکسار دارد خلاصۂ فکرت اوست

پرسش حال نے پھر یاد دلائی آنکی | گور مین بھی بس مُردن نہ مجھے آرام آیا
آج جل تو نے کیا کیسا مجھے شرمندہ قاتل سے | تماشا تھا اُسے میرے تڑپنے کی اذیت کا
آشفتہ تیری گور مین تڑپے ہی ساری خلق | ہی بیقرار آمد محشر کو جان کر
تم غیر سے ملے مین کسی سے ملا نہین | سچ ہی کہ بیوفا ہون مین تم بیوفا نہین
نہ قتل کا خیال انھین اور نہ موت کو | قسمت مین کیا خدا مرے مرنا لکھا نہین
عاشق کو لطف سے ہی فزون لطف جور مین | یہ غیر کی سزا ہی ہماری سزا نہین
جو نامہ بر گیا وہ گیا جانسے وہان | اب جی مین ہی رقیب کو ہم نامہ بر کرین
گر سُنے ناصح کہ دشمن سے نباہی کسطرح | ہی یقین تو بھی کہے وہ بیوفا کہنے کو ہین
آوارہ ہون آپ پہ جہان کو | مین خضر کی طرح رہنما ہون
ہی وصل مین بھی فراق کا غم | ظاہر مین ہون پاس پر جُدا ہون
دیکھین آشفتہ ہمین مرکے بھی راحت ہوگی | یار رہیگا یہ غم و درد مری جان کے ساتھ
غش ہونگے ہم آشفتہ تا رُخ جانان سے | پوچھے گا قیامت مین بیہوشون سے کیا کوئی
سدا ہی کیا قصور ہی بیتاب و بیقرار | جز غیر اور کون نہین ترے واسطے
ابھی دلربائی کو کیا جانتا ہی | ستم کو وہ بدخو ادا جانتا ہی
ہی جلاد کی سادگی مین بھی شوخی | مرے خون کو رنگ حنا جانتا ہی

آصف تخلص وزیر الممالک نواب یحیی خان آصف الدولہ بہادر داستانہاے محامد ۱۵
و مکارمش افسانۂ گوش عالم است و شرح بزرگیہاے ایشان خارج از حد رقم و احسان عمیم و ہمت فخیم بے نظیر و عدیل گوی ابر مدرار چشمۂ سار فیض حضرت رب جلیل بود دست گہر ریز و کف زر پاش داشت ارباب نیاز و حاجت را خانہ از استغنای انباشت در تیر اندازیش دستی تمام بود و بشکار رغبتی تمام آری **فرد** شہان را ضرورست مشق شکار

که آید پے صید دلها بکار + مرغان هوا از ابر زمین می افگند واین ادنی حرفی از قدراندازی اوست با فن شعر مالوف بود واکثر ارباب این فن را بصله وجائزه شایان نواختی چهل ساله فوت کرد انا لله وانا الیه راجعون این ابیات از افکار پاکیزهٔ اوست

قطعه

ایک دن یار سے یہ مین نے کہا	ابتو ہم طاقت و توان سے گئے
ہنس کے کہنے لگا کہ اے آصف	یہی کہ کہکے لاکھون جان سے گئے
ملنے نہ ملنے کا تو وہ مختار آپ ہی	پر ہمکو چاہیے کہ تگ ودو لگی رہے
جاروب کش نے اُس کے نہ رہنے دیا مجھے	گرد ان نسیم شکل پہ گاہے گئی

آفتاب تخلص حضرت فردوس منزل ابو المظفر مجاهد الدین شاه عالم بادشاه غازی انار الله برهانه انوار حقائق ایشان چون آفتاب نیم روز بر ساحت خاطر عالمے پرتو افگن وشمع مکارمش کالبدر الدجے تابنده و روشن نیاز مند اظهار و محتاج اعلان نیست چهل و نه سال رایت سلطنت برافراخته امروز وفات ایشان رابست و نه سال گذشته با سخن واهل سخن الفتے بسیار داشته بیتے چند از نتائج افکار ایشان انتخاب یافت

قطعه

صبح اُٹھ جام سے گذرتی ہے	شب دلارام سے گذرتی ہے
عاقبت کی خبر خدا جانے	ابتو آرام سے گذرتی ہے
آئے جو خواب مین بھی وہ یوسف لقا تو پھر	اے آفتاب دولت بیدار جانیے

آفرین تخلص شیخ قلندر بخش ساکن سهارنپور سلسلهٔ نسبش بامام الائمه سراج الامة ابو حنیفه کوفی رحمة الله علیه منتهی میشود گویند که از صنائع شعرے بسیار آگاه بود در رساله مسمے بتحفة الصنائع تصنیف نمودهٔ اوست واصناف سخن مانند لغز و قصاید و مثنوی نظم فرموده خلاصه فکرت اوست

بجا چمن مین تو اب آفرین کہ جون غنچہ	لبون مین اُسکے نہان ہو بہار خندۂ گل
بہت ہین گرچہ تجھین اور ناز کرنے کو	بُرے تو ہم بھی نہین دل نیاز کرنے کو

آفاق تخلص میر فرید الدین ابن بهاء الدین نسبت قرابت باشاه سلیمان که از معارف اولیاء دهلی بوده داشته از تلامذه ثناء الله خان فراق است ازاد

ہاتھ کا اُسکے خط لکھا لایا | تیرے قاصد مین ہاتھ کے صدقے

آگاہ تخلص میر حسن علی از افہانہ خوانان شاہی شخصی است در نہایت جودت طبع وجدت ذہن در چندین فنونش نکو دستی است این بیت اوست

ہان تیغ کھینچ اے بت آتش مزاج تو | اُمرنے پہ آج یہ بھی گنہ گار گرم ہے

آگاہ تخلص نور خان نام شخصی است از قوم افاغنہ جز این دیگر از حالش آگاہ نیم او راست

منھ دیکھو اپنا سیکھو ابھی رسم چاہ کی | باتین بنا بنا کے بیبجے نباہ کی

اصل تخلص میر عبد الجلیل نام از سادات گرامی قدر شاہجہان آباد دہلی بودہ است شاگرد معنوے جعفر زٹلی و اُستاد را بظاہر ندیدہ از وست

زلف ہے چہرے پہ یا جنجال ہے | جنبش ابرو ہے یا بھونچال ہے

اثر تخلص حسین علیخان خلف الصدق مرزا حیدر بیگ خان تورانی شرف شاگردے شیخ امام بخش ناسخ دارد وغزلی از وکہ این اشعار از آنست شہرت تمام دارد جز این شعرے دیگر بنامش گوش نخوردہ او راست

بسکہ دردا ٹھون پہر نام اُس مہ تابان کا ہے | بن گیا اختر مری تسبیح کا جو دانہ تھا
سُن کے غل شب تا در زندان وہ آکر پھر گیا | شیون زنجیر خواب بخت کو افسانہ تھا

اثر تخلص سید محمد میر کہین برادر خواجہ میر درد علیہ الرحمہ مرد شایستہ و دل ریش است و از ندا پیاں ہمین برادر خویش بتقاضاے دودمان خود از نسبتہاے باطن ظاہر و آثار صلاح و تقوے از سیماے حالش ظاہر بود تا شد کہ این جہان گذران را گذاشت دیوان قلیل الحجم دارد ملاحظہ شد بعضے خیالات ایشان بہ قسمے خاصت درد مندانہ و دلپذیر د مطبوع واقع شدہ مثنوی ایشان شہرت تمام دارد کہ بناے آن بر محاورہ بحث است و از بخت مرغوب عوام این چند بیت از دیوانش انتخاب فتاد

دیکھین گے اُسکی سنگدلی کو ہم اے اثر | گر کوئی نالہ ہم سے سرانجام ہو گیا
اُس سنگدل کے دل مین تو نالے نے جا نہ کی | کیا فائدہ جو اور کے جی مین اثر کیا
ہو جائینگے جور اُس سے معلوم | داغون کو مرے شمار کرنا

کیا کیے آخر تو آپ ٹک دیکھ
جی اکی بچا خدا خدا کر
لگی رکھی نہ تو نے میرے ساتھ
بیوفا تیری کچھ نہین تقصیر
یون خدا کی خدائی برحق ہی
مر تو چلے کہان تلک اب درگذر کرین
جسمین ہی از سر نو جور ترے یاد کرین
ہم اسیرونکی اُسے چاہیے خاطر داری
یان تغافل مین اپنا کام ہوا
حال میرا نہ پوچھے مجھ سے
نہ لگا رے گئے جہان دل کو
ہر دن فزون ہین کج ردیان روزگار کی
مانا اثر کہ وعدۂ فردا غلط نہین
غرض آئینہ داری دل سے
تیری عیاریون کی باتین آخر
اور تو کوئی نہین دام و قفس دہنگیر
دلربائی و دلبری تجھکو
دوست ہوتا جو وہ تو کیا ہوتا
حال پر اپنے مجھکو آپ آخر
آپ ہی نہ چل نکلے نہ کچھ اُس دلمین راہ کی
چھپ چھپ کے دیکھنے کے مزے ست اہی آخر
کبھی دوستی ہی کبھی دشمنی
ہمین حیرت ہی آپ ہی تجھکو دیوین کیا جواب اسکا
یون حال اپنا تباہ کرنا
پھر اور بتون کی چاہ کرنا
تیرے نزدیک قصہ پاک ہوا
مجھکو میری وفا ہی راس نہین
پر ہمین تو آخر کی آس نہین
یا ہم نہین اس آہ مین یا آسمان نہین
تو سنے یا نہ سنے نالہ و فریاد کرین
اور لٹے نہ کہ ہم خاطر صیاد کرین
تیرے نزدیک یہ جفا ہی نہین
بات میری جو معتبر ہی نہین
آہ لیجائیے کہان دل کو
کچھ سیکھتا چلا ہی روش چرخ یار کی
لیکن کٹی نہ آج یہ شب انتظار کی
تیرا جلوہ تجھے دکھانا ہی
سب سمجھتا ہی گو وہ دانا ہی
تنگ آیا ہون فقط دلگی گرفتاری سے
گو کر آتی ہی پر نہین آتی
دشمنی پر تو پیار آتا ہی
رحم بے اختیار آتا ہی
اس پر کہین گے آہ کہ ہمنے بھی آہ کی
معلوم ہونگے جو کبھی اُس نے نگاہ کی
تری کون سی بات پر جائیے
کہ تجھ بن اب تلک کسطرح ہمنے زندگانی کی

آپ مین کہنے لگون سو ہی کہان میری مجال   پوچھے تو احوال میرا ایسی کیا مجھکو پڑی
مہر و کین کچھ تو ہی تحقیق سے کیا کام مجھے   یون تو ناحق نہین دے بیٹھے ہین دشنام مجھے
کب کب تری گلی مین ہم بیقرار آئے   سو بار جی نے چاہا تب ایکبار آئے
تارے تو گنے گئے شب ہجر   داغ اپنے مگر شمار کیجے
کب کب آتا ہے آخر کیون تجھے تنگ آتا ہے   آ نکلتا ہے کبھو جی سے جو تنگ آتا ہے

احسان تخلص از اہل لکھنؤ است در مرثیہ گوئی شہرت دارد این بیت ازو بدست آمدہ

مجنون کو اپنی لیلےٰ کا محمل عزیز ہے   دل مین ہمارے تو ہے ہمین دل عزیز ہے

احسان تخلص حافظ عبدالرحمن خان از سخن طرازان عہد حضرت فردوس منزل شاہ عالم بادشاہ است سالہا بعہدہ مختاری سرکار مرزا ایزد بخش بہادر سرفراز ماندہ بشمار اعزہ این دیار مے آید باوجود پیرانہ سالی اکثر و بیشتر شامل بزم مشاعرہ میشود اشعار عاشقانہ اش ناخن بدل زن است در صنائع لفظی مانند جناس و اشتقاق و طباق وغیرآن اصرار از حد افزون دارد و با راقم تعارفش ہست صاحب اخلاق نیک است دیوانش ملاحظہ شد این اشعار از ان انتخاب یافت

دو دن سے مین جدا ہون اس مو کمر سے احسان   اک سو طرح کا صدمہ اس درمیان مین دیکھا
کہان وہ گریہ وہ نالہ وہ جان بلب رہنا   کسی کا کام ہمیشہ بنا نہین رہتا
گلے سے لگتے ہی جتنے گلے تھے بھول گئے   وگرنہ یاد تھین مجکو شکایتین کیا کیا
مین تو اس نوجوان پر غش ہون   ہائے عالم تری جوانی کا
سخت نادانی کی احسان جو کہا عاشق ہون   بھید کہتا ہے کسو سے کوئی نادان دل کا
ہے وہ مرید آبلۂ پائے عاشقان   پانی پہ ٹھہرے کیونکہ نہ بستر حباب کا
مرے آتے ہی بس نیند آئی تو اب   یہ اپنی چشم پوشی دیکھتا جا
یارو سبھون کو میرے گریبان کی فکر ہے   تا صبح کے منھ کو آن کے کوئی نہ سی گیا
یہی مجھکو رہ رہ کے آتا ہے ارمان   کہ تجھ سے نہ کچھ میرا ارمان نکلا
مجھ پہ نہ بیک بات ہی کچھ خشمگین ہوا   نامہ بھی واکیا تو وہ چین بر جبین ہوا

اسمین بھی دراندازون نے سو رخنہ نکالے
دامنِ کوہ کو تکتا ہی بحسرت مجنون
آخر کو سے لگے گور کے ہم آہ کنارے
خاک ہو کر بھی رہون تھا یہ وفا نے چاہا
مینائے بادہ ہاتھ سے یون میرے لیگیا
جو کوئی جان بچا کر تمھارے در سے پھرا
دل آہن سرشت اُسکا بنے موم
فائدہ تم جو سبے مجھے نزع مین یار آئے نظر
مجھکو مت ٹھکراؤ بس چلئے سنبھل کر دیکھکر
دیکھیو میری طرف سچ کہیو اے اختر شناس
کوٹھے پہ چڑھا کر تو مرے بجان سمجھ کر
گر دل احسان غم معشوق دے صد آفرین
کڑہا ہی دیکھ کے مجکو تو اسطرح ظالم
احسان مین جسکے نام پہ دیتا ہون اپنی جان
غم ساتھ ہوا گلی سے تیری
مین جو مرے سینے پہ آؤن تو بسو لی جاؤن
مین تڑپتا ہون غم عشق بتان مین احسان
کسی مہرو کی خاطر ہمکو اک جھومر بنا نا ہی
مت گرد گرد پھر تو ہر دم مری دعا کے
خفا مت ہو مجھکو ٹھکانے بہت ہین
کہتے ہو کیا رقیب کو بھیجون بتا صلاح
کچھ سانس رکا آئے پھر رہ رہ کے یہ ڈر ہی
اُنسے پوچھے ہی جو احسان وفا پیشہ کبھی

احسان نے جو اُس رخنۂ دیوار کو دیکھا
سنگ باقی نہ رہا دامنِ طفلان مین گیا
دریائے محبت کا یہ ساحل نظر آیا
کیا کرون لیک نہ کمبخت صبا نے چاہا
خون محتسب کا آج تو پینا حلال تھا
یہ جانتا ہون مرے بجان خدا کے گھر سے پھرا
مدد اے روح عالی شان داؤد
ہی نہ یارائے سخن اور نہ یارائے نظر
چال سب چلتے ہین لیکن بندہ پرور دیکھکر
کیون فلک کو تو نے دیکھا میرے اختر دیکھیا
پریان نہ اُتر آئین پرستان سمجھ کر
پیر و مرشد واہ یہ بدعت خدا کے گھر کے پاس
نہان زبان پہ ہی الحمد و آشکار دریغ
وہ جانتا نہین ہی مرا نام اب تلک
اک آئے تھے اور دو گئے ہم
گر عسس منع کرے اُسکا لہو پی جاؤن
حکما فضل الٰہی خفقان کہتے ہین
اگر نیچے فلک عقد ثریا مول لیتے ہین
ہم کوئی تیری منت تا تیر کھینچتے ہین
مرا سر رہے آستانے بہت ہین
لعنت ہی سنے بھیجے گا یزید لعین کو
قاصد نہ کہین راہ مین کمبخت رکا ہو
بیوفا کون ہی کہتا ہی وہ عیار کہ تو

حال دل حزین جگر خستگان پہ رحم | مین نے کہا ثواب ہی کہنے لگا گناہ
جنت مین مجھکو اُسکی گلی سے ہین لیچلے | کیا جانیے کہ مجھ سے ہوا آہ کیا گناہ

کوئی فلک نہ وہ ایسا نہین زمین پہ کہین | دماغ آہ کا اسیر بھی آسمان پر ہی

چین تجھکو بھی نہو مجھکو ستانے والے | تو بھی ٹھنڈا نہ رہے جی کے جلانے والے
آشنا کسکے ہین بیدید ہین یہ دیدہ و دل | ہین یہی دیدہ و دانستہ تجکو پانے والے
انکے رونے پہ ہنسی آتی ہی مجھکو احسان | دوڑے پانی کو ہین کیا آگ لگانے والے

بیٹھا ہی آہ بس خدا نکرے | تجھکو فرصت ہو سر اُٹھانے کی
یاد مسجد مین آئیگی احسان | کیفیت اس شراب خانے کی

کچھ اپنی بغل دیکھ کے روتا ہی تو احسان | ہان اُٹھکے گیا کوئی تو ہی پہلو سے سرکتے
بس خاک قدم دیجیے تکرار بہت کی | مٹی مری اس خاک نے ہی خوار بہت کی

ہم لائق بندگی نہین تو | بس خیر ہی بندگی ہماری
ہم جان چلے کہ جانکے ساتھ | جائیگی یہ جان کنی ہماری
کہتے ہین پلٹ گیا وہ رہ سے | تقدیر اُلٹ گئی ہماری
کیا کام کسی سے ہمکو احسان | ہم اور یہ بیکسی ہماری

تجکو مست چھٹو معاذ اللہ سری لب تلک | نالے گر آئین تو پھٹ جائین جگر دو چار کے
ای بخت تو جاگ اور جگا ہمکو کہ پھر ہم | تا حشر نجاگین گے جگائے سے کسو کے
زاہد مسجد مین یہ دیر مگر بھید ہی اور | گنج قارون پہ حسرت سے نظر کرتا ہی
یہ ستانے سے مرے تجکو ہی حاصل ظالم | تجھے موذی کہے خلقت بھی لیا ہونچی
مرنے کے بعد آنکے کٹوائین بیڑیان | آج آپ اپنے کشتے کی منت بڑا چلے

احسن تخلص وحسن نام شیخے بوده از معاصرین آبرو و ناجی و بطور شان غزل سرائیستاده است

نازک بدن پہ اپنے کرتے ہو تم جو غرہ | موسی کمر نے تمکو فرعون سا بنایا

مضمون این بیت کہ مرقوم شد بعینہ دون الاثر در کلام شاه مبارک آبرو یافتہ شد اما چون از صاحب ترجمہ شعرے آخر کہ لیاقتی داشتہ باشد در نظر نبود ناچار ثبت گشتہ

احسن تخلص مرزا احسن علی در سرکار نواب آصف الدوله مرحوم به پیشهٔ شاعری ملازم بود بحسن خط و نیکوئی بیان مشهور است و در تلامذهٔ مرزا رفیع سودا معدود و چندی در بدایت حال پرتوے از میر ضیا هم گرفته اما ذرهٔ اُس خورشید از و گشته اوست

ٹکڑے اڑ جائیں گے سینے میں جگر کے احسن	تیرے نالوں کا کوئی دن جو یہ انداز رہا
حسن پر اپنے بہ اک مہ پارہ گرم لاف تھا	گھر سے وہ خورشید رو نکلا تو مطلع صاف تھا
اشک گلگون کو نہین لعل و گہر سے پیوند	یہ رکھے سنگ سے نسبت وہ جگر سے پیوند
سجدہ گہ ہو خاک احسن اب تو سارے خلق کی	جان دی تھی اُس نے کسکی حسرت پابوس مین
بزم مین اُسکی جو ہوتی ہی کبھی سرگوشی	دل دھڑکتا ہی کہ میرا کہین مذکور نہو
تم تو دل مانگو ہو یان جان تلک حاضر ہی	بات یہ بھی ہی کوئی آپ کے فرمانے کی

احسن تخلص احسن الله خان جهان آبادی متصل دروازهٔ لاهوری در مسجد سرهندی میماند و شتی خم ابروے زیبا صنمی را دیده سر بسجده فرود آورده منبر و محراب را بر طاق نسیان گذاشته بجاے خطبه ناله بنیاد نهاد و آخر به اندرز واعظان فریفته گشته طریق کهن از سر تازه کرده عهد برهمن گسسته بیعت شیخ نمود زنار از میان بگشاد و تسبیح بر دست پیچید این بیت بنامش به نظر رسید و ثبت گردید

اسکی گلی مین احسن شب چوری چوری جانا	یہ چال ڈھال تیری خانہ خراب کیا ہی

احمد تخلص شیخ حافظ غلام احمد از مردم پنجاب است او راست

گر یہی ہین دست اپنے نارسا	اُسکے پانون تک رسائی ہو چکی

احمد تخلص احمد بیگ از طائفهٔ قزلباش جوانیست صبیح الوجه قواعد سپاهگری را علی احسن وجه میدانسته صاحب رساله سرکار مرزا ولیعهد بهادر بوده از وست

غضب سے ہاتھ مین جب تو نے تیغ کین پکڑی	نہ اٹھ سکا مرے بسمل نے یہ زمین پکڑی

احقر تخلص مرزا جواد علی از قزلباش است ولادتش در لکھنؤ اتفاق افتاده اصلاح شعر از میر حسن صاحب مثنوی بدر منیر گرفته در بدو سن شعور بزیارات اکثر مزارات فائض البرکات فائز شده بوطن برگشته این مطلع از و پسند آمد

بزم مین اوسکی جو شب جاہ کا مذکور چلا	اٹھ کے محفل سے وہین وہ بت مغرور چلا

اختر تخلص شخصے است از دودمان گورکانے طبعش بفکر شعر فزون تراز اندازہ رغبتے داشت ازوست

مجھے بھی ہٹ ہوئی ایسی کہ مرمٹا لیکن	نہ تیرے کوچے سے ہرگز اٹھا قدم میرا

اختر تخلص میر اکبر علے از مشائخ زادگان سرہنداست در صنعت انشاپردازی یدطولے داشت از تلامذہ شیخ قلندربخش جرأت است از کلام او

تماشے کی ہی جا مژگان پہ جو لخت جگر نکلا	عجب یہ نخل ہی جسمین کہ شکل گل ثمر نکلا

ارمان تخلص فرزند جعفر علے حسرت است کہ مشاہیر بلاد مشرق بودہ از نامش آگہی دست نداد ازوست

چرچا ہوا ہی گھر گھر اب دیکھیے کہ کیا ہو	دو دن نہ چھپ سکی تو چاہت ترا برا ہو
تا سر بالین اسے آنا قیامت شاق ہی	یہ دل بیمار جسکا نزع مین مشتاق ہی

اسعد تخلص مرزا اسعد بخت نبیرہ شاہ عالم بادشاہ مقطعے از ایشان مسموع بقلم آمدہ

تو اسعد غضب ہی کہ ہاتھون سے تیرے	نہ تسبیح ٹھہری نہ زنار ٹھہرا

اسد تخلص میر امانی از سکنائے جہان آباد دہلی است مرد شگفتہ و ظریف بودہ نسبت شاگردے بامرزا رفیع سودا داشت در راہ لکھنؤ حرامیان تبہ کار بدسر انجام خونش ریختند ازوست

جون تون اسد کو لائے تھے اوسکی گلی سے ہم	خانہ خراب راہ مین آکر مچل گیا
بزم بتان ہو جام ہو خلوت ہو پھر تو بس	کافر ہون گر وہان مین خدا کا بھی ڈر کرون
اسد اس جفا پر بتون سے وفا کی	مرے شیر شاباش رحمت خدا کی
پروانے پڑے جلتے ہین روتی ہی کھڑی شمع	یارب نہ شب وصل ہو کوتاہ کسی کی
جس سے کہ دل ملا تھا جب آیا وہ سامنے	ملنے نہ پائے ہونٹ کہ سو بات ہو گئی
مانے ہی کوئی وہ بت گمراہ کسو کی	گو آپ سفارش کرے اللہ کسو کی

اسلام تخلص شیخ الاسلام از ساکنین قصبہ تھانہ منضافات سہارنپور است اوراست

ظلم ظالم کا پس مرگ بھی رہتا ہے بجا ۔ ہین یہ بازوے عقاب اب جو بنے تیر کے پر

اسیر تخلص تلبرار نام نصرانی بودہ از رفقاے ظفریاب خان جوان تنومند
اصلاح سخن از شاہ نصیر گرفتہ او میگوید

ہم اُس آئینہ رو کے ہجر مین یون زیست کرتے ہین ۔ کہ سکتے کی سی حالت ہے جیتے ہین نہ مرتے ہین

آسفان تخلص غالبا نامش ہم ہمین باشد نصرانی بودہ اصلش از فرنگ
و ولادتش بہند اتفاق افتادہ از وست

خط کا یہ جواب آیا جو لکھا کبھی پھر خط ۔ کر ڈالونگا اک دم مین ترے آنکے پرزے

اشرف تخلص محمد اشرف نام خلف امام الدین از ساکنان کاندہلہ بودہ از وست

آتش دل سے ہوا ہے مجھے یہ ڈر پیدا ۔ کہ مرے سینہ مین ہووے نہ سمندر پیدا

اصغر تخلص سید امجد علی اکبرآبادی ہمین برادر حکیم محمد میر کہ از رفقاے مستیم حضرت
والد ماجد بودہ از دودمان امجد است از شاہ عبداللہ بغدادی علیہ الرحمۃ خلافت یافتہ
بوقع و وقار تمام و تورع و تقاوت تمام زندگانی کردہ از خیالات اوست

ہوا ہون بسکہ خفا اب تو اپنے جینے سے ۔ لگا ہی لونگا مین اُس تیغ زن کو سینے سے

اظہر تخلص غلام محی الدین شاگرد غلام حسین سروری تخلص کہ شاعر پارسی گو بود
از اہالی جہان آباد است و نیز اصلاح سخن از میر فرزند علی موزون گرفتہ بہ تعلیم
اطفال بسر مے برد از وست

رکھتی ہے مری جان کو مضطر تپش دل ۔ دکھلائے گی ہنگامۂ محشر تپش دل

اعظم تخلص اعظم خان از مردم دہلی قوم افغان مردے حریف و ظریف بودہ کسب
سخن از شاہ نصیر کردہ آخر با این فن را ترک گفتہ بہ کسب علوم پرداخت از وست

اسی مضمون سے معلوم اُسکی سرد مہری ہے ۔ جو اُس نے مجکو نامہ کاغذ کشمیر پر لکھا
درد دل از بس طبیبوں سے نہان رکھتے ہین ہم ۔ شمع آسا نبض زیر استخوان رکھتے ہین ہم

افسوس تخلص میر شبیر علی فرزند میر علی مظفر خان داروغہ توپ خانہ نواب
قاسم خان عالیجاہ از مردم نارنول است سلسلۂ نسبش بامام ہمام جعفر صادق

علیہ السلام میر سد از مشاہیر اہل سخن است از خدمت میر حیدر علی حیران بہ تہذیب کلام پرداختہ در اوائل حال از منتسبان سرکار مرزا جوان بخت بہادر مرحوم بودہ آخر الامر در کلکتہ بسرکار انگریزی منسلک شدہ خدمت ترجمہ کردن کتب فارسی بزبان ریختہ بالیشان بودہ اوراست

قفس سے چھٹنے کی امید ہی نہین افسوس
حصول کیا ہی جو مژدہ بہار کا پہونچا

کیا لکھون اُسکو مین احوال یہ کہنا قاصد
بیخوابی کے سبب طاقت تحریر نہین

دیکھتے ہی اُسے حاضر ہوے مرجانے کو
وہی اشخاص جو یان آئے تھے سمجھانے کو

کیون نہو اسقدر گھمنڈ اُس بت پر غرور کو
صبر کسیطرح نہین اس دل ناصبور کو

اُس کے اُٹھتے ہی جی پہ آن بنی
دیکھیے آگے آگے کیا ہووے

صورت تجھے حق نے دی پری سی
پر آدمیت نہ دی ذری سی

کچھ بات تم سے کر نہین سکتے ہزار حیف
مدت مین تم ملے بھی تو غیرونکے گھر ملے

افسر تخلص غلام اشرف آبائش سر خدمت گاو خانہ بادشاہی بودند از تلامذہ غلام ہمدانی مصحفی است بیشتر فکرش مقصور بر مراثی بودہ ازوست

جب دیکھے ہی مہ داغ سیہ اپنی جبین پر
آتا ہی اُسے رشک ترے روے حسین پر

اکبر تخلص اکبر خان کہین برادر داعی آثم بہ اکثر صفات حسنہ متصف است از کمتر ایام رغبتی بشعر پیدا کردہ از حضرت مومن استفادہ میکند ازوست

سوے میے حضرت ناصح کوئی تدبیر وصال
حیف چارہ نکرے آپ سا دانا دل کا

خانۂ غیر مین گر کے لگا جی تیرا
ہمکو بھی اور سے آتا ہی لگانا دل کا

ہوا نہ شوق سے اُس کوچے مین گذر اپنا
ہمیشہ پیچھے رہا ہم سے راہ بر اپنا

جنون عشق کا درمان نہو کسی سے کبھی
کہو علاج کرے جا کے چارہ گر اپنا

دیا نہ رنج ستم سوز دل سے کام لیا
یہ خاک ہونے کا احسان ہی چرخ پر اپنا

عدو کے ذکر سے وان ہوش جائین یان موت آئے
مزاج اُن سے بھی نازک ہی کس قدر اپنا

قتل کر لاشۂ اکبر کو چھپایا گھر مین
ہاے اُس نے مجھے جانے نہ دیا اور کہین

ہون صید دام دیدہ مین صیاد و درگذر — غفلت مین وہم ہے کہ فریب کمین نہو
دوش ملک پہ دیکھ کے نعش شہید عشق — حورون کو یہ گمان ہے کہ عرش برین نہو
اکبر تباہ دیکھ کے دشمن کو ہنس دیا — اُس بے وفا کو مجھسے محبت کہین نہو
کون رویا ہے ترے کوچے مین رات — کیون سفیدی اُڑ گئی دیوار کی +
ہم تو ہین رہے جو خفا ہو تو خوش رہو — آئے نہ تھے طلب سے کہ رخصت کیا چلے

الہام تخلص شیخ شرف الدین المعروف بشاہ [illegible] از اہل لکھنؤ است مرد وارستہ بودہ و بعلت درویشے باعتبار ہیز نیست گویند کہ بزمرۂ اساتذۂ معدود بود بفارسی ہم تکلم میکرد از وست

اری بیکسی تیرے قربان ہون — بُرے وقت مین ایک تو رہ گئی
نگہ وہ دشنہ کہ طعنہ کٹار پر مارے — مژہ وہ تیر کہ خنجر کو دھار پر مارے

الم تخلص محمد علے از تلامذۂ شیخ ابراہیم ذوق است مقطعی بدیہی علی سبیل التذکرہ بر زبان راندہ بود دل قلبیدہ و درین تذکرہ ثبت گردیدہ

نہ تھا تحمل اگر اُسکے ناز کا تو پھر — الم فریفتہ کیون ایسے نازنین کے ہوے

الفت تخلص یکے از باشندگان قصبہ مظفر نگر است دیگر کیفیتش معلوم نشد شعرے کہ ازو بنظر آمدہ خالے از کیفیت نبود ثبت افتاد

ہمیشہ کہتے تھے الفت کو لوگ زشت نصیب — سو آج کوچے مین تیرے ہوا بہشت نصیب

الفت تخلص منگل سین از کائتان عظیم آباد است بحضرت دہلی ہم رسیدہ اصلاح سخن از قلندر بخش جرأت گرفتہ ازین تیش کہ بر زبان خامہ می گذرد مے تراود کہ طبع خوشے داشتہ

ہر قدم پر یان تلک آنے مین سو سو بار تھے — کیونکہ گھر جانے لگے شام و سحر دو چار کے

امیر تخلص امیر الدولہ ناصر جنگ معروف بمرزا منیڈھو پور وزیر الممالک نواب شجاع الدولہ بہادر برادر کہتر آصف الدولہ مرحوم است از پیشگاہ خلافت خدمت میر آتشی داشت پیش از فتنہ غلام قادر خان بجہان آباد در رنگ مشاعرہ بکاشانہ خود ریختہ بود انجا صحبت حاضران را سفرہ چیدی و خوان نعمتہاے گوناگون پیش کشیدے از خیالات نازک است

یاس و غم و آرزو جمع یہ سب چیز ہے
ملیے تیرا جو صلہ دل بھی عجب چیز ہے

امیر تخلص نواب علی محمد خان از طائفۂ جلیلۂ افاغنہ است نسبت تلمذ بقیام الدین علی قائم دارد بیشتر از اہل سخن ذلہ خوار خوان نوالش بودند بزم مشاعرہ نے آراست او راست ؎

اس شکار انداز سے لگ کر کوئی چھٹتی ہے آنکھ
کیون نہو سوے قفا منھ وقت رم نخچیر کا

بس مین آیا جو تمھارے اُسے چاہو سو کرو
کیا ستم آدمی سہتا نہین لاچاری سے

تیرے گھر جانے سے بس اپنا تو گھر جاتا ہے
اے مری جان کے دشمن تو کدھر جاتا ہے

ہاے سُرخی ترے رخسار کی ہنگام عتاب
جتنا بگڑے ہے تو اُتنا ہی سنور جاتا ہے

امیر تخلص امیر اللہ مردیست از اہل جہان آباد نہایت اہلیت و شکستگی با او ست در فن رمل مہارتے درست دارد از تلامذۂ شاہ نصیر است باداے اثیم گاہ گاہ دمی خورد از کلام اوست

اس تشنہ گلو پر ہے پھرا دیکھ تو قاتل
بے آب ترا خنجر بران نہ ہوا ہو

امین تخلص خواجہ امین الدین از ارباب عظیم آباد است و آنکہ نسبتش بمرشد آباد کردہ از و خطای عظیم آمدہ مرد قناعت پیشہ و راست اندیشہ از نتائج فکر اوست

خورشید ترا دیکھ کے منھ کانپ کے نکلا ہے
مہ چادر مہتاب مین منھ ڈھانپ کے نکلا

ہم کو کیا گر بہار آتی ہے
دل وہ غنچہ نہین کہ وا ہو گا

ڈر سے ترے نالہ بھی نکلتا نہین لب سے
ظالم ہے ترے ظلم کی تاثیر ہوا پر

مرتے ہین ہم تو اُسکے لب آبدار پر
گر آب زندگی ہو تو مارے ہین دھار پر

بوسہ دیا تھا جی مین جو آوے تو پھیر لو
اتنا خفا ہو کس لیے اس خاکسار پر

یہ نہین جوہر نمایان تیغ تیز یار پر
کھُد رہا ہے نام مقتولون کا اس تلوار پر

دل خیال زلف مین بیخواب بے آرام ہے
رات ہوتی ہے امین بھاری ہر اک بیمار پر

دل تو کیا ہے کہین جو آئے یار
جان آگے نکال رکھتے ہین

مجھے بے چین رکھتا ہے دل افگار پہلو مین
وہ سوئے کس طرح جسکے رہے بیمار پہلو مین

ہم آنے کو مانع نہین غیر کے
پر اتنا ہے خلوت مین ہمدم نہ ہو

امین کی غذا اب رہی ہے یہی	الٰہی یہ خون جگر کم نہ ہو
جلوہ تیرے حسن کا کہان ہے	یون کہنے کو آفتاب ہان ہے
دن کٹا فریاد مین اور رات زاری مین کٹی	عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی
صبح گر صبح قیامت ہو تو کچھ پروا نہین	ہجر کی جب رات ایسی بے قراری مین کٹی
کس سے تشبیہ دین بھلا تجھ کو	ایک یوسف سو تیرا ثانی ہے

امین تخلص امین الدین خان نام خلف قاضی وحید الدین خان مردیست صلاحیت شعار گزیدہ اطوار بعہد نجیب الدولہ نواب نجیب خان مغفور منصب قضاے دہلی باو الدش بودہ گویند کہ اشعار دلپذیر بسیار دارد و مارا انچہ بدست آمدہ این بیت است کہ در حضرت اخلاے روحانی گذرانیدہ

کون آتا ہے یہ کس کے پاؤن کی آواز ہے	ہر صدا سے پایمن جسکے سو طرح کا ناز ہے

امین تخلص محمد اسمعیل ابتدائے تخلص بوحشی بودہ وجہ این تغیر و تبدیل پیدا نیست فی الجملہ جوان فرخندہ بود و شرافت نسب داشتہ ازوست

اپنی تو وہی عید ہے جس روز کہ ہمدم	مکھڑا نظر آجاے لب بام کسی کا

امین تخلص نامش میر محمد از اہل بنارس سیدیست پاک نژاد و راست

جی سے کہدو کہ آہ سرد کے ساتھ	ٹھنڈے ٹھنڈے چلے تو چل نکلے

امانی تخلص میر امانی شاہجہان آبادی فرزند خواجہ ہاشمی طریقہ اثنا عشریہ داشت فائتش در سنہ ۱۱۷۰ ہجری اتفاق افتاد این اشعار از افکار اوست

گھیرا ہے مجھے غم نے عجب حال ہے جیکا	اے نالۂ دل وقت ہے فریاد رسی کا
سینے مین جدھر رہو پھونک دی ای آہ	ٹک دل سے خبردار کہ یہ گھر ہے کسی کا
اثر ہو سنگ مین کیا کیونکر اُن کو رام کرین	بتون کے دل ہو تو یارب یہ آہین کام کرین
نامہ بر کہیو زبانی کہ تڑپتے تجھ بن	شمع شب دیکھ مجھے صبح تلک روتی تھی

امانی تخلص نام نامعلوم شخصی بود از مردم شاہجہان آباد این بیت بنامش ملاحظہ شدہ ثبت افتاد

کس کے یہ خار مژگان دل مین کھٹک رہی ہین	جو چشم سے لہو کے قطرے ٹپک رہے ہین

امجد تخلص مولوی امجد خلف ارشد مولوی ارشد مرد قناعت پیشه بود پدر مولوی عبدالرحمن است که از مخلص احباب فقیر است او راست

جس گھڑی آنکھ دیکھون ہون مین جون قطرۂ اشک	اپنی نظرون سے بھی امجد مین گرا جاتا ہون

امی تخلص روشن بیگ نام ہین برادر حمید الدوله منصرم کار سرکار ولیعهد شاگرد شاه نصیر واز علم بی بهره بود نوجوان مرد او راست

جہان زنجیر ہم سنتے ہین منگوا مول لیتے ہین	تری زلفون کے سودے مین یہ سودا مول لیتے ہین
جی دھڑکتا تھا کہ پہنچے مین نہ آجائے لچک	ہاتھ سے چھوڑ دیا مین نے ترا جان کے ہاتھ

امانت تخلص امانت رائے نام در دریبه که محله ایست در جهان آباد مسکن داشت از دست

تشریف یہان نہ لاؤ یہ نامہ بر تو بھیجو	مت لو خبر ہماری اپنی خبر تو بھیجو

انور تخلص ولی محمد خان از مشائخ زادگانست آبایش داروغۂ عدالت شاهی بودند شعر ریخته فارسی لب میکشاد او راست

ایسی جان بخش ہوا موسم گل کی آئی	قصد پرواز مین ہین بلبل تصویر کے پر
ہوا اشک خون مین بہار گریبان	رگ گل سینے تار تار گریبان

انتظار تخلص نامش معلوم حقیر نگشته از معاصرین فغان و آبرو است او راست

جو ہین بہار گل کے قفس مین خبر گئی	بلبل یہ سن کے ایسی ہی تڑپی کہ مر گئی
کنج قفس مین جل کے بناتا ہون آشیان	سیر چمن کی دل سے ہوس اس قدر گئی

انیس تخلص امیر الدوله نوازش خان شاگرد میر نظام الدین ممنون همشیره زاده شاه نواز خان مرحوم است که در زمان سلطنت حضرت شاه عالم بادشاه باوجود وجاهت تمام صدرنشین وساده خدمت مختاری بوده خودش نیز باین منصب جلیله سرفراز مانده با راقم الحروف طریق تعارف مسلوک است اما گاهے حکایت شعر و سخن در میان نیامده بزعم فقیر اکنون بدین فن التفاتے ندارد دو سه بیت در تذکره بنامش ملاحظه شد ثبت افتاد

پر کالۂ آفت تھا وہ رخسار انیس آہ	چہرہ جو غضبناک ہوا اور بھی چمکا

کشتی سے اپنی چرخ خبردار رہ کہ آج
رکھتے سرشک دیدۂ طوفان فشان نہین

انجام تخلص عمدۃ الملک نواب امیر خان سلسلۂ نسبش بمیر میران نعمت اللّٰہی کہ با سلاطین صفویہ قرابت داشتہ میرسد از امراے عہد محمد شاہ بادشاہ است از بسکہ بزرگے ایشان در تواریخ مضبوط و مسطور و برالسنہ و افواہ مشہور و مذکور داعیٔ از ایراد بے نیاز است از نتائج طبع پاکیزہ اوست

ساتھ اپنے سر کے تھا انجام پاس تمکنت
شکر ہے تڑپے نہ زیر خنجر جلاد ہم

نعش میری دیکھ کے مقتل مین یون کہنے لگے
کچھ تو یہ صورت نظر آتی ہے پہچانی ہوئی

انشا تخلص میر انشاء اللہ خان خلف حکیم میر ماشاء اللہ خان مصدر تخلص نجفی الاصل مرشد آباد مولد است از مقربان خدمت وزیر الممالک نواب سعادت علی خان بہادر بود لختی در فنون رسمیہ مہارتے داشت و در ہر فن کوس لمن الملکے بہ آوازہ تمام می نواخت بر موزونان معاصر از اعتراضات و مطاعن قافیہ تنگ نمودے دیوانے دارد مشتمل بر اصناف سخن و ہیچ صنف را بطریقہ راسخہ شعرانہ گفتہ اما در شوخی طبع و جودت ذہن او سخنے نیست مرگ او در البت سال سپری شدہ دیوانش بنظر رسید و این ابیات ازان انتخاب گردید و بیت اول نہایت دلپذیر راقم است والحق بغایت بلند رتبہ واقع شدہ

اُوس سے خلوت کی ٹھہر جاتی تو مین اللہ سے
واسطے دو دن کے عرش کبریائی مانگتا

جسوقت وہ یوسف سے ہم آغوش تھی اُسوقت
سُنتے ہی ترا نام زلیخا کو غش آیا

چلے تھے حرم کو رہ مین ہوے اک صنم پہ عاشق
نہوا ثواب حاصل یہ لیا عذاب اولٹا

آبخورے برف کے انشا کو بھیجے آپ نے
اِس کے یہ معنے کہ جو نقشہ تھا راجم گیا

گرچہ مے پینے سے کی توبہ ہے مین نے ساقی
بھول جاتا ہون ولے تیری مدارات کے وقت

امرد ہوے ہین اُس کے خریدار چار پانچ
دے اور ایسے حق مجھے غیار چار پانچ

گلبرگ تر سمجھ کے لگا بیٹھی ایک چونچ
بلبل ہمارے زخم جگر کے کھرنڈ پر

راتون کو نہ نکلا کرو دروازے سے باہر
شوخی مین دھرو پاؤن نہ اندازے سے باہر

کیا ہنسی آتی ہی مجکو حضرت انسان پر	فعل بد تو ان سے ہون لعنت کرین شیطان پر
کہہ تو ای چرخ بھلا تجھ سے کسی طرح کبھی	دل کے ارمان ہمارے بھی نکل سکتے ہین
بچھڑای نکہت باد بہاری راہ لگ اپنی	تجھے اٹکھیلیان سوجھی ہین ہم بیزار بیٹھے ہین
گر یار مے پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے	زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین
دل کو لے بھاگے کدہر ہاتھ سے تیرے انشا	کوئی کھڑکی بھی تو اس گنبد بیدر مین نہین
چھیڑنے کا تو مزا تب ہے کہو اور سنو	بات مین تم تو خفا ہو گئے لو اور سنو
ہو جو انشا کو اجازت تو بھرے پھر نالہ	کبھی بلبل کے فرشتون کو بھی جو یاد نہو
بولی وہ اپنے سرو خرامان کو تاڑ باندھ	گر قصد بوسہ ہوئے تو گرد اوسکے پاڑ باندھ
چند مدت کو فراق صنم و دیر تو ہے	چلو پھر کعبے ہی ہو آئین بھلا سیر تو ہی
غیر کے اک اشارے پر اٹھ گئی میرے پاس سے	تسپہ یہ مجھسے پوچھنا بیٹھے ہو کیون اداس سے
سچ یہ آفت تری یہ دھج یہ خوش اندامی ہی	کر نظر بھر کے تجھے دیکھین تو بدنامی ہے
غصے مین ترے ہم نے بڑا لطف اٹھایا	اب تو عمداً اور بھی تقصیر کرینگے
گالیان سیکڑون دین پانون جو دابے ہم نے	محنتین خوب سی کین خوب سے انعام لیے
گر نازنین کی کہنے سے مانا برا ہو کچھ	میری طرف کو دیکھیو مین نازنین سہی
کی مین نے شب جو سہواً تعریف چاندنی کی	میری طرف سے اپنے وہ منہ کو موڑ بیٹھے
صاحب کے ہرزہ پن سے ہر ایک کو گلہ ہی	مین جو نباہتا ہون میرا ہی حوصلہ ہی
دین گالیان ہزار دن سن مطلع اس غزل کا	کہنے لگا کہ انشا اس کا یہی صلہ ہی
رونے سے اپنے دل کی تپش گرد ہو گئی	دو چار بوند یون مین ہوا سرد ہو گئی

اویسی تخلص شاہ محی الدین از مشائخ زادگان بریلی است رخت بدکن کشیدہ اورا است

باغ مین گلعذار ہو فصل بہار ہو نہ ہو	مین ہون غزل سرا وہان بلبل زار ہو نہو

اوباش تخلص شیخ امیر الزمان از شیخ زادگان لکھنؤ است شاگرد غلام ہمدانی مصحفی بوہم
این بیت ازو بدست آمدہ

دل و دیدہ اپنی جو یار تھی سو وہ درد و غم مین پھنسا گئی	ہمین جسسے چشم امید تھی وہی آنکھ ہم سے چرا گئی

ایمان تخلص شیر محمد خان از مردم حیدر آباد است گوینده که در انجا علم استادی می افراخت او راست

روا ہے کون سے مشرب مین یا ای عشق نا منصف
دل پرویز خوش ہو خاطر فرہاد محزون ہو

ٹپک پڑتا ہی خون دل مری ایمان آنکھون سے
مے گلگون کا جس دم بزم مین ساغر چھلکتا ہی

حرف الباء الموحدة

بحر تخلص شخصی است که ماجرائش برگرد او درین سفینه پیدا نیست درست

مانند اشک دامن دولت نچھوڑین گے
آنکھون سے تم نے ہم کو گرایا تو کیا ہوا

سو دولتین اُٹھا کے ہم آخر سمجھ گئے
تم نے نہ اپنا بھید بتایا تو کیا ہوا

اُس گل کی آرزو نہ گئی ہے نہ جائیگی
داغون سے دل کو باغ بنایا تو کیا ہوا

برشته تخلص مشرف نام از شاگردان بھورے خان آشفته است او راست

رشته توڑا برشتہ الفت کا
دیکھ اُس نے شکستہ حال ہمین

برکت تخلص برکت الله خان از مردم کوتانه است گویند که بیشتر بیار سے زبان تکلم مے کرد او راست

چلا یان تک تب غم سے دل غمناک سینے مین
اگر ڈھونڈے کوئی دل کو تو پاوے خاک سینے مین

برکت تخلص برکت علی خان از اہالے خیر آباد است بسبب تقرب خدمت نصیر الدوله جنرل اختر لونے ناظم دہلی مرجع و مآب اکابر دہلی بوده یکچند به مختارے راجه پٹیاله بوقتے دلخواه فلک نشین مانده الغرض تمامه عمر ہم اختر کیوان زیسته آخر از گردش گردون گردان ہنگامیکه در وطن روز را بشب می آورد نجم عمرش راجع السیر شد امروز سال وفاتش ہم شمارهٔ سیاره است چون عطارد خداوند عقل و ہمت بوده باسخن شوقے تمام داشتی و نیکو گفتے لبساط مشاعره کرے خلاصه افکارش این است

اشکون کو بہا دیدۂ گریان سمجھ کر
گھبرائے نہ عالم کہین طوفان سمجھ کر

موسم گل ہے قفس ہی مین ہو جان ہوا
مت نسیم سحری مرغ گرفتار سے مل

پہونچے آسیب نہ اُس کو کہین دلگیر نہو
نالۂ شب مین الٰہی مرے تاثیر نہو

دل بیتاب کسی طرح سے ٹھہرائے کوئی
مجھے سمجھائے کوئی یا اُسے سمجھائے کوئی

غم اوٹھا نامری اس دل کا ٹھکانے لگجائے
ایک دم کے بھی لیے پاس جو ٹھلائے کوئی

گئی نہ سوزش دل اشک کے بہانے سے
یہ آگ وہ ہی کہ بجھتی نہین بجھانے سے

جھکو رکا رکا سا جو پایا تو یون کہا
پاسے خدا نہ ڈالے کسی بدگمان سے

خط کی نمود چہرہ پہ معلوم ہو گئی
قاصد نے جب کہا کہ یہ خط کی رسید ہی

تصور مین ترے گر کوئی چھیڑے ہی تو کہتا ہون
ذرا دم لو کوئی آیا ہوا جاتا ہی قابو سے

پروانہ تخلص محمد بیگ نام از موزونان شیر آباد است مطلعی از دیدہ شد وبقلم آمد

قتل کریان مت کسو کی قسم
تجھے قاتل مرے لہو کی قسم

پروانہ تخلص راجہ جسونت سنگھ ابن راجہ بینی بہادر است کہ از اعاظم ارکین وزیر الممالک شجاع الدولہ بہادر بود جوان خرم وشگفتہ خوش شمال پریخیال جہانی جنون زدہ او بود از شاگردان سرب سنگھ دیوانہ اُس میدانند از خیالات اوست:

نسیم آہ نے شاید کسی کے کی تاثیر
شگفتگی سی ترے غنچۂ دہان پہ ہی

بزاز تخلص حسین بخش از بزازان اکبرآباد است از فکر اوست

لہو ہون جس سے مین آنکو ملا لاوہ یہ کہتا ہی
مجھے ناحق ہو ڈراتے تم نہ آئینگے نہ جائینگے

بسمل تخلص سید جبار علی از باشندگان چنار گڈھ مردے سلیم الطبع بود بسرکار راجہ بنارس علاقہ داشت از خیالات اوست

یاد آگئی مشت خاک اپنی
اُڑتے جو کہین غبار دیکھا

دل خس وخاشاک کی صورت اٹکتا ہی رہا
گو سدا دامن کو اپنے وہ جھٹکتا ہی رہا

ہر دم مجھے نیاز اُسے ناز ہی رہا
انجام کار عشق کا آغاز ہی رہا

نیں بی ہی یاد ذکر ترا ہی ہر آن ہی
گویا کہ اس لیئے مرے منھ مین زبان ہی

بشیر تخلص میر بشارت علے از مردم دہلی است بہ لکھنو رفتہ حین باز گشت

در عرض راہ وفات یافت شاگرد میر نظام الدین ممنون است ازوست

دل بیتاب پہ ہم ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
دیکھتے ہین تجھے حسرت سے بھرے بیٹھے ہین
یارب نہ کھلے زلف گرہ گیر کسی کی
وابستہ ہی وان خاطر دلگیر کسی کی

بقا تخلص شیخ محمد بقاء اللہ خلف حافظ لطف اللہ خوشنویس اصلش از اکبرآباد و منشاء آن لکھنؤ خاطر ظرافت پسند داشت بل از ظرافت درگوشتہ سر بہ ہجا کشیدہ شریک دورہ میر و سودا بود و با اینان بیشتر طرف شدہ و ہجوہا گفتہ و در مراتب نظم طبعی شگفتہ و رنگین و طرزی بامزہ و شیرین داشتہ کمترک بقند پارسے ہم کام و زبان را حلاوت آگین نمودہ بپارسے شاگرد مرزا فاخر مکین و در ریختہ از تلامذہ شاہ حاتم و خواجہ میر درد غفر اللہ لہما نوشتہ انداز لشکر ریزے نے قلم اوست

دست ناصح جو مری جیب کو یک بار لگا
پھاڑون ایسا کہ پھر اس مین نہ رہے تار لگا
یار کو پہونچی خبر نالۂ تنہائی کی
مدعی کون کھڑا تھا پس دیوار لگا
آہین افلاک مین مل جاتی ہین
محنتین خاک مین مل جاتی ہین
ساقی کو دو نوید بہار آئی باغ مین
سودے نے پھر خلل سا کیا ہی دماغ مین
دیکھ آئینہ جو کہتا ہی کہ اللہ ری مین
اسکا مین چاہنے والا ہون بقا واہ رے مین
ای عشق تو ہر چند مرا دشمن جان ہو
مرنے کا نہین نام کا مین اپنے بقا ہون
تو نے اس طرح سے ای چرخ گرایا ہم کو
کہ موے پر بھی کسی نے نہ اوٹھایا ہم کو
گر قتل کیا لعبت کو خوبان
اس بات کو منہ سے مت نکالو
پنہان ہی بھلا ہی خون عاشق
جانے دو اب اسپہ خاک ڈالو
رخ اس کا صفائی ترے تلوے کی نہ لیئے
خورشید ہزار اپنے تئین چرخ چڑھالے
آہ کی برق جو سینے مین چمکتے دیکھی
طفل اشک آن چھپے دامن مژگان کے تلے
عشق مین بو ہی کبریائی کی
عاشقی جس نے کی خدائی کی
دل سے نکلے کہین پابوسی قاتل کی ہوس
کاش وہ خون کو مرے رنگ حنائی جانے

یاد مین تڑپے ہی دل اُس ابروے خمدار کی   آج کچھ ناخن بدل ہے آہ اِس بیمار کی
کیا خط تجھے لکھیئے حرکت ہاتھ سے گم ہی   خامہ بھی مرے ہاتھ مین انگشت ششم ہی

بہادر تخلص راجہ بینی بہادر از راجگان صوبہ بہار است پدر جھبونت سنگھ پروانہ کہ ذکرش بالا گذشت از وست

سیاہی ہو گئی گئی دل کی آرزو نہ گئی   ہمارے جامۂ کہنہ سے مَے کی بو نہ گئی

بیتاب تخلص شخصے از شاگردان شاہ حاتم بودہ است

بیتاب بھی کیا جوان تھا اے دلربا   ہو خانہ خراب اِس اجل کا

بیتاب تخلص خداوردے خان برادر مہین سعادت یار خان رنگین است از میر نظام الدین ممنون باصلاح سخن پرداختہ از دست

مجھسے وہ پھر زم کہے ہی اپنا خنجر دیکھکر   قتل کیجے تجھکو جی چاہے ہی اکثر دیکھکر

بیتاب تخلص سیوک رام نام یکے بعرصہ آمدہ جز این ماجرایش ندانم شعرے از و در تذکرہ بنظر رسید ثبت گردید

محبت کی بھی کچھ ہوتی ہین کیا اے ہمنشین راہین   کہ خوبان یون ہمین دکھ دین ہم اُنکو اسطرح چاہین

بیتاب تخلص از حالش آگاہی ندارم یکے از بستینیان بودہ است

گلرخون کے گلے مین اے بیتاب   خاک ملتا ہی گلال کے مانند

بیتاب تخلص عباس علی خان بن نواب عبد العلی خان بن نواب غلام محمد خان بن نواب فیض اللہ خان مرحوم والی رامپور جوانیست نیکو منظر زیبا شمائل مہذب الاخلاق پاکیزہ سرشت ظاہرش چون باطن و باطنش چون ظاہر آراستہ مدتے در لکھنؤ گذرانیدہ اکنون چند سالست کہ مایۂ نازش جہان آباد ارم تزئین است و باعث زینت این فرخندہ سرزمین از تلامذہ خان والاشان مومن خان است این ابیات از دست

بھاگیا اپنے زلس قتل کا ایسا ہم کو   بعد مردن بھی ہی مرنے کی تمنا ہم کو
داد سے روز جزا کی بھی رہونگا محروم   یہ نظر آئے ہی طول شب ہجران مجھکو

پیدا ہوا رقیب کا غم دل میں اندرون | بیتاب غم بھی کھانے میں اب کچھ مزا نہیں
آخر فریب کھا کے کیا اس نے مجھکو قتل | میں نے کہا تھا تم سے اٹھائینگے مرکے ہاتھ
سحر نہ دیکھتی ہم کو نصیب سو یارب | شب وصال میں اپنی یہی دعا ہوگی
اب کوئی کہاں جائے کہ گھر ہے یہی کثرت | دیوانے ترے دشت کو آباد کرینگے

بیباک تخلص میر نجف علی نژادش از عرب است و وی در قصبه کول متولد شده از اولاد امام ہمام موسی کاظم علیه السلام بوده از شاگردان مصحفی است در فن طب مہارتی داشته بدہلی آمده از وست

ایک دن ہو تو کوئی صبر کرے | روز کے انتظار نے مارا
مجلس میں اسکی ہمنے تہمت کے ڈر کے مارے | سو سو جگہ سے اٹھ کے اپنا مکان بدلا
داد خواہوں سے بگڑ گئے رستے | اس کا جس کوچے سے گذار ہوا
صیاد یہ ہوس ہی دل داغدار میں | گلپوش کر قفس کو مرے نو بہار میں

بیجان تخلص سشیو سنگھ رباے ست از مردم دہلی از کلام اوست

آسمان گر پڑینگے ٹوٹ کے ٹکڑے ہو کر | جب کہیں آہ ہماری میں اثر ہوویگا

بیخود تخلص نرائن داس در دہلی ہندو ے بود سنجیده پرداز از تلامذه خواجه میر درد است

مے گلگوں کو چشم کم سے تو مت دیکھ اے زاہد | بنایا ہے یہ اعجاز مغاں نے آب آتش کا

بیجواب - احقر را از نام و حال ایش اطلاع نیست شاعری بوده از وست

مدعا تجھکو یاں نہ آنا تھا | روٹھنے کا بھی ایک بہانا تھا

بیدار تخلص میر محمدی صلاحش از دہلی زبان بسر برد این دیار در عرب سرائے کہ سر کرده از جہان آباد جانب جنوب است اقامت داشت بازہم گبرآباد نقل کرده طرح سکون انداخت و ہمدرا انجا روح پاکش جسد عنصرے را خیر باد گفت از شاگردان مرتضی قلی بیگ فراق شمرده میشود کسب باطن از خدمت مولانا فخر الدین نموده خرقہ خلافت در برکرده نسبتی درست داشته مدتہا بر مشق

سخن بوده مہارتے شایان بدست آورده صاحب دیوان است این اشعار ازان التقاط یافت

ناتوانی سے مری دکھیواے دست جنون
رہ گیا ہو نہ کوئی تار گریبان مین چھپا

بھرا نہ شل نگین زخم یہ مرے دل کا
کہ تا ہمیشہ سے ہے نام میرے قاتل کا

بیدار راہ عشق کسی سے نہ طے ہوئی
صحرا مین قیس کوہ مین فرہاد رہ گیا

کرون ہون شاد دل اپنا ترے تصور سے
اگر یہ شغل نہوتا تو کیا کیا کرتا

ترے رخسار و قد و چشم کے ہین عاشق زار
گل جدا سرو جدا نرگس بیمار جدا

ہو گیا گرتے ہی تیری چشم سے دامن کی پاک
اشک تھا بیدار یہ یا آگ کا پرکالہ تھا

عکس اوس کا پڑا جو دریا مین
آب حیرت زدہ ہو بہہ نہ سکا

واہ واہ ای دلبر کج فہم یونہی چاہیے
ہم سے ہونا آشنا غیرون سی ہونا آشنا

پھونک دی یہ آگ کس کے حسن نے بزم فرنگی
اور ہی کچھ سوختن ہی شمع و پروانہ مین آج

رکھتا ہی تو جس جا قدم ہوتا ہی لوہو کا نشان
پامال کرتا ہے کوئی خون شہیدان اسقدر

تھا ہی زور تری زلف دلآویز کا بس
ختم ہوئی لا انکی تاب گرفتاری دل

نی پر پرواز ہی بیدار نی فصل بہار
کس توقع پر قفس سے ہووین اب آزاد ہم

فتراک سے باندھ خواہ مت باندھ
اب تیرے شکار ہو گئے ہم

دامن کو ترے نہ پہونچے اب تک
ہر چند غبار ہو گئے ہم

جانین مشتاقون کی لب تک آئیان
بلبے ظالم تیری بے پروائیان

خرقہ رہن شراب کرتا ہون
دل زاہد کباب کرتا ہون

ہم تری خاطر نازک سے خطر کرتے ہین
ورنہ یہ نالے تو پتھر مین اثر کرتے ہین

جو ہم کلام اس لب جان بخش سے ہوے
کس سے انھین دماغ کہ پھر گفتگو کرین

یہان تو جی آنکے ٹھہرا ہی لبون پر اپنا
آہ کیا جانین وہان اسکو خبر ہی کہ نہین

کہان ہی طالع بیدار یہ کہ ایسا ہو
کہ سر دھرے مرے زانو پہ یار سوتا ہو

آج لگتی ہی کچھ بغل خالی
کون سینے سے لے گیا دل کو

ہی زمانے سے جدا روز و شب سوختگان
شام کہتے ہو جسے ہی سحر پروانہ

دیکھ اوس گیسوے مشکین کی ادائین شانہ
دونون ہاتھون سے یہ لیتا ہی بلائین شانہ

شکوہ کم نگہی آنکھون سے اس کی نکرو
گفتگو خوب نہین مردم بیمار کے ساتھ

آئنہ دیکھ تو اس منھ سے تجھے ای طوطی
دعوے ہم سخنی اُس لب و گفتار کیساتھ

خواب مین ایک بھی شب یار نہ آیا بیدار
اس تمنا مین کئی دن ہوے سوتے سوتے

بیدار کیونکر آتش دل اشک سے بجھے
ظاہر کی آگ ہووے تو پانی بجھا سکے

زاہد اس راہ نہ آ مست ہین میخوار کئی
ابھی یان چھین لیئے جبہ و دستار کئی

جام و مینای مے و مطرب و ساقی ہمراہ
اس سرانجام سے بیدار کہان جاتا ہی

ربط جو چاہیے بیدار سو اُس سے معلوم
مگر اتنا کہ ملاقات چلی جاتی ہی

نہ گئی تیری سرکشی ظالم
ہم نے ہر چند جبہ سائی کی

بیان تخلص خواجہ حسن اللہ دہلوی نژاد است از تلامذہ مرزا جان جانان مظہر علیہ رحمۃ اللہ الاکبر بودہ بیعت طریقت بخدمت مولانا فخر الدین قدس اللہ سرہ نمودہ آخر الایام بحیدر آباد رفت وازان جا راہے عدم آباد گشت حدیثش شیرین و دلاویز سخنش نمکین و شور انگیز از شیوا بیانی اوست

قفس مین رہائی کے لیئے کیا کیا نہین کرتا
تڑپتا ہون پھڑکتا ہون کوئی پروا نہین کرتا

کہتا نہین مین عرش پر ای نالہ جا پہونچ
کانون تلک تو اُسکے تو ای نارسا پہونچ

باتون مین آہ کس نے لگایا اُسے بیان
رکھتا تھا کان ٹک مری فریاد کیطرف

ہوویگا ذوق حسرت دیدار مین خلل
شیرین گزر نکیجیو فرہاد کی طرف

کافر ہون جو زیادہ کچھ اُس سے آرزو ہو
ایک بے خلل مکان ہو بس مین ہون اور تو ہو

جادو تھی کہ سحر تھی بلا تھی
ظالم یہ تری نگاہ کیا تھی

مت آئیو ای وعدہ فراموش تو اب بھی
جس طرح کٹا روز گذر جائیگی شب بھی

بیان کون ہی اب تلک پوچھتے ہو
تغافل کے قربان تجاہل کے صدقے

وصل کی شب کا ماجرا کیا کہون تجھسے ہمنشین
شام سے لیکے صبح تک وہی نہین نہین ہی

پیام تخلص شرف الدین علیخان اکبر آبادی از مشاہیر شعراے فارسی است گاہی بریختہ سخن میکرد از وست

دِلی کے کجکلاہ لڑکون نے — کام عشاق کا تمام کیا
ایک عاشق نظر نہین آتا — ٹوپی والون نے قتل عام کیا

حرف التاء الفوقانی

تابان تخلص میر عبد الحی نام خمیر سکیش از ہمین خاک جہان آباد بودہ سلسلۂ نسبش بحضرت علی موسے رضا علیہ السلام میرسد با حسن یوسفے اندوہ یعقوبی داشتے و با جمال خورشیدے داغ حسرت وصال مہ رخان بر دل گذاشتی نہ ہمین میرزا مظہر را از دل گرمی شوقش تنور سینہ زبانہ زن بل شعلۂ عشق جہان سوزش باعث گرمی ہنگامہ فریاد ہر کوہ برزن نالہ کہ موزون میکرد بگوش سودا میرسانید و بہ نسبت شاگردیش چمین چمین بر خویشتن می بالید بعنفوان جوانی از جہان گذران درگذشت و داغ حسرت بر جگر عاشقانش گذاشت آزاد مردے بود چون روے خویش طبع خوشے داشت صاحب دیوان ہست و این اشعار انتخاب آن است

اوڑا دے صبا خاک میری اگر تو — تو کوچے مین اُس بیوفا کے ہی لیجا
تو دیکھ مجھ کو نزع مین مت کڑھ کہ میرے بعد — مجھ سے بہت ہین ایک نہو گا تو کیا ہوا
کاکل کی طرح کیون نہ پریشان مجھے کرے — تو جانتا ہے دام مین میرے یہ آ چکا
بنائی خاک بھی تابان کی ہم نے اے ظالم — وہ ایک دم ہی ترے روبرو ہوا سو ہوا
دیتا نہین ہی ساقی اس ابر مین پیالہ — آتا ہی مجھ کو تابان بے اختیار رونا
ہی سوز عشق مجھ مین یہان تک کہ بعد مرگ — پروانہ مرغ روح ہو شمع مزار کا
کس کس طرح کی دل مین گذرتی ہین حسرتین — ہی وصل سے زیادہ مزا انتظار کا
حرم کو چھوڑ رہون کیون نہ بتکدہ مین شیخ — کہ یان ہر ایک کو ہی مرتبہ خدائی کا
گل زمین سے جو نکلتے ہین برنگ شعلہ — کون جان سوختہ جلتا ہی تہ خاک ہنوز
دیکھ قاصد کو مرے یار نے پوچھا تابان — کیا مرے ہجر مین جیتا ہی وہ غمناک ہنوز

یہ نرا ہے بے خبر کیون عاشقون پہ طعن کرتے ہین
کہ کہلاتا ہی پیغمبر کا اے تابان خدا عاشق

آتا ہی تا تجھ کو وہ گلہ رقیب ساتھ
لاتا ہے خار قبر پہ میری بجائے گل

کہتے ہین اثر ہیگا رونے مین یہ ہین باتین
ایک دن بھی نہ یار آیا روتے ہی کٹتین راتین

غم وصل مین ہی ہجر کا ہجران مین وصل کا
ہرگز کسی طرح مجھے آرام ہی نہین

ہاتھ بیفائدہ زندان مین نہ توڑائے جنون
طوق ہی میرے گلے مین یہ گریبان تو نہین

انجان ہو تو اس سے کوئی درد دل کہے
جو جانتا ہو مین اسے آگاہ کیا کرون

یان تک تپش ہی عشق کی مجھ مین کہ بعد مرگ
گل بھی مرے مزار پہ گل کر گلاب ہو

کس سے فریاد کرون مین کہ وہ ہرجائی ہی
آہ اس بات مین میری بھی تو رسوائی ہی

ظالم وفا کا میری جو لیتا ہی تو حساب
اپنے جفا و ظلم کا بھی کچھ شمار ہی

بیان کیا کرون ناتوانی مین اپنی
مجھے بات کرنیکی طاقت کہان ہی

کرون دعوے خون مین قاتل سے اپنے
کب آئیگی یارب قیامت کہان ہی

ہمارے اس بسنتی پوش کے آنے سے مجلس مین
پڑی ہی دھوم تابان اسطرح گویا بسنت آئے

تاب تخلص مہتاب رائے نام اصلش از کشمیر و مولد و منشا ایش ہمین معمورۂ دلپذیر
این ابیات بنامش مشہور است

خو ہو لی ہمیشہ سے تمھاری اگر ایسی
تو کاہیکو بختی مری اے فتنہ گر ایسی

یا تنگ نکر ناصح ناداں مجھے اتنا
یا چل کے دکھا دے دہن ایسا کمر ایسی

تپش تخلص مرزا محمد اسمعیل المعروف بمرزا جان فرزند مرزا یوسف بیگ بخاری الاصل است ولادتش در شاہجہان آباد اتفاق افتادہ سلسلہ نسب او بسید جلال بخاری منتہی میشود از تلامذہ خواجہ میر درد است در سنسکرت فی الجملہ مہارتی داشتہ صاحب آداب و اخلاق بودہ باضلاع شرقی رفتہ نام آور شدہ او راست

آئے تو ہو کہین سے آخر بلے بلے تم
کیا ہوا گر مرے بھی لگ جاؤ پھر گلے تم

تم تو کہتے ہو کہ دم کے بعد آجاتا ہون
پر خدا جانے ہمین دم کا بھروسا کچھ نہین

کچھ تیرے سلیقے سے پھنسے ہم نہین صیاد
لائی ہی ہمین دام مین تقدیر ہماری

کس کی طرف سے آج تپش تجھکو یاس ہی
سچ کہہ ہمارے سرکی قسم کیون اوداس ہی

رہین تو اشک کے قطرہ کا بھی ہی تھامنا مشکل
بھلے وہ لوگ ہین جنکے تئین دل تھام آتا ہی

قطعہ

ہر طرف آج ہے بسنت کی دھوم
سیر مین ہی ہر اک تماشائی

کتنے گلرو جو ہین بسنتی پوشش
جی مین کھٹکے ہی جن کے رعنائی

کہتے ہین آنکے مجھے ہنس ہنس
دیکھ کر میری ناشکیبائی

ہو مبارک تمھین جنون تپش
پھر نئی رت نئی بہار آئی

تجلی تخلص میر محمد حسین المشتہر بحاجی ولد میر محمد حسن کلیم خواہر زادہ میر تقی میر در باغ بیگم واقع چاندنی چوک سکنت داشت جوان خرم و خندان و ظریف و نکتہ دان بودہ مثنوی لیلے و مجنون بزبان ریختہ از خیالات او بنظر رسیدہ پذیرائے دل لشد از وراست

مری وفا پہ تجھے روز شک تھا اے ظالم
یہ سر یہ تیغ ہے لے اب تو اعتبار آیا

آنکھین خدا نے دیکھنے کو دی ہین میری جان
دیکھا تری طرف جو کسی نے تو کیا ہوا

یہ شوق دیکھو پس مرگ بھی تجلی نے
کفن مین کھول دین آنکھین سنا جو یار آیا

عشق مین کرتے ہین بدنام تجلی کو عبث
وہ بچارا کبھی اُس کوچے مین آیا نہ گیا

تر دامن آگیا جو مین روز حساب مین
کہنے لگے ڈبھاؤ اسے آفتاب مین

لوگ اُس کی تو جفاؤن کی خبر رکھتے نہین
بیوفا مجھکو ہی کم ملنے سے ٹھہرانے لگے

حال تیرا اُن سے کیا کہتا تجلی مین بھلا
وہ تو تیرے نام ہی کو سنکے شرمانے لگے

جب رات تھی دراز ملاقات کم ہوئی
ملنے کے دن جو آئے تو اب رات کم ہوئی

وہ اب تو ہمین بھول گئے ہین یہ تجلی
جب ہم نہین ہوینگے بہت یاد کرینگے

تجلی تخلص شاہ تجلی درویشی است از حیدرآباد از کلام اوست

دامن کا عکس کس کے پڑا ہی کہ آجتک
بہلا رہا ہی سر و لب جویبار ہاتھ

تجمل تخلص محمد عظیم از شاگردان قلندر بخش جرأت است از کلام اوست

کتاب قصہ فرہاد و دفتر مجنون
یہ دو ورق ہین مرے عشق کی کہانی کے

تجمل تخلص شخصے بودہ از ارباب لکھنؤ از ناسش آگہی دست نداد آدمیانہ میزیست تحصے از علم بہرہ داشت از وست

جس کے گھر لے کے مین یہ دیدۂ تر بیٹھ گیا ‌ ‌ ‌ اُٹھتے اُٹھتے مرے آخر کو وہ گھر بیٹھ گیا

تجرد تخلص میر عبد اللہ نام حقیقت حالش معلوم نیست این مطلع از وست

اُس رخ مین لطف ہی سو ملک کو خبر نہین ‌ ‌ ‌ خورشید کیا ہی اُس کی فلک کو خبر نہین

تحیر تخلص مصطفےٰ نام فرزند حیات شاہ رفیع الدین قدس اللہ سرہ العزیز نبالت نسبش از شہرت محتاج شرح و بیان نیست عم بزرگوارش جناب مستطاب مولانا عبد العزیز طاب ثراہ بفنون شتی یکتای زمان وحید دوران بودہ این کس اگرچہ از علم بہرہ ندارد اما بفحوای الولد سر لابیہ صاحب اوصاف حمیدہ و اخلاق پسندیدہ است مشورہ سخن از ثنا اللہ خان فراق کردہ او راست

فکر اطفال کو ہی سنگ اُٹھا لانے کی ‌ ‌ ‌ آمد آمد ہوئی شاید ترے دیوانے کی

ترقی تخلص مرزا تقی خان بہادر از روسای فیض آباد است وامیر عالی نہاد از وست

ساکنان کعبہ نے کی بت پرستی اختیار ‌ ‌ ‌ وہ صنم نام خدا کیا اندنون جوبن پہ ہی
اوس نے تو دکھ یہ دکھایا ہی کہ جی جانے ہی ‌ ‌ ‌ پر مزا مین نے یہ پایا ہی کہ جی جانے ہی

تسلی تخلص ٹیکا رام خلف گوپال رائے بخشی وزیر الممالک اصلش از اٹاوہ وولادتش در لکھنؤ رو دادہ بروشس پسندیدہ و خلق گزیدہ زندگانی میکرد در فارسی فخر تلمذ فاخر مکین دارد و در ریختہ مصحفی را از اساتذہ می شمارد از وست

آنکھین سحر تلک مری در سے لگی رہین ‌ ‌ ‌ کیا پوچھتے ہو حال شب انتظار کا
گو دل مین خفا ہی تو پر اس بات کو ناداں ‌ ‌ ‌ کہہ بیٹھیو مت عاشق دلگیر کے منھ پر
اب بھی اس نیم جان مین کچھ ہے ‌ ‌ ‌ فائدہ امتحان مین کچھ ہے

تسکین تخلص سعادت علی نام یکے از تلامذہ میر قمر الدین منت است از وست

کیا خاک ہو صفائی بھلا ہم مین یار مین ‌ ‌ ‌ خط بھی لکھا جو ہمکو تو خطِ غبار مین

تسکین تخلص میر حسین سلسلۂ نسبش بمیر حیدر خان قاتل وزیر فرخ سیر میرسد

صاحب فکر بلند و اسلوب گفتارش دلپسند از حضرت مومن خان بدرستی اشعار ریختہ از احباب راقم است این اشعار زبدۂ افکار اوست

دیکھو خانہ خرابی غیر وان قابض ہوا
جسکے گھر کو ہم یہ سمجھے تھے کہ اپنا ہو چکا

ہم کو ہر دام مین لازم ہی پھنسانا دلکا
سیکھے ہین تیری لگاوٹ سے لگانا دلکا

بے بال و پری کھوتی ہی توقیر اسیری
صیاد کبھی لیکے یہان دام نہ آیا

ہر صبح وہ ڈھونڈھے ہی کوئی تازہ خریدار
صورت مری ہر روز بدل جائے تو اچھا

چھپنے لگے مجھکو تو جرچا ہی پھر وہان ہوگا
راز اپنا نہ خموشی سے بھی پنہان ہوگا

اُس در سے نجاؤنگا کبھی لاکھ کہو تم
دشمن ہی سہی تابع فرمان تمھارا

یا ان آنے سے کس واسطے جلتا ہی ہمارے
عاشق تو نہین ہی کہین دربان تمھارا

تم کو بھی تو غیرون سے یہ اخلاص نہین ہی
جو ربط کہ اس دست و گریبان مین دیکھا

گیا مجنون بکل صحرا کو یہ دیوانگی دیکھو
فضائے کوچۂ لیلی کو اُس نے تنگ ٹھہرایا

وحشت اب لاش کو لے بھاگے گی
تنگی گور سے گھر یاد آیا

بھول جائینگے وہ اغیار کو مین
مر گئے پر بھی اگر یاد آیا

کوچۂ یار مین مین نے تسکین
پاؤن رکھا تھا کہ سر یاد آیا

خوبصورت نہو کوئی تو نہ ہو بدنامی
سچ تو یہ ہی کہ بُرا ہوتا ہی اچھا ہونا

غیرون کو اشارا ہی مرے قتل پہ ناحق
جنبش ابرو ہی تو سر کا ہمکو ہوگا

سہل سمجھے ہو اُس کا آجانا
تم نے تسکین دل کو کیا جانا

اُس گلیمین اتر د بام اغیار کا یاد آگیا
دل مین جوش حسرت و یاس تمنا دیکھکر

گر مرے چھوٹے دل کی تپش سے تو عزیزو
تا حشر نہ نکلین گے کبھی گور سے باہر

اس کو مین مجھکو جانے سے کرتا ہی منع ہای
ناصح کو کوئی جا کے کرے پاسبان غیر

ای چشم سرمہ گین تری گردش نے کیا کیا
راحت پذیر تھے ستم آسمان سے ہم

روئے ہی مجھکو ڈبو کر چشم تر کو کیا کہون
وہ ہی آتا تھا پسند اپنی نظر کو کیا کہون

دیکھون تو لے ہی جان ملک الموت کسطرح
تم وقت مرگ پاس سے اوٹھنا ذرا نہین

زلف پر پیچ کو کھولا ہی یہ کس نے یارب — کہ مرے پانؤن کی زنجیر گسے دیتے ہین

ایسی ہی غیر کی خاطر کہ مرے حال پہ ہین — دل مین روتے ہین یہ ظاہر مین ہنسی دیتے ہین

یہ تو سچ ہی کہ جو تم چاہو گے کر گذرو گے — پر یہ ممکن نہین ہم پر کبھی بیداد نہو

مجھ بیکس کے قتل پہ گر ہی خوشی غیر — ظالم تو میرے واسطے اندوہگین نہو

کر سکے دفن نہ اُس کو مین جو احباب مجھے — خاک مین دل کی کدورت نے دیا داب مجھے

قاصد آیا ہی وہان سے تو ذرا تھم تو سہی — بات تو کرنے دے اُس سے دل بیتاب مجھے

ہجر مین پاس نہ ہی زہر نہ خنجر افسوس — ندیے موت کے بھی چرخ نے اسباب مجھے

نام تسکین و یہ مضمون تپش نازیبا — تھا تخلص جو سزاوار تو بیتاب مجھے

کس کو جی جانے سے ناصح تو ڈرا جاتا ہی — یہی جاتا ہی محبت مین تو کیا جاتا ہی

دل کے جاتے ہی چلی جان یہ جلدی کیا پوچھ — صبر بھی چند قدم پیچھے رہا جاتا ہی

عشق اور حسن مین ہی ربط ستم مجھ پر ہی — جون جون مین اسکو چھپاؤن وہ نہان ہوتا ہی

وہ مسیحا لب اگر آئے تو جی اوٹھون ابھی — ہاتھ اوٹھایا چارہ سازو تم نے کیون تدبیر سے

دیکھتے ہی شوق نے ایسا کیا بے اختیار — حال دل کہنے لگے ہم یار کی تصویر سے

چین سے بیٹھے رہے محفل مین تسکین رات بھر — اُس نے پہچانا نہ ہمکو رنگ کی تغییر سے

اب یہ حالت ہی کہ آن سا بیدرد — میرے بخشنے کی دعا مانگے ہی

کیون ہڈیون پر جنگ سگان سر کوہی — وارث ہین یہ کیا عاشق مسکین کے تمہارے

تصور تخلص سید حیدر حسن خان ساکن قصبہ نیکوڑ از اولاد امام زید شہید رحمہ اللہ علیہ شاگرد جرات ست اورست

رونا کوئی موقوف کرے ہین مری آنکھین — جب تک نہ تسلی کو دل آئے جگر آئے

تصور گرمجوشی یار کی مجھکو رلائے گی — بہت گرمیکا ہونا مینہ برسنے کی علامت ہی

لے گئے یون ترے کوچے سے تصور کو لوگ — جون اوٹھاوین کسی بدمست کو میخانے سے

تعشق تخلص میر سید محمد نسبت تلمذ و خویشی با حکیم میر عزت اللہ خان عشق دارد کتب درسی خوانده است بالفعل مدرس مدرسہ انگریزی واقع شاہجہان آباد است

فقیر اورا تبقاریب دیده است گمانم انکه درین ایام سری بدین فن نداشته باشد او راست

سامنے دیکھو آتا ہے نعش وہ کون
یاری کہا تو ہوا خوش دل محزون تیرا

تمکین تخلص صلاح الدین آزادانہ زندگانی میکرد و از آمیزش جہانیان کراہتے داشت او راست

عشق اور حسن کو جس روز کہ ایجاد کیا
مجھکو دیوانہ کیا تجھکو پریزاد کیا

تمنا تخلص محمد اسحاق خان گویند بسیار عاشق پیشہ بود نگاہش پیوستہ الف ابرو در مشق خیالش مدام خط سبز نگار مشکین مو ہو سہا در پردۂ عاشقے مے باخت و صحبت نازنیان سنگدل بسر میساخت اتفاقاً نوبتے طبعش از منہج قدیم و صراط مستقیم اعتدال بگردید اطبا منع از وقاع کردند او درانحال شعری گفت کہ بسیار ملایم است و ہو ہذا

اپنی تو یہ صورت ہی کہ جون بلبل تصویر
پرواز کی طاقت نہین اور پاس چمن ہی

جسکے غم مین ہم کبھی آرام سے واقف نہین
کیا غضب ہی وہ ہمارے نام سے واقف نہین

تنہا تخلص محمد عیسیٰ نژادش از شاہجہان آباد دہلی و نشو نما در لکھنؤ یافتہ کسب سخن از غلام ہمدانی مصحفی کردہ از کلام اوست

تھم کے ہو جو تڑپتے نہین بسمل تیرے
آب خنجر سے یہ رہ رہ کے مزا لیتے ہین

اندنون چاک ہی پیراہن گل اے تنہا
ہم کوئی اپنے گریبان کو سلا سکتے ہین

غیر سے شکوہ مرا بس دیکھی دانائی تری
مین ہوا رسوا تو کیا ہوگی نہ رسوائی تری

حشر مین کس لیے ہم آہ بھٹکتے پھرتے
اپنا منہ ہم سے یہان گر نہ چھپاتا کوئی

مین جو روٹھا تو منا کر مجھے وہ یون بولا
کہیئے کیا کرتے جو تمکو نہ مناتا کوئی

حرف الثاء المثلثة

ثابت تخلص مرزا معز الدین کہین برادر مرزا احسن بخت بہادر از حافظ عبد الرحمن خان احسان بہ تہذیب سخن پرداختہ از ایشان است

سحر ہونیکے دھڑکے سے ہمارا ہی بدن ٹھنڈا
کہ تیرا ہار موتی کا ہوا ہی سیم تن ٹھنڈا

مین کسی چشم مفتن کا ہون مائل ثابت   کیونکہ محکوم مرا ابلق ایام نہ ہو
اس قدر ادبیمروت مجھ سے استغنا تجھے   جان دینی تھی مجھے پر دل نہ دینا تھا تجھے

ثابت تخلص اجا بتخان یکی از تلامذۂ مرزا بیچ فدوی تخلص عظیم آبادی است از وست

وقت مرنے کے مرے پاس وہ موجود ہو   اپنے ہی جی کا زیان اپنے تئین سود ہوا

ثاقب تخلص شاہ شمس الدین از پاستا نیا نست بے نیازانہ زلیستی شاگرد شاہ مبارک آبرو ست از وست

مرے ادب نے رکھا مجھکو یان تلک محروم   کہ بعد قتل بھی دامن تلک لہو نہ اڑا

ثرات تخلص سید درویش علی نظر بنامش باین تخلص گردیدن لطفی دارد مرد شوریدہ بود شعرے از دبشت نہاد

قابل نہ تھے جفا کے اوٹھانے کے ہم ذرا   تروت نباہ ہی یہ اوس آفت پناہ کی

ثنا تخلص میر شمس الدین عظیم آبادی اصلش از کشمیر است شاگرد شاہ مشتاق طلب نوشتہ انداز وست

چمن ہی خندۂ گل ہی مے و مینا ہی اور تو ہی   فغان ہی نالہ ہی فریاد ہی زاری ہی اور مین ہون

حرف الجیم

جام تخلص کنور سین از مردم بڈھولے است شرف الدین مسرور فرزند غلام محی الدین اورا از تلامذۂ خود نوشتہ اوراست

چڑھی ہی باد کے گھوڑے پہ گو موج ہوا لیکن   نہ دعوی کر سکے گلگون سے تیری ہم عنانی کا

جان تخلص جان علی از مردم جہان آباد است با نواب بیرم خان مغفور واسطۂ قرابت دارد و نسبت تلمذ با میر تقی میر آزادانہ بسر میبرد از وست

ذکر اوس زلف کی درازی کا   صبح سے تا بشام ہوتا ہے

جانی تخلص بیگم جان نام المشتہر بہو بیگم بنت نواب قمر الدین خان مرحوم است کہ نسبت زوجیت با نواب آصف الدولہ بہادر داغت آوردہ اند در حالتیکہ بیگم

سابق الذکر از کثرت علل و امراض دلریش و خستہ خاطر بود ہمدم نام خواجہ سرا بہ پرسش آمدہ بدیہہ این مطلع بر خواند فرد

کیا پوچھتا ہے ہمدم اس جسم ناتوان کی ہر رگ مین نیش غم ہے کہئیے کہان کہان کی
دل جس سے لگا یا وہ ہوا دشمن جانی (از دوست) کچھ دل کا لگانا ہی ہمین راس نہین ہے

جاذب تخلص میر عزت اللہ خان المعروف بمیر بھکارے از اعزہ بریلی است شخص محبوب و حلیم صاحب فطرت سلیم از علوم رسمیہ آگاہ دستش در ہر فن دراز و عمرش کوتاہ اکثر بلا د را بگام سیاحت پیمودہ و قریب بخارا ہوس سفر آخرت نمودہ او راست

وان صفائی و خود نمائی ہے یان مری جان کی صفائی ہے
جو کہ حلقہ بگوش تھے ہین ناک مین اُن کی جان آئی ہے

جراح تخلص غلام ناصر اصلش از کشمیر دہلی در ین معمورہ از عدم بوجود آمدہ نظر بہ پیشہ این تخلص پذیرفتہ بود و الحق در ین فن دستگاہے نیکو داشتہ گاہ گاہ بپیشم آمدی مرد خوشی بود سالے چند است کہ این جہان گذران را بدرود نمود اللہم اغفر این مبیتش جہت ثبت نامش درین عجالہ بناچارہ حوالہ قلم شد

جراح ٹانکے دینے مین مت کر درنگ تو اس واسطے کہ زخم مرے یار گرم ہے

جرات تخلص قلندر بخش نام سلسلہ نسبش بر ایان محمد شاہی کہ بدست حیلہ دان نادرے گرفتار آمد مردانہ جان داد میرسد در عمل موسیقی لاف نکتہ دانی میزد و میرسیدش ستار نیکو نواختے و لختے از احکام سیر انجم نیز شناختے نیک و بد زمانہ کمتر دیدہ چشم از نظارہ بر بست روی نیکوان بحسرت نتوانست دید صحبت مہ لقایان و نغمہ سرایان سرے داشت روزگارے از خوان نوال مرزا سلیمان شکوہ بہادر کامیاب و بہرہ مند بود آنجا با آشنا و مصحفی مطارحہ کردے و بیک ردیف و قوافی سخن گفتی امروز مردنش را زیادہ از بست سال گذشتہ

سخن بمضامینے کہ میان عاشق و معشوق می گذرد می کرد طبعے رسا داشت و حسرت از شاگردیش نازہا دیوان ضخیمی مشحون بانواع سخن ترتیب دادہ چون از اصول و قوانین این فن بہرہ نداشتہ لغمائے خارج از آہنگ می سرودہ و آوازہ اش کہ چون طبل دور تر رفتہ از انست کہ پذیرائی خاطر و گوارائی طبع اوباش دالواط حرف میزدہ و معہذا بعض ابیاتش بغایت خوش ادا و دلربا آمدہ باجملہ ہر انچہ از دیوانش بطریقہ اہل فن بود انتخاب و درین اوراق ثبت افتاد

محمد ہی نبی ممدوح ذات کبریائی کا — کہے بندہ گر اسکی مدح دعوی ہی خدائی کا

رتبہ گل بازی کا دلا کاش تو پاتا — ہاتھون سے جو گرتا تو وہ آنکھون سے لگاتا

سنیو شوخی کہ یہ کہتا ہی وہ قاصد سے مرے — نامے پر ابھی وہان جانے مین تاخیر لگا

جرأت انبوہ ہو درکار اگر بعد فنا — دیکھو اُس کی مرے تابوت پہ تصویر لگا

ناتوانی سے بنایا جب مجھے صیاد نے — بول اٹھا ہی در قفس کا کسطرح در کھل گیا

لگاؤن چھاتی سے جرأت نکیونکہ اسکو کہ یہ — وہ ہاتھ ہی کہ کسی کے گلے کا ہار رہا

در تلک اب چھوڑ دیا گھر سے نکل کر آنا — یا وہ راتون کو سدا بھیس بدلکر آنا

کلمہ پھرے ترا جسے دیکھے تو پھر نظر — کافر اثر ہی یہ تری کافر نگاہ کا

جھپکے اجل سے کیونکہ مری آنکھ وقت نزع — بسمل ہوا ہون مین کسی بانکی نگاہ کا

نہ آنے کی جب مین سنانے لگا۔ — وہ آئینہ مجھکو دکھانے لگا

گون دیکھے گا بھلا اس مین ہی رسوائی کیا — خواب مین آنے کی بھی تم نے قسم کھائی کیا

تماشے کو نکل آتا ہی وہ رشک پری گھر سے — مزا دکھلا رہا ہی اندنون دیوانہ پن اپنا

روٹھے سو بار کیے ہم نے سفر بھی اکثر — پر گلے ہم سے کبھی آکے نہ دلدار لگا

کاش یوسف کی مین اوس کو نہ دکھاتا تصویر — اب ہوا اور بھی دعوے اوسے یکتائی کا

سنتے مین عزم سفر مری گیا — تم تو گھر سے گئے یہان گھر ہی گیا

تھا یہی دھڑکا خدا جانے کہ کیا لائے پیام — جاکے وان سے جو نہ آیا نامہ بر اچھا ہوا

فکر کچھ میرے قتل کا کیجے — نہین پھر آپ ہی گھبرائیے گا

ناصحو آپ مین جرأت نہ رہا
بلائین ہاتھون نے میری جو لین تمھاری رات
جرأت مین پوچھتا ہون کہ یہ اضطراب دل
دور سے کل ہم نے اُسکے آستان کو دیکھکر
ہر دم کی اُٹھا کون سکے رنجش بیجا
حیران ہون مین وہ کون ہی جو عین وصل مین
وان ہی یہ بدگمانی جائے حجاب کیونکر
دور سے دیکھ نہین سکتے ہین جرأت اور ہی
عید قربان کو بھی وے گھر سے ہین یار نکال
روز کہتے ہین وہ آئے تو کہین غم جرأت
نہ دیکھنا جو نصیبون مین ہی تو وصل مین بھی
اپنے پہلو سے وہ جب اُٹھکے چلا ہی جرأت
حیران مجھے دیکھ کے بولا وہ ہنسی سے
کل واقف کار اپنے سے کہتا تھا وہ یہ بات
کیا جانیے کم بخت نے کیا ہم پہ کیا سحر
ضبط وحشت ہی مجھے ای دل دیوانہ ضرور
گو وہ نہ بوسہ دیوے لیکن اِس آرزو مین
تپش سے اسکے اب اعضا تمام جلتی ہین
زبسکہ مرتے ہین اک سبز رنگ پر جرأت
دم بدم دیکھ ہم کو روتا ہی
کوچۂ جانان سے جاتے ہین پہ جا سکتے نہین
جی مین سو بار آتی ہی جرأت نہ ملیے یار سے
میری بیتابی سے محفل مین یہ دھڑکا ہی مُسے

اب سمجھ کر اُوسے سمجھائیے گا
بلائین ہاتھون کی لیتا رہا مین ساری رات
جائے نہ وصل مین بھی تو پھر اسکا کیا علاج
رو دیا کن حسرتون سے آسمان کو دیکھکر
اِس واسطے پھر پھر کے یہ غصہ ہی ہمین پر
کہتے ہو تم کہ جلیے اُسی کو تو پیار کر
دو دن کے واسطے ہو کوئی خراب کیونکر
جی یہ چاہے ہی کہ دن رات رہین یار کے پاس
جی مین آتا ہی گلا کاٹیے تلوار نکال
جب وہ آتا ہی تو اُس وقت نہین ہوتے ہم
اُٹھا کے آنکھ نہین دیکھتے حجاب سے ہم
اُس کا مُنھ دیکھ کے بس رہ گئی مجبور سے ہم
ہی آج تو جرأت پہ بھی تصویر کا عالم
جرأت کے جو گھر رات کو مہمان گئے ہم
جو بات نہ تھی ماننے کی مان گئے ہم
اتنا آنا بھی نہ وہ چھوڑ دی جھنجھلا کے کہین
کس کس مزے کی باتین اپنی زبان پر ہین
جو ہم سے دل کوئی بدلے تو ہم بدلتے ہین
یہ شعر کہتے نہین زہر ہم اُگلتے ہین
مارے ڈالے ہی ہمنشین تو ہمین
گو اوٹھاتے ہین قدم پر دل اُٹھا سکتے نہین
پر سمجھکر دل مین کچھ سوگند کھا سکتے نہین
اُٹھکے ہونے نہ لگے یہ مرے قربان کہین

قدم مین ناتوان جب اُسکے کوچے سے اُٹھاتا ہون
تو شکل نقش پا ہر ہر قدم پر بیٹھ جاتا ہون
برنگ مہر ہی گردش ہی ہم کو سارے دن
جو تم پھر آؤ تو پیارے پھرین ہماری دن
وصل مین جسکے نہ تھا چین سو جرأت فہوس
وہ گیا پاس سے اور موت نہ آئی مجھکو
کام رونے سے ہی یان اُس کو خبر ہو کہ نہو
گریہ جون ابر ہی خلقت مین اثر ہو کہ نہو
کھل گیا اپنا جو نوشتہ تھا
دور سے شکل نامہ بر کو دیکھ
عیاری تو دیکھو نہ ملانے لے لیے آنکھ
دیوانہ کیا ہی ہمین مشہور کسی نے
کچھ لگاوٹ کا سبب اور نہین یہ جرأت
یہ وہ چاہے ہی کہ اِس کو بھی لگائے رکھے
جتاؤن درد محبت تو کس ادا سے کہے
کرو نہ مجھ سے یہ باتین دوانہ پن کی سی
مالوف جس سے طبع ہی یارب حبیب کی
ہو جائے کاش شکل مری اُس رقیب کی
روداد اُس سے کہیے تو منھ پھیر مسکرا
کیا چپکے سے کہے ہی وہ شامت نصیب کی
جرأت اب بندھی تنخواہ تو کہتے ہین ہم
کہ خدا دیوے نہ جب تک تو سلیمان کب دے
اجل گر اپنی خیال جمال یار مین آئے
تو پھر بجاے فرشتہ پری مزار مین آئے
وعدہ پر آیا نہ وہ اور مین رہا جیتا اب آہ
اُس سے شرماتا ہون مین اور مجھسے وہ شرماتا ہے
جواب نامہ کی کیا پوچھتے ہو وہان سے پھر اگر
بمنت مصلحت دیتا ہی قاصد باز آنے کی
دم آخر نہ پوچھو وضع اُس بدظن کے آنے کی
کہ آ کر نقش پر کہنے لگا خوبی نہانے کی
دل وحشی کو خواہش ہی تمھارے در پہ آنیکی
دوانہ ہی ولیکن بات کہتا ہی ٹھکانے کی
غم سے گھٹنا یہ مرا سب مین پڑا آتا ہی اُسے
جو مجھے دیکھے ہی سو دیکھنے جاتا ہے اُسے
گھر کو جاتا ہی ترے کوچے سے جرأت تو یون
جائے ہی جیسے کہ رستا نہین آتا ہی اُسے
لیکے دل کہتے ہو ملنے مین ہی رسوائی واہ
آپ ہشیار بنے مجھکو دوانہ کرکے
وہ نہ آئے تو یہ ہو جاے غلط
کہ بن آئے نہین مرتا کوئی
کھڑا تھا بام پر وہ اور نظر مین نے جو اُس پر کی
نظر آنے لگی گویا مجھے پتلی سکندر کی
اُس پردہ نشین سے کوئی کس شکل بر آئے
جو خواب مین بھی آئے تو منھ ڈھانک کر آئے
گذرے ہی جب اُسکے لب و دندان کا تصور
نکلے نہین رہتے لب و دندان ہمارے

ناصح مین اور ہم مین بھی ہی طرفہ صحبت آہ
ہم کچھ نہین سمجھتے وہ سمجھائے جاے ہی

قاتل نہ مجھ سے موڑیو منھ وقت قتل تو
ٹک شرم کیجیو مرے گردن جھکائے کی

یہ تو مین کیونکہ کہون کچھ نہین بھاتا مجھکو
کچھ تو بھایا ہی کہ اب کچھ نہین بھاتا ہی مجھے

زخم تازہ کی طرح چرخ کہن ای جرأت
ٹک ہنساتا ہی تو پھر خوب رلاتا ہی مجھے

یاد اُس سے بدی ہم نے بمنت کئی بوسے
ہارے بھی تو کیا ہار مزے دار نکالی

چھوڑا اپنے گرفتارون کو صیاد سمجھ کر
جاتی نہ رہے جان رہائی مین کسی کی

کیا صلح کو جی چاہنے لگتا ہی وہین بس
لڑجائے ہی جب آنکھ لڑائی مین کسی کی

یاد جب آتا ہی یہ کہنا تو اُڑجاتی ہی نیند
اپنی ہٹ تو رکھ چکے بس اب تو ہٹ کر سوئیے

پوچھا یہان تلک کہ ہوا تنگ نامہ بر
لذت ملی جو یار کے پیغام سے مجھے

جی خاک مین ملایا تمھارے ملاپ نے
اچھا غرض سلوک کیا ہم سے آپ نے

آج بھی اُس کے جو آنے کی نہ ٹھہری تو بس
ہم وہ کر بیٹھین گے جو جی مین ہین ٹھہرائے ہوئے

جعفری تخلص میر باقر علی پور میر قمر الدین منت کوچک برادر میر نظام الدین ممنون است و تربیت از ایشان یافتہ در گذشتہ سال ہنگام بازگشت از سفر حجاز در گذشت اورا است

آرام وعدہ کی شب ایک دم کبھو نہ آیا
آیا نہ چین دل کو جب تک کہ تو نہ آیا

تیغ یون دل پہ خیال نگہ یار نہ کھینچ
ناخدا ترس تو کعبے مین تو تلوار نہ کھینچ

جلال تخلص شخصی در فیض آباد بودہ جز این حالش مقرر و ع سمع نگشت اورا است ۔

تنگ احوال ہی اب تو تری شیدائی کا
آسکے ٹک دیکھ تماشا تو تماشائی کا

قتل کرتے تھے دو عالم کو بیک چشم زدن
چشم بد دور وہ اب باندھنے ہتھیار لگے

گیا ہوا مین نے جو ٹک جانب ابرو دیکھا
اتنی سی بات پہ تم کھینچنے تلوار لگے

جنون تخلص مرزا نجف علی خان خلف مرزا محمد علی خان دیوانہ تخلص است کہ پدر و پسر ہر دو از بنارس اند مرزا محمد علی خان پدرش را ہنگامیکہ وارد دہلی بود و بسر رشتہ داری پور ڈ ما مور با من ملاقات ہا رو داد و علاقہ تحصیلداری و

وسررشتہ داری وغیرہ کہ مناصب جلیلہ سرکار انگریزیست بیشتر بادی ماندہ ودرین هنگام ندانم کہ کجاست ازو کلام اوست

اپنے چہرہ سے مت نقاب اُلٹ — دیکھ جاوے گا آفتاب اُلٹ
دل کو شاید کوئی ستاتا ہے — قاصد اشک تیز آتا ہے

جنون تخلص فخر الاسلام نام از خانوادۂ پیر ترک است و در زمرۂ مشایخ ولی معدود از تلامذہ ممنون است او راست

اوٹھی جو شرم تو دونون ہی دل ملے نکلے — بجز حجاب یہان کچھ نہ فاصلے نکلے

جنون تخلص شاہ غلام مرتضے از برگزیدگان الہ آباد است بورع و تقوے مشہور و موصوف و در اعداد عرفا معدود و معروف لختے رغبتش با شعر است از فکرات اوست

تری چشم مست سے ساقیا یہ سیاہ مست جنون ہوا — کہ مے دو آتشہ طاق پر جو دھری تھی وہین دھری رہی

جوہر تخلص مرزا احمد علی شخصے از طایفۂ قزلباش است این مطلع ازو نگاشتہ شد

آتش ہو وہ چمن ہو یا برق آشیان ہو — اے مرغ نالہ کچھ ہو اک شب تو پرفشان ہو

جوشش تخلص محمد عابد اصحاب تذکرہ اولا از ابنائے جسونت نگر عظیم آبادی نوشتہ اند ازوست

جون آئینہ یہ ستم رسیدہ — رہتا ہے مدام آب دیدہ
تمہارے در پہ جو دربان نے آستین پکڑی — برنگ نقش قدم ہمنے بھی زمین پکڑی

جوشش تخلص شیخ محمد روشن از تازہ خیالان عظیم آباد است شعرش صاف و بندش فکرش دلپذیر و دلکش شیوۂ گزیدہ اش گزیدہ طرز پسندیدہ اش پسندیدہ و معتمد او در فن عروض بسیار مہارت دلخواہ داشت از خیالات اوست

وہ زمانہ کیا ہوا جو مری گریہ مین اثر تھا — یہی چشم خونفشان تھی یہی دل یہی جگر تھا
گر یون ہی یہ دل درپے آزار رہیگا — ایک روز نہ ایک روز مجھے مار رہے گا
جیسا کہ دل پہ زخم ہے اُسکے خدنگ کا — گلشن مین ایک گل نہین اس آب و رنگ کا
اُس کا خدنگ داغ جگر سے گذر گیا — ایک تیر تھا کہ صاف سپر سے گذر گیا

دیکھکر ایک ستم تیری جفا کاری کا
اُس کی آنکھون کو دیکھین ای جو شخص
جز چشم بتان میکدۂ دہر مین جوشش
اُسکی رنجش کا مجھے خوف عبث ہی جوشش
یار کو قاصد مرے جاکے اگر دیکھنا
کل جو اُسے دیکھکر ہو گئے ہم بیخبر
قیس پھرتا جو رہا دشت مین دیوانہ تھا
مدعی سمجھون ہون جن جن کو مین اب تیرے لیے
مزا دکھاؤن تجھے تیری بے وفائی کا
حیران ہون کس طرح ہی وہ انسان مین جلوہگر
ہماری آہ کے صدمے نہین اُٹھانے کا
نہ پھولتے ہین شگوفے نہ غنچے کھلتے ہین
نہ شکل شیشہ آتی ہی نظر نہ جام کی صورت
چھپاتے ہین سبھی صیاد دام اور یہ مرا لو خط
ہمین تو رونے نے آخر یہ رنگ دکھلایا
رو ہنسنے کے لیے ہون آفسم دیدہ
ہمارے حال پر اُس کو نظر نہین ہرگز
دیکھیے ہم مین اور اُن آنکھون مین کیا ہوتی ہی
دود کی طرح مین دلسوختہ جاتا ہون جدہر
عمر عزیز گذری ہی رنج و ملال مین
نے ڈر عسس کا ہی ہمین نہ خوف محتسب
کہے ہمین جور کا تیرے ہی شکوہ یار ہمین
آج ہی عزم شکار اُس کا یہ معلوم نہین

کوہکن ہو تو نہ دم مارے وفاداری کا
مُنھ تو دیکھون شراب خوارون کا
ہم نے تو کسی مست کو ہشیار نہ پایا
ہو چکا ہی وہ اسی طرح سے سو بار خفا
میری طرف سے کبھی تو ایک نظر دیکھنا
ہنسکے وہ کہنے لگا پھر بھی ادہر دیکھنا
اُسکو لیلی ہی کی دروازے پہ مرجانا تھا
دوست اپنے ہی تھے سب کیا کوئی بیگانا تھا
اگر نہووے تجھے پاس آشنائی کا
جلوہ سے اوسکے طور تو جل خاک ہو گیا
یہ چرخ بام کہن ہی کسی زمانے کا
چمن مین شور پڑا کس کے مسکرانے کا
رہی نہ زیر فلک پھر کون سی آرام کی صورت
دلون کو صید کرتا ہی دکھا کر دام کیصورت
سفید ہو گئین آنکھین ہوا گریبان سرخ
ماتم کدۂ جہان مین جون ابر
کسی کے دل کی کسی کو خبر نہین ہرگز
لہو کے پیاسے ہین وہ تشنۂ دیدار ہین ہم
اپنے احوال پہ عالم کو رلا آتا ہون
عاشق کہان ہوے کہ پڑے اک زوال مین
رہتے ہین مست شام و سحر اپنے حال مین
جہان مل بیٹھتے ہین آشنا دو چار آپس مین
خوشی سے مرگئے یا صید حرم جیتے ہین

بیکسی سے یہی گلا ہی مجھے
تھام لیتی ہی دست قاتل کو

راغب نہ ہو طبیعت گر جور رو برو ہو
اپنی یہ آرزو ہی دینا ہو اور تو ہو

توانائی توکر بیٹھی جدا آغوش سے مجھکو
گرانست دیکھوا سے ناتوانی دوش سے مجھکو

دم بدم بزم مین کاہیدہ ہوئی جاتی ہی
لگ گئی شمع کو شاید نظر پروانہ

جی مین جس وقت کہ مضمون کمر آتا ہی
بسکہ نازک ہی مجھے باندھتے ڈر آتا ہی

شبنم کی طرح سامنے اس آفتاب کے
ہونے کو تو ہوے تجھے دلیک نہوسکے

جوش تخلص رحیم اللہ از سوقیان دہلی بودہ بتقلید بینوایان اشعار در مجامع میخواند
نسبت تلمذ او مصحفی بخوبی کردہ اوراست

مین نے جو کہا تجھ بن کیا کیا نہ الم گذرا
بولا کہ ایسے تیرا روتے ہی عبث گذرا

دریا مری آنکھون سے ایک جاری لہو کا ہی
بیدرد تو کیا جانے کیا حال کسو کا ہی

جوان تخلص مرزا نعیم بیگ جہان آبادی از منتسبان مرشد زادہ والا تبار مرزا
سلیمان شکوہ بہادر ہست مدتے مشد کہ ازین دار فانی رخت حیات بعالم
جاودانی بربست از وست

پہلو مین دل اپنے کو بھی غمخوار نہ پایا
یہ خوبی قسمت کہ کوئی یار نہ پایا

از بسکہ ہوئی گرمی خورشید قیامت
کوچے مین ترے سایۂ دیوار نہ پایا

ظلم وستم و جور سبھی ہمنے اُٹھائے
جب اور کوئی تجھ سا طرحدار نہ پایا

دیوار و در کی چھاتی سوراخ ہوگئی ہی
کیا روزنون سے اُسنے آنکھین لڑائیان ہین

کسی کو اپنی سفارش کیواسطے اُس پاس
جو لیکے جاؤن تو اُس کا وہ آشنا نکلے

جیتا نہین پھرتا ہی کوئی اس کی گلی سے
مجھ تک مرے دلدار کی کیونکر خبر آوے

جولان تخلص میر بہادر علی از مردم این دیار است بہ تیراندازی مشہور عہد خود بودہ از وست

کنج قفس مین دیکھ کے بے بال و پر مجھے
ای ہمصفیر چھوڑ گئے تم کدھر مجھے

جولان تخلص میر حسن علی خان از سکناے دکن است این بیت از دست

اب ایسے جام مین ساقی شراب ارغوانی بھر
کہ جسکو دیکھکر زاہد کے منھ مین آگے پانی بھر

جہانگیر تخلص جہانگیر بیگ نام اصلش از دہلی زمانہ ہا بہ لکھنؤ بسر بردہ شورش در سر داشت تیغہا زدہ و زخمہا برداشتہ آخر عمر بوطن مالوف رسیدہ بمالیخولیا مبتلا شد روز وعظ مولانا عبد العزیز میر شاہ علی را کہ درویش تخلص داشت زخمی زدہ بزندان بردند در حبس شہید خنجر اجل شد او راست

وہ کافر مرا درد کیا جانتا ہی	جو گذرے ہی مجھپر خدا جانتا ہی

جہاندار تخلص مرشد زادۂ جہان مرزا جہاندار شاہ عرف مرزا جوان بخت بہادر ولیعہد حضرت شاہ عالم بادشاہ بفہم و فراست و عقل و کیاست ممتاز اقران و امثال خود بودہ از نیجا بہ لکھنؤ و ازان جا بہ بنارس رفت و در سال ہزار و دو صد و یک ہمدرانجا بملاء اعلے پیوست نقل و سکونتش را داستان دراز است کہ این عجالہ بآن نمی سازد او راست

مرکس کے انتظار مین یہ بے اجل گیا	آنکھین جو یون کھلی رہین اور دم نکل گیا
ٹھان لیتے ہین وہ پہلے ہی سر اپنا دیتا	تیرے کوچے مین جو اے شوخ قدم رکھتے ہین
آخر گل اپنی صرف در میکدہ ہوئی	پہونچے وہان ہی خاک جہان کا خمیر ہو
کونسی بات تری ہم سے اٹھائی نہ گئی	پر جفا جو تری ناحق کی لڑائی نہ گئی

جیمن تخلص جیمن ناتھ نام از مردم دہلی است تازہ فکر و کہن مشق از دست

دل جون سپند عشق کی آتش سے جل گیا	ایک آہ کھینچتے ہی مرا دم نکل گیا

جینا بیگم حالش چون حالتش در پردۂ اختفا ماندہ بنا بر اقتضای کمال تستر او ست زوست

یہ کس کی آتش غم نے جگر جلایا ہی	کہ تا فلک مرے شعلے نے سر اٹھایا ہی

حرف الحاء المہملہ

حاتم تخلص شیخ ظہور الدین نام المعروف بشاہ حاتم از تازہ خیالان قدیم است در عہد شباب سپاہی پیشہ بودہ عافیت تبتل و توکل شیوہ کردہ در جہان آباد آزادانہ میزیست اکثر ارباب فکر از بہرہ ہا یافتہ اند از انجملہ مرزا رفیع سودا ست

در اول حال فکرتش مقصور بر تتبع قدما مانند ولی وغیر آن بود چون طرز متاخرین طراز جیب ودامان شهرت گشت وے نیز دست بدامان ایشان زده بناے دیوان ثانی برین طریقه نهاده هدرین معمورۀ بعمرے که همدوش عمر طبیعی شده بود دامان هستی از کف سر داد این اشعار از وست

اس قدر کی صرف تسخیر پریرویان مین عمر — رفته رفته نام میرا اب پریخوان هوگیا
هجر کی زندگی سے مرگ بھلی — که جهان سب کهین وصال هوا
تو اذیت پیشه دشمن هی بغل مین دل نهین — دور هو پهلو سے صحبت کے مری قابل نهین
تم تو بیٹھے هوے یه آفت هو — اُٹھ کھڑے هو تو کیا قیامت هو
مفلسی اور دماغ اے حاتم — کیا قیامت کرے جو دولت هو
کرین هین قمریان تعریف سرو اور هم تری قد کی — جو تو آوے چمن مین تو همارا بول بالا هو
آتا هی آپ نشه کی طرف جی کبھو کبھو — ساقی نگاه مست ادھر بھی کبھو کبھو
پیری مین آج یار مرا همکنار هی — ساقی شتاب آکه خزان مین بهار هی
بجز داس دور مین هین سب حاتم — اندنون کیا شراب سستی هی
دیکھ جراح تیرے مرهم کو — میرے سینے کا داغ هنستا هی
وه وحشی اسقدر بھڑکا هی صورت سے مری یارو — که اپنے دیکھ سایه کو مجھے همراه جانے هی

حافظ تخلص محمد اشرف از دهلویان است در فن موسیقی خود را یگانه میداند شعرے ممتاز از ایشان در میان نیست لاجرم این بیت ثبت گشت

ابر مین مه کی طرح زلف کے پردے مین آه — تو نے گو منھ کو چھپایا په مجھے معلوم هوا

حالی تخلص میر محب علی از مردم مرشد آباد است او راست

عوض مین بوسے کے دی هی گالی سوال دیگر جواب دیگر — یه طرز تو نے نئی نکالی سوال دیگر جواب دیگر

حبیب وطنش معلوم شد که مراد آباد است اما نامش دریافت نگشت که چیست از وست

خانه ویرانی مری گرچه کی اس دل نے حبیب — پر خدا حشر تک آباد رکھے خانهٔ دل

حجام تخلص عنایت الله نام عرف کلو از مردم سهارنپور است که به پیشهٔ حجامی

کہ مجازاً موتراشش را حجام گویند کسب معاش میساخت و بفخر تلمذ مرزا رفیع سودا سر
بفلک می افراخت مولانا فخر الدین را علیہ الرحمۃ دست ارادت بدامن زدہ فکر تش بدل
میسازد و لختے از اشعار اومی طرازد

روز رخسار کے لیتا ہون مزے خوبون کے
بہتر اس شغل سے حجام ہنر کیا ہوگا

جیسا نظر اپنا تو ستمگر نہین آتا
بے وصل ترے سو یہ میسر نہین آتا

خط آنے سے بھی اپنی رسائی نہین ہی وہان
حجام کس طرح سے ملین کیا ہنر کرین

دیکھ عاشق کی تری رسوائیان
عشق کی لوگون نے قسمین کھائیان

ایکروز نصیبون سے کہین وان تئین ہو پہچون
پھر سر ہی مرا اور در و دیوار تمھاری

ہی جی مین کہ اکروز مین ان آنکھون سے پوچھون
سمجھتے نہین کس واسطے بیمار تمھارے

اس کا وش مژگان کا گلہ مجھسے عبث ہی
ای آنکھو یہ بوتے ہوئے ہین خار تمھارے

مثال ناقہ لیلے کی ایک دو گام غلط
خدا کرے کہ ادھر بھی ترا سمند کرے

حزین از حالش این قدر معلوم است کہ باین تخلص شخصے بودہ در آوان فردوس
آرامگاہ محمد شاہ از وست

ویران ہوا خزان سے چمن یان تلک کہ ہم
چاہین کہ جل مرین تو کہین خار و خس نہین

حسرت تخلص جعفر علی نام خلف ابو الخیر از مردم لکھنؤ است آبایش عطار پیشہ
بودند وے نیز یک چند بدین شغل مشغول بودہ و نظر بفطرت اصلی برین قناعت نکردہ
در زمرۂ منتسبان مرزا جهاندار شاہ مرحوم جا گزید آخر ہمت بلندش باین
ہم نساختہ ترک دنیا گفتہ از پست و بلند عالم و نشیب و فراز روزگار
برکران بودہ در گوشہ عافیت میگذراند و در فن نظم از تلامذۂ سرب سنگھ دیوانہ است و
بہ شگفتگی عبارت و سلامت فکر مشہور زمانہ قلندر بخش جرأت از شاگردان اوست اما
از استاد قصب السبق ربودہ او راست

گیا دل سو گیا رونے سے کچھ حاصل نہین ہوتا
اگر رو رو کے جی کھو دین تو پیدا دل نہین ہوتا

ہم تو غنچیان چھوڑ چلے ای چمن آرا ہم تو
توہی لیجا ئیو سر پہ یہ گلستان اٹھا

درس تھا مکتب مین مجھکو آہ کا
یہ سبق تھا پہلے بسم اللہ کا

ہی غبار آلودہ یان تک اشک اس غمناک کا
دست مژگان مین سدا رہتا ہی سبحہ خاک کا

گل کونسے تھے خوش کہ ہنستے تھے ہم آج خوش
ہم نے تو ایک دن بھی نہ پایا مزاج خوش

ق

حسرت ہزار رنگ سے بولا مین جھوٹ سچ
نصیبی کہ نوبت آوے سخن کی قسم تک

لیکن سمجھ گئے بات کو جس نے اڑا دیا
پہونچاتے ورنہ ہاتھ ہم اُس کے [illegible]

ساقی مے دے کہ اہل مجلس
پانی پانی پکار رہے [illegible]

کسے منظور تھا یون تیغ سے زندگانیکو
ولے کیا کیجیے حسرت بلا سے ناگہانی کو

نازک دلون کے جسم کو مرہم کبھو نہو
سرا ہین حیات سے بہتے [illegible]

کس کا ہی جگر جس پہ یہ بیداد کروگے
تو دل تمھین ہم دیتے ہین کیا یاد کروگے

بزم مین بیٹھے تھے کل جسکے پرے دور سے
دیکھکر اُس کو لگے لینے بلائین دور سے

مجھکو تجھ سے خدا جدا نہ کرے
مین ہون تجھ سے جدا خدا نہ کرے

فسانا وصل کا جس سے دل بیتاب کہتا ہی
وہ کہتا ہی کہ افسانہ نہین یہ خواب کہتا ہی

کبھی ایک ستم تھا کہ خواب مین مجھے شکل آکے دکھا گئے
کبھی نیند بر سو نہین آئی تھی سو اس طرح سے جگا گئے

حسرت تخلص ذوقی رام نام سلکش از جہان آباد است دو سے در فرخ آباد بسر می بردہ از وست

برنگ آبلہ ای واہ یہ کیا زندگانی ہی
کہ جس کے پانون پڑتا ہون اسیکو سر گرانی ہی

این بیت را بنام جعفر علے حسرت ہم نگاشتہ اند

حسرت تخلص ہیبت قلیخان نام از اہل عظیم آباد است کسب سخن از مرزا مظہر کردہ ادرا ہست

تنہا دے ہمسری کرے کون
سر کس کا پھرا ہی یون مرے کون ؛

حسن تخلص سید غلام حسن نام خلف میر غلام حسین ضاحک تخلص است کہ مرزا رفیع سودا اہاجی رکیک برای او نظم کردہ نژادش از ہرات است دو سے بدہلی از عدم بوجود آمدہ و در ریعان جوانی بجانب مشرق رفتہ در فیض آباد از خوان فیض نواب سردار جنگ سالار جنگ بہادر کامیاب بود

از تلامذہ میر ضیاء الدین ضیاست سالم فطرت سلیم فکرت است و بر اصناف سخن فی الجملہ قدرتی داشت لاسیما مثنوی نیکو میگفت مثنوی سحرالبیان کہ مشہور بہ بدر منیر است شہرت تمام دارد قطع نظر از پالغزہاے شاعری بہ محاورہ عوام بد نگفتہ بلکہ داد بلاغت دادہ اوراست

گر کیجیے رقم کچھ تری وحدت کے بیان کا
تو چاہیے خامہ بھی اُسی ایک زبان کا

اظہار خموشی مین ہی سو طرح کی فریاد
ظاہر کا یہ پردا ہی کہ مین کچھ نہین کہتا

تا اشارے کو سمجھ نہ لگے غیر کے وہ
مین نے اس ڈر سے کبھی اُس کو اشارا نہ کیا

چھوڑ دے کوئی کسی کے لیے کس طرح سے کچھ
ہم نے منت مین تری کون و مکان چھوڑ دیا

بے وجہ تو نہین یہ حسن اُس گلی مین روز
جا جا کے بات کرنی ہر اک سے پکار کر

مین حشر کو کیا روؤن کہ اُٹھ جاتے ہی تیرے
برپا ہوئی ایک مجھ پہ قیامت تو ہین اور

دامن صحرا سے اُٹھنے کو حسن کا جی نہین
پانون دوانے نے پھیلائے بیابان دیکھ کر

دروازہ گو کھلا ہی اجابت کا پر حسن
ہم کس کس آرزو کو خدا سے طلب کرین

جو کوئی آوے ہی نزدیک ہی بیٹھے ہی ترے
ہم کہان تک ترے پہلو سے سرکتے جائین

اس کی جب بزم سے ہم ہو کے تنگ آتے ہین
اپنے ساتھ آپ ہی کرتے ہوے جنگ آتے ہین

کہتا ہی تو کہ تجھ سے مین ہی بنا بیٹھا ہون
تو ہی کہین ہو سچ مین یہ ہی چاہتا ہون

روٹھا کرے وہ کیون نہ کسی اور سے حسن
یہ سب بگاڑ چاہ کا ہی اور کچھ نہین

دل کو کھویا ہی کل جہان جا کر
جی مین ہی آج جی بھی کھو آؤن +

غیر کو تم نہ آنکھ بھر دیکھو
کیا غضب کرتے ہو ادہر دیکھو

تیرے ہمنام کو جب کوئی پکارے ہی کہین
جی دھڑک جاتا ہی میرا کہ کہین تو ہی نہو

دی تھی یہ دعا کس نے مرے دل کو الٰہی
اُجڑے یہ گھر ایسا کہ پھر آباد نہوئے

پھر پھر آئینے کو وہ دیکھنے لگتا ہی حسن
ایک دم آپ مین وہ شوخ جو پاتا ہی مجھے

شب وصل صنم ہی آج اے ہمدم کسی ڈھب سے
گریبان سحر کو ٹانک رکھنا دامن شب سے

پڑی ہی رات داد دستد کچھ عجب
جو بوسے کو اُس شوخ سی جا اڑے

لگاتے ہی لب لب سے بس جی دیا	حسن اور لینے کے دینے پڑے
کہنے کی ہین یہ باتین کس بن نہین گذرتی	پر ایک جان تو ہی جس بن نہین گذرتی
ساتھ دیکھون ہون کسی کے جو کسی دلبر کو	مین بھی جی رکھتا ہون مجھکو بھی ہوس آتی ہے
آجا کہین شتاب کہ مانند نقش پا	تکتے ہین راہ تیری سر راہ مین پڑے

حسن تخلص خواجہ حسن نام خلف خواجہ ابراہیم از نبائر خواجہ غیاث الدین مودود است رحمہ اللہ علیہ نظر بدو دانشش از طریق تصوف آگاہ و در علم موسیقی سلیقہ اش دلخواہ مرد شوریدہ و درد مند است و شخص فرخندہ وار جمند در فنون نظم از تلامذہ جعفر علی حسرت است و اسبب خواجہ تاشی با قلندر بخش جرأت ربط معقول و محبت مقبول داشتہ و در لکھنؤ با یکی از نسوان السوق بخشی نام علاقہ خاطرے پیدا کردہ نامش بطریق التزام در مقاطع غزلیات می آورد و بعلت دردلیشی باعتبار میزیست از نتائج طبع اوست

امنڈکے آنکھون سے یکبارہ چلے آنسو	ہنسی ہنسی مین جو ذکر وداع یار ہوا
وقت نظارہ نہ رو کہتے تھے ای چشم تجھے	شدت گریہ سے لے خاک نہ سوجھا دیکھا
کیا قتل اور جان بخشی بھی کی	حسن اس نے احسان دوبارا کیا
وہ تو آیا نہ تماشے کو مرے نزع کے پر	ہم نے اسوقت مین بھی اس کا تماشا دیکھا
وقت وداع یار دل بیقرار نے	یہ آہ کی کہ عرش معلے ہلا دیا
دل دلاسون سے کرے ہی بیقراری بیشتر	خانۂ ماتم مین ہو پرسے سے زاری بیشتر
ہمین آرام زیر خاک بھی کیا خاک ہوویگا	لیے پہلو مین یہ ایسا دل پرشور جاتی ہین
بھلا مین دوانہ سہی پر یہ ناصح	مرے ساتھ بکتا ہی عاقل کو دیکھو
آہ کس کس بیوفائی کا تری کیجے شمار	اور تو سب یکطرف منھ بھی دکھانے سے رہے
اس نے کس کس طرح ٹالا ہمکو اپنے در سے پر	دیکھ تو ہم بھی حسن کس کس بہانے سے رہے

حسن تخلص مولوی ابوالحسن فرزند مولوی الہی بخش المتخلص بہ نشاط از مردم قصبۂ کاندھلہ بودہ بمیرٹھ ہم میگذراندہ از وست

جواب لائیو قاصد شتاب نامے کا — جواب نامہ نہووے جواب نامے کا
منفعل ہوں دست ویا بھی مارنیسے وقت ذبح — کیوں میں تڑپا جو ترے دامن پہ چھینٹا پڑگیا
گو تونے لپٹ کر نہ کیا ہمکو ذرا گرم — رہتی تھی ترے عشق میں چھاتی یہ سدا گرم

حسن تخلص حسن علی خان جزانیکہ از مردم کشمیر است دیگر از حالش وقوف نشد اور است

آنکھوں میں مری قطرۂ خوناب نہ ٹھہرا — ہرچند کیا ضبط یہ سیماب نہ ٹھہرا

حسن تخلص مرزا حسن خلف الصدق سیف الدولہ سید رضی خان بہادر این قدر از تذکرہ نواب اعظم الدولہ سرور تخلص نوشتہ شد ٭

دل کو دے کر اُس بت کافر کو ہنس ای حسن — جس قدر ناحق یہ کھینچی ہی ندامت کیا کہوں

حسین تخلص سید غلام حسین دہلوی بن سید عبداللہ در بد و حال تخلص بعزیز بود دیکھیا در میرٹھ یکی از اہل فرنگ را درس دادہ بکلکتہ ہم گذارش افتادہ اور است

تھا عرش سے بڑھ کر جو دماغ اپنا وہی ہی — یوں چرخ نے لوکر دیا مجبور کسی کا

حسین تخلص نواب غلام حسین خان از طائفہ افاغنہ ورو سای شاہجہان پور ست نوشتہ اند کہ آداب واخلاق درست داشت این ابیات از وقلمی شد

میں تو تدبیر میں تھا زخم جگر کی مصروف — دل بھی پہلو میں پریشان تھا مجھے معلوم نہ تھا
آگے ملنے کی کوئی راہ نکل آئے گی ٭ — بیقراری تو مجھے اُس کے تو در تک لیجا
تشنۂ آب دم خنجر ہی بسمل اور بھی — دست نازک کو ذرا تکلیف قاتل اور بھی

حشمت تخلص میر محتشم علی خان خلف میر باقی بدخشانی نژاد است ومولدش شاہ جہان آباد در زبان پارسی خیالاتش رنگین تر از لعل بدخشانی ویاقوت رمانی بودہ و با میر محمد افضل ثابت وشیخ عبدالرضائے متین صحبتہا داشتہ ومطارحات نمودہ در سنہ یک ہزار ویک صد وشصت وسہ بمفاجات در گذشت اللہم احفظنا از وست ٭

گور کے سوتے دیوانوں کو جگاتی ہی بہار — شور ہی غل ہی قیامت ہست آتی ہی بہار

حشمت تخلص میر محمد علی از پیشینیان است از افکار اوست

خط نے ترے حسن سب گنوایا — یہ سبزہ قدم کہان سے آیا

حضور تخلص لالہ بال مکند کھتری دہلوی تلمیذ خواجہ میر درد فی الجملہ در عربی بہرہ داشتہ اوراست

سنہ ۱۲۷۲ مین زندہ تھے مسلم

نہ پاؤن کو جنبش نہ ہاتھون مین طاقت — جو اٹھ کھینچون مین دامن اس دلربا کا

سر راہ بیٹھے صدا ہے یہ اپنی — کہ اللہ یاور ہے بیدست و پا کا

یہ جو چشم پر آب ہین دونون — ایک خانہ خراب ہین دونون

یہان مجھ مین نہین ہے جان باقی — وہان اب بھی ہے امتحان باقی

جفا کو تم وفا سمجھے ستم کو ہم کرم سمجھے — ادہر کچھ دل مین تم سمجھے ادہر کچھ دل مین ہم سمجھے

حفیظ تخلص محمد حفیظ نام از دہلی یافت اصلاح شعر از حکیم قدرت اللہ خان قاسم گرفتہ بخواندن مراثی بطرز دلپذیر شہرۂ شہر بودہ کمتر از سال است کہ زیر خاک شد اوراست

محبت آہ کیا کیا رنگ عاشق کو دکھاتی ہے — اگر اک دم ہنساتی ہے تو پہروں رلاتی ہے

روبرو غیرون کے شکوہ کیا کرون مین آپ کا — ہو رہین گی پھر کبھو باتین ہمارے آپ کے

حقیقت تخلص میر شاہ حسین اصلش از بلخ و وے در بریلی متولد شدہ نشو و نما در لکھنؤ یافتہ کسب سخن از قلندر بخش جرأت نمودہ و ہم تبنیض اشعارش بوے متعلق بودہ اوراست

کیا تری عشق مین اے عربدہ جو ہاتھ لگا — زیست سے ہاتھ بھی دھویا پہ نہ تو ہاتھ لگا

ولا اب دونون مل کاٹینگے اوقات آہ و زاری مین — ہوئے بیمار ہم بھی لے تری بیمارداری مین

حکیم تخلص محمد اشرف خان خلف حکیم شریف مانند پدر خویش از اطبای بے مثیل زمانہ است در چارہ سازی یگانہ و از علو متعارف ہم بیگانہ نبودہ زمانے بیش نیست کہ جہان گذران را پدرود کردہ از کلام اوست

میرے رونے نے مجھکو اس سے کھویا — مجھے اس دیدۂ تر نے ڈبویا +

کہون مین کیا برنگ زخم ناسور ۔ ہنسا یکبار گر سو بار رویا

حکیم تخلص محمد پناہ خان فرزند رشید سید محمد شریفخان المشہور بہ زرنجش شاگرد خواجہ میر علیہ الرحمۃ المتخلص بدرد بودہ دراوائل فکر نثار تخلص میکرد آخر بتقاضای مہارتی کہ درفن طب داشتہ تغیر تخلص بحکیم نمودہ گویند کہ در تاریخ و موسیقی آگاہی دلپسند و درفنون آخر نیز سلیقہ بلند داشت از نتایج طبع اوست ٭

پوچھتے کیا ہو حکیم جگر افکار کا گھر ۔ ایک تکیہ سا ہی اُس شوخ کی دیوار کی پاس
کہتے ہین حکیم آیا میخانہ سے مسجد مین ۔ ہم کو تو تعجب ہے وہ کب مسلمان ہو
تیرے لیے خلق در بدر ہی ۔ ای خانہ خراب تو کدھر ہی
ہم ہی صنم کے غم مین نہ ایمان سے گئے ۔ کتنے ہی بندگان خدا جان سے گئے
ہم تو کیونکر کہین کہ بوسہ دو ۔ گر عنایت کرو عنایت ہی +
ہی رشک دستہ گل کیون یہ آستین تیری ۔ سر شک خون تہا کسکی اس سے پاک ہوئی

حقیر تخلص میر امام الدین نام المعروف بمیر کلو از سکنای جہان آباد مردی بود حریف و ظریف او راست

ہون ہست و نیست عالم تصور کی طرح ۔ گویا ہون اور خموش ہون زنجیر کی طرح
دل مین ہی بیٹھ رہین در پہ صنم ہی کے حقیر ۔ راہ کعبہ کی تو آتی ہی نظر دور ہمین
یاد مین اُس بت کافر کی ہون ایسا مصروف ۔ کہ خودی بھول گئی بلکہ خدائی مجھکو
پامال ہوے ہم تو حقیر آہ جہان مین ۔ جون نقش قدم یار کے قدمون سے بچھڑکے

حیرت تخلص الموسوم بمیر مراد علے از باشندگان مراد آباد است پی تجارت کوہستان رفتہ بود ہم درانجا در گذشت از وست ٭

کہان ہی شیشہ می محتسب خدا سے تو ڈر ۔ میری بغل مین چھلکتا ہی آبلہ دل کا

حیرت تخلص غلام فخر الدین نبیرۂ نواب میر منو خلف الصدق مرحوم اعتماد الدولہ قمر الدینخان درکاپیے شب بروزمی آورد این دو بیت از وبرگرفتہ شد

ہم اُس بزم سے یون پُر ارمان نکلے ۔ جوانی مین جس طرح سے جان نکلے

یہ ستم دیکھون کن آنکھون سے مین ای غیرتِ عشق	ایک عالم اُسی کوچے کا تماشائی ہے

حیرت تخلص پنڈت اجودھیا پرشاد کشمیری لکھنوی از شاگردان قلندر بخش جرأت ست دیوانے مختصر و چند مثنوی دارد کہ بنظر رسیدہ در فن موسیقی مسلم و بہ تیراندازی علم بودہ بیشتر بہ لکھنؤ و کمتر بجہان آباد گذرانیدہ در سی و پنج سالگی فی سنہ ہزار و دو صد و سی و چار بساط ہستی در نوشت از دست

برنگ نقش پا اُس کی گلی سے اُٹھ نہین سکتا	ہوا ممنون احسان خوب اپنی ناتوانی کا

حیران تخلص نامش میر حیدر علی مولدش جہان آباد بیشتر در ممالک شرقی شب بروز آوردہ از تلامذۂ سرب سنگھ دیوانہ ہست گویند غرور شاعری دماغش را مختل کردہ بود و نظر بہ تخلص استاد جا دارد در ضلع بہار کشتہ شد و قاتل را ہم ہمراہ بُرد از افکار اوست

دم نکلتا ہی اب کوئی دم مین	بیٹھ جا کچھ نہین رہا ہم مین
مین نے حیران کو جو دیکھا روتے	بن گئی دیکھنے کی گھات مری
اُن کی خدمت مین ادب سے مین نے	عرض کی دیکھی کرامات مری
مین نہ کہتا تھا کہ دل آپ ندین	بندگی قبلۂ حاجات مری
گذر کرتا ہی بھولے سے ہمارے خاک پر گرد	کھڑا ہو اس سے دو دو پہر دامن جھٹکتا ہی
جب کہا مین نے مرے گھر چلیے	اس مین کچھ کم ہوگی محبوبی
تیوری کو چڑھا لگا کہنے	رسم و راہ ادب تو سب ڈوبی
مجھ سے کہتا ہی میرے گھر چلیے	دیکھیو اختلاط کی خوبی

حیدر تخلص نامش حسام الدین این بیت ازو ثبت گشتہ

ملک خصال پری وش فرشتہ خو کہتا	مجال تھی کہ سگ یار کو مین تو کہتا

حیدر تخلص میر حیدر علی خان لاہوری نژاد است و خوش رنگ سلکِ نت ریختہ از اولاد شیخ عبد القادر گیلانی است رحمۃ اللہ علیہ او راست

ارادہ ہی بیٹھ ہب کچھ اُس چشم تر کا	خدا حافظ آج اپنے دیوار و در کا

لے سنگ و خشت مجھ پہ ہر خاص و عام نکلا
بارے جنون کی دولت اپنا یہ نام نکلا

حیف تخلص میر چراغ علے نام از ارباب لکھنؤ و تلامذہ میر شیر علی افسوس است ازوست

جس کی ہر اک امید مبدل بہ یاس ہو
کیا اُس مریض عشق کے جینے کی آس ہو
ہر اپنے تو نزدیک وفا خوب ولیکن
ہو لطف جو تیری بھی طبیعت ادہر آئے

حرف الخاء المعجمہ

خاکسار تخلص محمد یار در مقامیکہ شہرہ بقدم شریف دارد خانہ از نے بنا کردہ در نہایت انقطاع میگزرانید سید لسیت درد مند و درویشی است مستمند گویند کہ در ریعان جوانے بااما ردوسری و بجانب سادہ رویان نظرے داشت و ہرکہ بنظر ادمی بود تعلقات دینوی می گذاشت از معاصرین میر تقی است ازوست

ترے باغبان کا یہ دیکھا سلیقہ
کہ نرگس کو بویا نہ بوئیں یہ آنکھین
تیغ قاتل سے رہے محروم بِ تقصیر ہم
روز محشر کو اٹھیں گے اس لیے دلگیر ہم

خاکی تخلص حیدر بیگ نام نژادش از بدخشان است لیکنش ازین کان بر خاستہ روزیکہ شد کہ بدکن رفتہ سپاہی پیشہ ہست اوراست

ہم عشق بھی سیکھیں اگر استاد ہو کوئی
دل تو ہی بتا وے مجھے گر یاد ہو کوئی

خادم تخلص شخصی از مردم کیتھل من مضافات صوبہ سرہند است از نامش نشانی یافتہ نشد اوراست

عاشق ہوا ہون ایک بت بالا بلند پر
صد آفرین ہے میری بھی عالی پسند پہ
اس کے ہاتھون اک جہان ویران ہے
چشم بھی میری کوئی طوفان ہے

خادم تخلص یکے از باشندگان پانی پت است اہل تذکرہ نامش ننوشتہ اند واین بیت بنامش نوشتہ اند

رات بھر ماتم پروانہ مین روتی ہے شمع
اشک سے داغ جگر اپنے کو دھوتی ہے شمع

خادم تخلص خادم علی خان از اہل فرخ آباد است و استاد نواب

ناصر جنگ شگش کہ از حکام آن بلدہ بودہ امتیاز داشتہ گویند کہ در فارسی صاحب دیوان است ملاحظہ نشد او راست

مجھ کو کہتے ہو کہ چل باہر ہو — آپ کے کہنے سے کب باہر ہون

خان تخلص محمدی خان از دکنیان است اکتساب معیشت را بدہلی گزارش افتادہ بود از شاگردان سعادت یار خان است کہ تخلص رنگین اندست

یاد جس وقت تری آتی ہے — مجھکو ہچکی وہین لگ جاتی ہے

خان تخلص اشرف خان دہلوی الاصل است بہ لکھنؤ رفتہ در زمان اقامت این یار رنگ مشاعرہ سیر نجیت از شاگردان غلام ہمدانی مصحفی ست او راست

ای خان غم فراق مین تم زہر کھا مرو — اسکے سوا نہین کوئی تدبیر دوسری

خرد تخلص نواب فخر الدین محمد خان خلف الصدق نواب شرف الدین محمد خان کہ خدمت بخشیگری تن جاہ افزاے الیشان بود بمکارم شیم و محاسن خصال آراستہ ست با دلے وارستہ و خاطری از ہمہ گسستہ بخوشی بال و نکوئی حال زندگانی می کند مرویست بہیچ خرسند صاحب ہمت بلند تشریف زرین و خرقہ پشمین در نظرش یکیست و گوہر شاہوار بخشیش از دانہ اشک گران ارز نیست در عنفوان عمر بدین فن سری داشت اکنون عمریست کہ شاہدان اشعار را در حجلہ گاہ ضمیرش بار نیست باصرار داعی از گفتہ ہاے پیشین ابیاتی چند آوردہ بود کہ دل انتخاب پسند بدو بیت ازان قناعت کرد تاریخ دیوان فقیر بانمایہ خوبی گفتہ کہ خامہ نتواند مشغس ستود و ہم برین تذکرہ تاریخی دلپسند دارد و آن بجاے خود مذکور شود اما تاریخ دیوان ریختہ نظم عالم پسند گفتہ است و تبییض مسودات من علاقہ بایشان دارد مختصر سخن آن دو بیت اینست

ہماری اُن کی صحبت آہ ابر و برق کی سی ہے — ہم اُنکو دیکھ کے روتے ہین اور وہ ہم پہ ہنستی ہین
لبون پہ جان ہے جلدی سے پہنچ کہین ظالم — یہ آرزو ہے کہ دم تیرے روبرو نکلے

خستہ تخلص محمد عبد اللہ خان کہ بمیر جیون معروف است کشمیری الاصل بودہ

ومولد ومنشاایش شاہجہان آباد است والدش از منتسبان مجدالدولہ عبدالاحد خان مرحوم بودہ اورست

سایہ سان پہونچے تو تھے پانون تلک گر پڑکر — اُس نے دامن کو بھی پر ہاتھ لگانے نہ دیا

خستہ تخلص غلام قطب کہ از اولاد سید محمد کرمانی است قدس اللہ سرہ العزیز بزمرہ خدام مزارکثیر الانوار سلطان المشائخ رحمۃ اللہ علیہ درشمار می آید از بہور یخان آشفتہ کسب سخن کردہ او میگوید

جلوہ اُس مہ نے جو ناگاہ لب بام کیا — روز خورشید درخشان کا وہین شام کیا

خشنود تخلص از حال وے اطلاعی نیست این بیت بنامش دیدہ شد

ہو غریق رحمت پروردگار — آج ساقی کا پیالہ ہو گیا

خلق تخلص الموسوم بمیر احسن بن میر حسن صاحب مثنوی سحرالبیان کہ شہرہ بدر منیر است کسب سخن از پدرش کردہ اوراست

عجب عالم مین بیہوشی کے وہ مجھکو نظر آیا — کہ اتنا بھی نہ آیا ہوش جو پوچھون کدہر آیا
بیقراری مین کٹی رات تو یان اپنے تئین — چین سے زلف مین دل کیونکہ رہا ہووےگا
دل لگاتے تو لگا یا پہ نہ تھا کچھ معلوم — جی پہ کیا گزرےگی اور جان پہ کیا ہووےگا

خلیق تخلص میر مستحسن کہین برادر میر احسن خلیق است ودرین فن برادر بزرگتر آمدہ مصحفی نسبت تلمذ وے بخویشتن کردہ است اکثر گریہ رگ کلکش مراثی واقع کربلاست اوراست

اشک جو چشم خون فشان سے گرا — تھا ستارا کہ آسمان سے گرا
ہنس دیا یار نے جو رات خلیق — کھاکے ٹھوکر اُس آستان سے گرا
غفلت مین فرق اپنے تجھ بن کبھو نہ آیا — ہم آپ مین نہ آئے جب تک کہ تو نہ آیا
کہا مین نے جو اسے گل کچھ وفا کر — تو وہ وہین ہنس پڑا وہ کھل کھلا کر
کس کے خرام ناز کا پامال ہون خلیق — لگتی ہے چوٹ دل کو مرے ہر قدم کیساتھ

خندان یکے از شعرا بودہ از خیالات طبع اوست

گردش چشم پر تری جبکہ نگاہ کیجیے — خانۂ دل کو اپنے ہاتھ آپ تباہ کیجیے

خودغرض تخلص شاعری از فرخ آباد است از افکار اوست

بند قبا کو کھول کے گلشن مین تو نجا — ہووے نہ گل سے گلے کا کہین ہار دیکھنا

خیال تخلص غلام حسن خان آبائش صاحب اعتبار بوده اند برکت الله خان برکت تخلص که از موزونان فارسی است عم او میشود خیال درستی خیالات خویش به برکت اصلاح برکت نموده نوشته اند که دو دیوان دارد قریب بصد هزار بیت وانچه ما از وے گزیده ایم اینست

تجھے تو غیر کو منظور منھ دکھانا تھا — نقاب کھولنا گرمی سے ایک بہانا تھا
جھلک ایسی کوئی دکھلا گیا ہے یارہ غرفی مین — کہ جون چلمن مشبک رہ گیا نظارہ غرفی مین
پھر نئے سر سے ہوا خانۂ مجنون آباد — پانون جب ہم نے دھرا آنکے ویرانے مین
حاضر ہین ہم تو آؤ شمشیر کین نکالو — جو دل کی آرزو ہی اُس کو کہین نکالو
جرعہ افشان ہو ہماری خاک پر غافل کبھی — ہم بھی اے ساقی تری محفل کے میخوارون مین تھے
مژگان کی یہ کاوش نہین ناوک فگنی ہی — ابرو کی اشارت نہین شمشیر زنی ہی
تیرا شگفتگی پہ دل آیا ہی اے خیال — اے غنچۂ فسردہ تجھے بھی ہوا لگی ❊

حرف الدال المهملة

داغ تخلص میر مهدی نام فرزند میر سوز جوانیست نیکو روے و زیبا شمایل و با وجود دلربائے به بیدلی مائل تشبیه گل با او بهر دو معنے درست است که هم سینه چاک است و هم سینه ها بدریدن میدهد و مشابهت لاله با وے بهر دو صورت موافق که هم دلش داغ است و هم داغ بر دلها می نهد بالجمله در بست سالگی عندلیب گلروئی شده یک چند بصد عشرت چون بلبل لفصل گل بوصل آن نوبهار حسن بسر برده آخر بدام هجران آمده بیطاقتی دل کار بر دتنگ کرده نزدیک بود که رشتۂ حیاتش بگسلد یاران سعی در آزادی آن نوگرفتار قفس فراق بجا آوردند و آن سرو ناز را تکلیف رفتار کردند چون هنگام جلوه نیامده بود گل خود را نتوانست عرصه داد ایای تسکین شورش دیوانه خویش مفرحے مرکب از وعده زود آمدن فرستاد عاشق ناشکیب گو همه وعده فردا بود وعده فردائے محشر دانسته تاب انتظار نیاورد و به امید آنکه ازین کشمکش رهائی

یا بر بند ہستی در گسلاید آیا دانست کہ در گور از رنج ہجران می توان رست حال آنکہ دل شدگان را کمال نہ چنین است و محتمل کہ صادق باشد بہر حال دم جان دادن این بیت بر عنوان مکتوبش نوشت از دست

ازجان رفتنی بود کہ مکتوب تو آمد	دیگر چہ نویسم خبرم خوب گرفتی
اسی کے پاس تھا دل کیا ہوا ای ہمنشین دیکھو	ادہر دیکھو اُدہر دیکھو یہین دیکھو کہین دیکھو
اسی کے پاس ہو رہ رہ کر یہ جو مسکراتا ہے	اسی کی جیب دیکھو ہاتھ دیکھو آستین دیکھو
پکڑنا چور کا مشکل نہین گر کچھ سمجھ ہووے	ہوائی رنگ دیکھو ماہتابی سی جبین دیکھو

دارا تخلص مرزا دارا بخت بہادر فرزند ارجمند مرزا ولیعہد بہادر ظفر تخلص است از دست

کسی کی چشم میگون کا تصور ہم کو ہے دارا	قدم اُٹھتا نہین ہے لغزش مستانہ رکھتے ہین

دانا تخلص میر فضل علی از مردم دہلی شاگرد میر شرف الدین مضمون بود واو راست

دل مین ہر ایک کے سودا ہے خریداری کا	یوسف مصر مگر تو ہی ہے اے یار عزیز

داؤد یکے از پیشینیان است شاید تخلص باسم باشد او راست

چاندنی کی سیر کو کس طور سے نکلے وہ صنم	دیکھنے مہ کا تماشا آفتاب آتا نہین

دردمند تخلص کریم اللہ خان از خویشان عمدۃ الملک است بعصر شاہ عالم بادشاہ بوقعت میزیست از وست

کنارے سے کنارا کب ملے ہے بحر کا یارو	پلک لگنے کا مضمون دیدۂ پر آب کیا جانے

درد تخلص خواجہ میر علیہ الرحمۃ خلف الرشید خواجہ محمد ناصر المتخلص بعندلیب کہ از احفاد شیخ بہاء الدین نقشبند بودہ قدس اللہ سرہما العزیز از طبقۂ صافیۂ صوفیہ است حد فضایل صوری و کمالات معنوی وی خارج از حد رقم و بیرون از نیروی قلم است یارب از وارستگی وانقطاع الیشان شرح دہد یا ذکر ورع وتقوے پردازد ویا از تہذیب باطن و تزکیہ نفس حرف زند یا از گداختگی دل و برشتگی جگر و دردمندی خاطر باز گوید بہذا حوصلۂ این عجالہ ذکر این مقدمات را برنمی تابد اگر باور اک سرے دارے مصنفاتش کہ درین فن ہمانا ریختہ قلم قدرت است مطالعہ کن و دریاب کہ سخنم از خطا و اغراق برکران است

از لطافت طبع و شستگے نظم و رشاقت مضمون پیداست کہ خواجہ را درین فن نیز مانند کمالات اخروے مکانتے ارجمند و دستگاہی بلند است فکرش صحیح و نظمش فصیح گفتارش از رکاکت و اغلاط پاک و در جنب گلہاے خیالش گلہاے چمن ہم از خس و خاشاک دیوانش از نظر گذشت از اشعار رنگین خالی است و اکثر ابیات با علو معانے و سمو مضامین دلکش و حالی فن موسیقی را نیکو میدانست تاریخ آدینہ بست چارم صفر ندای یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ بسمع رضا اصغا نمودہ و کان ذلک فی سنہ تسعہ و تسعین و مائۃ بعد الف من ہجرۃ خیر الانام علیہ الوف الصلواۃ و السلام این اشعار از دیوانش منتخب و درین بیاض ثبت افتاد

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر تری عہد سے آگے تو یہ دستور نہ تھا

بھول جا چپ رہ عبث وہ سابقے مت یاد کر
ذکر د یہ مذکور کیا وہ آشنا تھا یا نہ تھا

اُن لبون نے نہ کی مسیحائی
ہم نے سو سو طرح سے مر دیکھا

تو اپنے دل سے غیر کی الفت نکھو سکا
مین چاہون اور کو تو یہ مجھسے نہو سکا

گو نالہ نارسا ہو نہ ہو آہ مین اثر
مین نے تو درگذر نہ کی جو مجھسے ہو سکا

سینہ و دل حسرتون سے چھا گیا
بس ہجوم یاس جی گھبرا گیا

ہے کو تھی اجل کی طرف سے ہی ورنہ مین
اک عمر سے اسیر ہون زلف دراز کا

نالۂ دل کا اثر دیکھ لیا ذرد و بس
جی مین نہ رہجائے یہ آہ بھی کر دیکھنا

کی تو تھی تاثیر آہ آتشین نے اُسکو بھی
جب تلک پہونچے ہی پہونچے راکھ کا یان ڈھیر تھا

جفا سے غرض امتحان وفا ہے
تو کہہ کب تلک آزماتا رہے گا

اُس نے قصداً ابھی میرے نالے کو
نہ سُنا ہوگا گر سُنا ہو گا

ہے کچھ خبر تجھے بھی کہ اوٹھ اوٹھ کے رات کو
عاشق تری گلی مین کئی بار ہو گیا

پھرتی ہے میری خاک صبا دربدر لیے
اے چشم اشکبار یہ کیا تجھکو ہو گیا

گر یہی ڈھنگ تیرے ظالم
دیکھین گے کوئی وفا کرے گا

مثل نگین جو ہم سے ہوا کام رہ گیا
ہم روسیاہ جاتے رہے نام رہ گیا

کھینچے ہے دور آپ کو میری فروتنی
افتادہ ہون پہ سایۂ قد کشیدہ ہون

ہم تجھ سے کس ہوس کی فلک جستجو کرین
دل ہی نہین رہا ہی کہ کچھ آرزو کرین

تر دامنی پہ شیخ ہماری نجائیو
دامن نچوڑ دیجے تو فرشتے وضو کرین

دامن دشت ہی پُر لالہ و گل سے یارب
خون عاشق بھی کہین ہووے بہار دامن

نزع مین تو ہون ولی تیرا گلہ کرتا نہین
دل مین ہر دو ہی وفا پر جی وفا کرتا نہین

کرتا ہون پس مرگ بھی حل مشکل عالم
بجس ہون پہ ناخن کیطرح عقدہ کشا ہون

تو مجھ سے نہ رکھ غبار جی مین
آئے بھی اگر ہزار جی مین

ہر چند نہین صبر تجھے درد ولیکن
اتنا بھی نہ ملیو کہ وہ بدنام کہین ہو

نہین شکوہ مجھے کچھ بیوفائی کا تری ہرگز
گلہ تب ہو اگر تو نے کسی سے بھی نباہی ہو

ہر طرح زمانے کے ہاتھون ہون ستم دیدہ
گر دل ہون تو آزردہ خاطر ہون تو رنجیدہ

کاش تا شمع نہوتا گذر پروانہ
تم نے کیا قہر کیا بال و پر پروانہ

اہل فنا کو نام سے ہستی کے ننگ ہی
لوح مزار بھی مری چھاتی پہ سنگ ہی

یارو مرا شکوہ ہی بھلا کیجیے اُس سے
مذکور کسی طرح تو جا کیجیے اُس سے

خدا جانے کیا ہوگا انجام اس کا
مین بے صبر اتنا ہون وہ تند خو ہی

ساقیا یان لگ رہا ہی چلچلاؤ
جب تلک بس چل سکے ساغر چلے

کبھو ہنسنا کبھو رونا کبھو حیران ہو رہنا
محبت کیا بھلے چنگے کو دیوانہ بناتی ہی

دل بھی تیرے ہی ڈھنگ سیکھا ہے
آن مین کچھ ہی آن مین کچھ ہے

ٹلین گے اگر کہے گا تو
تیری خاطر ہمین معتدم ہی

کب ترا دیوانہ آئے قید مین تدبیر سے
جون صدا نکلا ہی جاے خانۂ زنجیر سے

سب بُرا کہتے ہین تو کہنے دو
بات لائے ہو تم بھلی ایسی

اگلے معانقے کو اگر کیجیے معاف
لگ جاؤن اب گلے سے مکافات کے لیئے

درد اپنے حال سے تجھے آگاہ کیا کرے
جو سانس بھی نہ لے سکے سو آہ کیا کرے

اس طرح سے یک لخت جو آنسو نہین تھمتی
معلوم ہوا درد کہین آنکھ لڑے ہی

تیری گلی مین مین نچلون اور صبا چلے
یونہی خدا جو چاہے تو بندہ کا کیا چلے

کہہ بیٹھیو نہ درد کو کہ اہل وفا ہو نہین — اُس بیوفا کے آگے جو ذکر وفا چلے
دل بھلا ایسے کو اي درد نہ دیجے کیونکر — ایک تو یار ہی اور تسپہ طرح دار بھی ہی
یہی پیغام درد کا کہنا — گر صبا کوے یار مین گذرے
کون سی رات آن ملیے گا — دن بہت انتظار مین گذرے
روندے ہی مثل نقش قدم خلق یان مجھے — اي عمر رفتہ چھوڑ گئی تو کہان مجھے

دریغ تخلص سید زین العابدین از بنا بر سیف الدولہ سید رضیخان بہادر است صلاح سخن از شاہ نصیر گشتہ از خیالات اوست

یون وہ بولا دیدۂ تر دیکھکر دو چار کے — ڈوبتے مجھکو نظر آتے ہین گھر دو چار کے

درویش تخلص میر شاہ علی نام نسبش بشاہ الہ دیا کہ از مشائخ عالیمقام است و مشہور خواص و عوام میرسد بخیتے از فنون رسمیہ کسب کردہ و کتب متداولہ بر استاد خواندہ بعنفوان شباب شعر میگفت و مشورہ سخن با میر نظام الدین ممنون میکردہ اوراست

درویش کو مجنون بھی لکھا کرتا تھا عرضی — اِس مملکت عشق مین سلطان سمجھ کر
ایک شب بیٹھے تھے جس گھر مین کبھی یار سے مل — روز روتے ہین وہان کے در و دیوار سے مل

دل تخلص مولوی شمس الدین از صابران شکور است و باوامر مالوف و از مناہی نفور درین بلدہ خجستہ می بودہ اوراست

صبح ہو آئی ہی اور رات چلی جاتی ہی — تیری اب تک بھی وہی بات چلی جاتی ہی

دل تخلص زوراور خان از باشندگان سرکار کول است دیوانے ضخیم و مثنوی ہاے متعدد دارد کہ بنظر نرسیدہ نوبتے عنایت حسین خان فرزندالیشان داستانی ازیک مثنوی الیشان رو بروے فقیر خواندہ بود این اشعار از تذکرہ ہا انتخاب یافت ❊❊

مست پھر اسمرا اي ناصح جاہل اگر — پھر بھی جاتا ہی نصیحت سے کہین دل آکر
کیا سینے کو واکسنے لگائی آگ گلشن مین — عیان ہین داغ حسرت لالۂ حمرا کی چھاتی پر
فاتحہ کو غربستان سے جو زوار آئے — لائے تربت پہ مرے وادی مجنون کی گل
ساقی نے جو پلایا مجھے مین نے پی لیا — زاہد تجھے خبر ہی حلال و حرام کی

دل تخلص آزاد خان بذریعه قبول اسلام از آتش جهنم آزاد گشته او راست

یہ تماشا ہے کہ قاصد کو ملی ہے دشنام
خط کا انعام گیا نامہ و پیغام گیا

دل تخلص دیبی پرشاد از ساکنان مرشد آباد است از افکار اوست

امید وصل اس سے عبث تو رکھے ہے دل
جس سے کہ رسم نامہ و پیغام بھی نہو

دلخوش تخلص بہادر سنگھ کھتری نبیرۂ راجہ خوشحال رائے کہ در عہد محمد شاہ بادشاہ از اہل ثروت بود او راست

ہوں تری ہجر میں جوں دیدۂ نرگس حیران
چشم پوشی نکر آ اپنے گنہگار سے مل

دلیر تخلص دلیر شاہ نام درویشی بود در عظیم آباد از وست

پھر بھی یارب وہ کبھو دن رات ہو
یار ہو مے ہو گلے میں ہات ہو

دلسوز تخلص خیراتی خان نام از گروہ افاغنہ و باشندگان قصبہ ٹنل و تلامذہ شاہ نصیر جہان آباد یست و در خدمت نواب ظفر یابخان میگذرا ند و مدام بشغل مدام بسر بردی نقل کردہ اند کہ درجے بور از ین عالم نقل کردہ او راست

ارادہ پا بوسی کا تھا اے بیداد گر اپنا
گرا قدموں ہی پر تیرے کٹا جسوقت سر اپنا

جگر فراق کے صدموں سے لالہ زار رہا
یہاں خزاں میں صدا موسم بہار رہا

تپ فراق کے بیمار کی جو دیکھی نبض
طبیب کو بھی کئی دن تلک بخار رہا

وہ تو کہتے ہیں راز دل اپنا
مت کسی اپنے یار سے کہنا

اور یاں دل کی بیقراری سے
روز دو تین چار سے کہنا

وہ منہ زلفوں سے ڈھانکے ہیں تو ہم آنسو بہاتے ہیں
وہ دن کو رات کہتے ہیں تو ہم تارے دکھاتے ہیں

سب سہیں گے ہم اگر لاکھ برائی ہوگی
پر کہیں آنکھ لڑائی تو لڑائی ہوگی +

رات تم اُس طرف جو آن پھرے
دن مرے کچھ تو میری جان پھرے

دلگیر تخلص میر حمایت اللہ خان خلف الصدق عالم خان آبا عن جد بدار دغگی نعمتی سنہ ... سرفراز ہست و در فہم و فراست از اقران ممتاز در فن رمل مہارت خوشی دارد [illegible] ... کلام ہم می رسد و روزانیکہ طرح مشاعرہ می افگند داعی را

ہم تکلیف می نمود این اشعار از افکار او ست

جس طرح ناک مین دم لایا ہی میرا یہ شیخ
یا خدا اس کے بھی پیچھے یون ہی شیطان پڑے

دلگیر سے تم چھلکے سے گران کے ملتے
رسوائی ہر کوچہ و بازار نہ ہوتی

دولھن بیگم حالش بسان رویش در نقاب است این دو بیت از آن عصمت مآب است

بہا ہی پھوٹ کے آنکھون سے آبلہ دل کا
تری ہی راہ سے جاتا ہی قافلہ دل کا

جہان کے باغ مین ہم بھی بہار رکھتے ہین
مثال لالہ کے دل داغدار رکھتے ہین

دوست تخلص نامش معلوم نشد عظم الدولہ در از اہل فرخ آباد نوشتہ از او ست

روش گریہ مری چشم سے سیلاب نے لی
بیقراری دل بیتاب سے سیماب نے لی

دیوانہ تخلص مرزا محمد علی خان نام از مردم بنارس است بمناصب ممتاز انگریزی سرفراز ماندہ دریا میکہ بہمراہی روشن الدولہ کولبرک ناظم جہان آباد بجہان آباد آمدہ بود با فقیر ہم در خوردہ این ابیات از و ست

اُس کا آخر ادھر کلام ہوا
اپنا قصہ ادھر تمام ہوا

بتاؤ تو دست جنون کیا کروگے
گریبان مین جس دم نہ اک تار ہوگا

چلتے چلتے ایکدن دیوانہ بس اُٹھ جائینگے
جون چراغ صبحدم ہم سینہ سوزان سمیت

آیا نہ بعد مرنے کے بھی وہ مزار پر
خاک اُس کے پیچھے آپ کو ہم نے کیا عبث

مری سرگشتگی کو دیوانہ
پہونچے کب آسمان کی گردش

دیوانہ تخلص راے سرب سنگھ از مشاہیر شعر ہست اکثر موزونان بلاد شرقیہ کسب سخن از وکردہ اند جعفر علی حسرت میر حیدر علی حیران از انجملہ اند اکثر میل طبعش بپارسی بودہ گاہے ریختہ ہم موزون مینمود این اشعار از او ست

جان پر آبنی ہمدم مری خاموشی سے
بات کچھ بن نہین آتی ہی اب اظہار بغیر

دل ہی کہ تیری تیغ کے آگے سے ٹل بجائے
رستم کا کب جگر ہی جو زہرہ پگھل بجائے

حرف الذال المعجمہ

ذاکر تخلص مرزا احمد بیگ شاگرد مرزا رستم بیگ شخصی است از جہان آباد و رہست

چھوڑا اسلام کو اور کھینچ کے قشقہ ذاکر ۔۔۔ طالب کفر ہوا اُس بت عیار سے مل

ذره تخلص مرزا رام ناتھ بہادر بمنصب پیشکاری نظارت حضور والا امتیاز بوده او راست

ترے کوچے مین روز و شب پڑا پھرتا ہی یہ ذره ۔۔۔ بجا ہی ایسے دیوانے کے مطلب کو روا کرنا

ذکا تخلص ذکاء الله خان نام لکھنوی از اولاد نواب محبت خان بن حافظ رحمت خان مرحوم است کہ جلائل مآثر ایشان از غایت اشتہار نیاز مند اظہار نیست درست

آه کس طرح سے اُس پرده نشین کو دیکھون ۔۔۔ اُس کے گھر مین تو کوئی روزن دیوار نہین

ذکا تخلص خوب چند کایتھ دہلوی شاگرد شاه نصیر است روزے با فقیر برخورده بود میگفت کہ تذکره در ریختہ نوشتہ ام ملاحظہ نشد از اوست

آسیا جب کہ چلے سر پہ ذکا نیند کہان ۔۔۔ ہاتھ سے جس چرخ کے ڈھونڈھے ہی تو آرام کہین

ہلی ہی ابروے دلدار دیکھیے کیا ہو ۔۔۔ کہان کہان چلے تلوار دیکھیے کیا ہو

نقش پا خالق گیتی نے بنایا ہمکو ۔۔۔ جسکے قدمون سے لگے اُس نے مٹایا ہمکو

شرم سے ہو گئی پانی تری دولت سے خون ۔۔۔ موج دریا بھی مری پانون کی زنجیر کو دیکھ

ذوق تخلص شیخ محمد ابراہیم دہلوی المخاطب بخاقانی ہندی آئینہ طوطی بلاغت است وطوطی شکرستان فصاحت جامۂ سحر بیانی بپالایش راست و دامن آتش زبانی از باد نفسش شعلہ افزا است رنگینی خیالش جلوه لالہ و گل بنظر می فزاید و شمع فکرتش پروانہ وار دل می رباید اگر لفظ بنشیند در کلامش آید جانفزا تر از قم عیسی است و اگر حرف بر و در سخنش گذرد دلکش تر از خوش آمدی شاہد زیبا ہر مصرعش تیر یست از ترکش کمان ابروان برجستہ و ہر بیتش دشنہ ایست دلہا خراشیده و سرہا شکستہ از مدت سی سال بمشق سخن می پردازد و در سرکار مرشد زاده آفاق مرزا ولیعہد بہادر علم امتیاز می افرازد قوت مشقی کہ او راست دیگرے را دیده نشد و معہذا رطب و یابس کہ شیوه بسیار گویان است در کلامش کمتر در جمیع اصناف سخن قدرت تمام دارد و بالجملہ از شعراے مسلم و متقرر است و با این ہمہ کثرت فکر و ہجوم اشعار ہنوز بہ ترتیب دیوان نہ پرداختہ صحبتش گاه گاه اتفاق می افتد از منتخبات زمان و مغتنمات دوران است

نمونہ

چاندنی نے شب تجھ بن روپ یہ دکھایا تھا
ہم ہین اور سایہ ترے کوچیکی دیوارونکا
مجھکو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر
مذکور تری بزم مین کس کا نہین آتا
کہے ہی خنجر قاتل سے یہ گلو میرا
لبون پر جان عبث ہی منتظر وہ شوخ کب آیا
تامل کیجیو ذوق تپیدن دیکھیے کیا ہو
ہاتھ تو ہلکا پڑا تھا یار کی شمشیر کا ✢
لکھے اُسے خط مین کہ ستم اُٹھ نہین سکتا
دل تو لگتے ہی لگیگا حوریان عدن سے
ٹھہری ہی اُن کی آنیکے یہان کل یہ صلاح
مجھ مین کیا باقی ہی جو دیکھے گا تو آن کے پاس
نہین تدبیر کچھ بنتی پڑے سر کو پٹکتے ہین
مر گئے پر بھی تغافل ہی رہا آنے مین
خط پڑھ کے اور بھی وہ ہوا پیچ و تاب مین
وہ جنازے پر مرے کس وقت آئے دیکھنا
ہان تامل دم ناوک فگنی خوب نہین
اُس حور وش کا گھر مجھے جنت سے ہی سوا
دیکھا دم نزع دل آرام کو ✢
عبث تم اپنا رکاوٹ سے منہ بناتے ہو
کھانے پینے کی قسم کھائی ہے تجھ بن ہم نے
تو جان ہی ہماری اور جان ہی تو سب کچھ
رخصت اے زندان جنون زنجیر در کھڑکا ہی

مجھکو مہتابی پر دھوپ مین بٹھایا تھا
کام جنت مین ہی کیا ہم سے گنہگارونکا
مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
پر ذکر ہمارا نہین آتا نہین آتا
کمی جو مجھ سے کرے تو بہے لہو میرا
اگر چہ لب کو بھی آیا تو ہم جانینگے آپ آیا
کہ آپ تک نہ پہنچ کر نیکا نہین قاتل کو دھبا
زخم پر قسمت سے میری کارگر اچھا ہوا
پر ضعف سے ہاتھون مین قلم اُٹھ نہین سکتا
باغ ہستی سے چلا ہون ہاے پریان چھوڑ کر
اے جان برلب آمدہ تیری ہی کیا صلاح
بدگمان وہم کی دارو نہین لقمان کے پاس
نہ دل چھوڑے ہے یہ شکوا و نہ ہم دل چھوڑ سکتے ہین
بیوفا پوچھے ہی کیا دیر ہی لیجانے مین
کیا جانے لکھدیا اُسے کیا اضطراب مین
جب کہ اذن عام میرے اقربا کہنے کو ہین
ابھی چھاتی میرے تیر ونسے چھنی خوب نہین
پر وان رقیب ہو تو جہنم سے کم نہین
عید ہوئی ذوق و لے شام کو
وہ لب پر آئی ہنسی دیکھو مسکراتے ہو
ورنہ ہی زہر تو ہر طرح گوارا ہم کو
ایمان کی سے کہینگے ایمان ہی تو سب کچھ
مژدہ خار دشت پھر تلوا کھجلاے ہی

کون وقت ای وای گذرا جی کو گھبراتے ہوے
دو نہ جاگے رات ہمکو ضد سے بخت خفتہ کی
قطرہ قطرہ آنسو جس کی طوفان شدت ہی
قسمت برگشتہ دیکھو ایک نگہ کی تھی ادہر
زخمی مین ہوا ہون تری دزدیدہ نظر سے
وہ اپنے سینہ مین ہی آہ آتشین ای ذوق
نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی
الفت کا نشہ جب کوئی مرجائے تو جائے
کہتے ہین لوگ موت تو سب جلے جاے ہی
ذکر کچھ چاک جگر سینے کا سن سن اپنے
زخم دل پر کیون مرے مرہم کا استعمال ہی
جوش گریہ کا مرے تم کچھ پنو چھو ماجرا
زبان پیدا کرون جون آسیا سینے مین سکانسی
فلک کیا فتنہ ساز ہین ہو ہمسر چشم فتان سی
یہان تک ناتوان ہین ہم گذر جائین اگر جان سے
اسی باعث سے دایہ طفل کو افیون دیتی ہی
صراط عشق پر از بسکہ ہی ثابت قدم میرا
موذیون کو حق نہ دے آنکھین کہ تا لاوین بلا
ای غم مجھے تمام شب ہجر مین نہ کھا
بل بے غرور حسن زمین پر رکھے نہ پاؤن
نہ ہوا آب شہادت سے گلو تر نہ ہوا
جلکے مین خاک ہوا تو بھی رہا دل مضطر
ذوق بیمار محبت ہی خدا خیر کرے

موت پڑتی ہی اجل کو یان تلک آتے ہوے
بچ گیا آخر گجر زنجیر کھڑکاتے ہوے
پارہ پارہ دل ہی جس مین تو دہ تودہ حسرت ہی
سو بھی آکر تا سر مژگان حیا سے پھر گئی
جانے کا نہین جو مرے زخم جگر سے
کہ برق دیکھے تو فی النار و السقر ہو جائے
چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی
یہ درد سر ایسا ہی کہ سر جاے تو جائے
پر میرے پاس اوسے بھی کوئی کھاے جاے ہی
کرکے مین ضبط ہنسی دیکھون ہون ناخن اپنی
مشک اگر مہنگا ہی تو کیا نون کا بھی کال ہی
چادر آب روان منہ پر مرے رومال ہی
دہن کا ذکر کیا یان سر بھی غائب ہی گریبان سو
گرا تھا یہ بھی اشک سرمہ آلود اسکی مژگان سے
اٹھائے مور لاشہ کو ہمارے دست مژگان سے
کہ تا ہو جائے لذت آشنا تلخی دوران سے
دم شمشیر قاتل پر بھی خون جاتا ہی جم میرا
عین حکمت تھی کہ معدوم البصر عقرب بنے
رہنے دے کچھ کہ صبح کا بھی ناشتا چلے
مانند آفتاب وہ بے نقش پا چلے
مستعد جب وہ ہوا ہاے تو خنجر نہ ہوا
یہ وہ سیماب ہی کشتہ نہ ہوا پر نہ ہوا
کہ یہ آزار ہوا جسکو وہ جان بر نہ ہوا

اوس نے مارا رخ روشن کی دکھا تاب مجھے
کل جہان سے کہ اُٹھا لائے تھے احباب مجھے
مین وہ مجنون ہون کہ مجنون بھی ہمیشہ خط مین
بے یار روزِ عید شب غم سے کم نہین
دیتا ہی دور چرخ کسے فرصتِ نشاط
پی بھی جا ذوق نکر بیش و پس جام شراب
مجھکو اُس بوسۂ دندان نے پس از بوسۂ لب
تری کوچہ کو وہ بیمار غم دار الشفا سمجھے
نگہ کیا اور مژہ کیا ہم تو دونون کو بلا سمجھے
ستم کو ہم کرم سمجھے جفا کو ہم وفا سمجھے
ہر اک گردش مین سو انداز ناز فتنہ زا سمجھے
ندی رخصت نظر کو میری جانب کیون تغافل سے
حساب صلا نہ پوچھے مجھسے میرے دلکی زخمو نکا
سمجھ ہی مین نہین آتی ہی کوئی بات ذوق اُسکی
تصور کس طرح بھولے ترا اس چشم گریان کو
نکالون کس طرح سینہ سے اپنے تیر جانان کو
دانہ خرمن ہی ہمین قطرہ ہی دریا ہمکو
اس بلندی پہ دیا عشق نے پہونچا ہم کو
ہم وہ مجنون ہین کہ دل اپنا ہی صحرا ہم کو
کس سے تدبیر درستی ہو ہماری جون زلف
جا بجا نام تو جون نقش قدم چھوڑ گیا
اثر کفر ہی طاعت سے بھی اپنے پیدا
اپنا ہی کعبۂ مقصود فقط گوشۂ دل

چاہیئے جامے کفن چادر مہتاب مجھے
لے چلا آج وہین پھر دل بیتاب مجھے
قبلہ و کعبہ لکھا کرتا ہے القاب مجھے
جام شراب دیدۂ پُر نم سے کم نہین
ہو جس کے پاس جام وہ اب جم سے کم نہین
لب پہ تو یہ ترے دل مین ہوس جام شراب
دے نقل نمکین چند پس جام شراب
اجل کو جو طبیب اور مرگ کو اپنی دوا سمجھے
اسے تیر قضا اُس کو پر تیر قضا سمجھے
اور اس پر بھی نہ سمجھے وہ تو اُس بت سے خدا سمجھے
فلک کو ہم نسی کافر کی چشم سرمہ سا سمجھے
اسے بھی آپ کیا میرا ہی بخت نارسا سمجھے
حساب دوستان در دل اگر وہ دل ربا سمجھے
کوئی جانے تو کیا جانے کوئی سمجھے تو کیا سمجھے
نکالے میھذ برستے مین کوئی کیا گھر سے مہمان کو
نہ پیکان دل کو چھوڑے ہی نہ دل چھوڑے ہی پیکانکو
آئے ہی جنہ مین نظر کل کا تماشا ہمکو
کہ فلک آیا نظر خال سے چھوٹا ہمکو
اور جون خیمۂ لیلا ہی سویدا ہمکو
کہ شکستون سے بنایا ہی سراپا ہمکو
خاک گم ہو کے گیا ڈھونڈھنے عنقا ہمکو
نقش سجدہ کا ہی پیشانی پہ ٹیکا ہمکو
طوف گرداب صفت چاہیئے اپنا ہمکو

ایک دم عمر طبیعی ہی یہان مثل حباب
اک حلاوت ہی عداوت مین بھی اُس ظالم کی
ذوق بازی گہِ طفلان ہی سراسر یہ زمین
مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ
گھبرانا جو یاد آیا ترا ہو کے ہم آغوش
اُس زلف کے مارے کی اگر خاک کو چاٹے
ہین ترے رشک خط رخسار سے
شرح فرط حسرت دیدار سے
بعد مردن بھی خیال چشم فتان ہی رہا
مین ہمیشہ عاشق پیچیدہ مویان ہی رہا
پانون کب نکلا رکاب حلقۂ زنجیر سے
کب لباس دنیوی مین چھپتے ہین روشن ضمیر
آدمیت اور شی ہی علم ہی کچھ اور چیز
سبکو دیکھا اُس سے اور اسکو نہ دیکھا جون نگاہ
آگے زلفین دلمین بستی تھین اور اب آنکھین تری
حلقہ گیسو مین دیکھی کس کے رخسارہ کی تاب
مجھ مین اُس مین ربط ہی گویا رنگ بوے گل
دین و ایمان ڈھونڈتا ہی ذوق کیا ہو قت مین
می ملا کر ساقیان سامری فن آب مین
زلف افعی وش کو دھووے گر وہ پرفن آب مین
چشمۂ آئینہ مین کب تر ہوا پاے نگاہ
پھرتا ہی سیل حوادث سے کوئی مرد و کا منھ
صحبت صافی دلون سے ہون مکدر تیرہ دل

فکر امروز ہی نہ ہی غم فردا ہمکو
کہ دیا زہر بھی جو اُس نے تو میٹھا ہمکو
ساتھ لڑکون کے پڑا کھیلنا گویا ہمکو
تو لطف مین کرتا ہی ستم اور زیادہ
گھبرانے لگا سینہ مین دم اور زیادہ
پیدا لب افعی سے ہو سم اور زیادہ
دل مین آئینہ کے جوہر خار سے
جو نکلے ہی کم نہین طومار سے
سبزۂ تربت میرا وقف غزالان ہی رہا
خاک پر روئیدہ میرے عشق پیچان ہی رہا
توسن وحشت ہمارا گرم جولان ہی رہا
جامۂ فانوس مین بھی شعلہ عریان ہی رہا
کتنا طوطے کو پڑھایا پر وہ حیوان ہی رہا
وہ رہا آنکھون مین اور آنکھون سے پنہان ہی رہا
ملک دل اپنا ہمیشہ کافرستان ہی رہا
شب مہ ہالہ نشین سر در گریبان ہی رہا
وہ رہا آغوش مین لیکن گریزان ہی رہا
اب نکچھ دین ہی رہا باقی نہ ایمان ہی رہا
کرتی ہین جادو سے اپنی آگ روشن آب مین
ہووے جالے موج پیدا مار رہزن آب مین
اس طرح جاتے ہین دیکھا یا کہین آب مین
شیر سیدھا تیرتا ہی وقت رفتن آب مین
زنگ سے آلودہ ہو جاتا ہی آہن آب مین ۲

اب بھی گریہ سے نہین فرصت مجھے فوارہ وا
طاس قلیان مین رکھا ہی اُس نے ابر مردہ کو
دیکھنا آبی ڈوبٹہ منھ پہ اُس کے وقت خواب
مین وہ ہون تفنیدہ دل کر جای اگر دریا کو جذب
یون رہا مین زندگی بھر تشنۂ دیدار یار
سایۂ سرو چمن تجھ بن ڈراتا ہے مجھے
وعدہ ہی آنیکا اُس کے ابر کھل جائے تو آئے
خط کو ہم لکھنے جو بیٹھے آنکھ سے اُمڈے یہ شک
تیر چٹکی مین لیا اُس نے پی جان عدو
نام میرا اُس کے مجنون کو جمھائی آگئی ؂
مجھ کو ہر شب ہجر کی ہونے لگی جون روز حشر
لے کے آئینہ جو دیکھی حسن کی اپنے بہار
حسن سے ہوتا دل آہن بھی گرم اختلاط
موت اُس کو یاد کرتی ہی خدا جانے کہ گور
رات کو ای ذوق اُس کی نوک مژگان کا خیال
زندہ تو ڈوبے ہی اور تیرے ہی مردہ آب مین
مت لگا ای عشق دل کے آبلہ پر نقش غم
باندھ دے ناقہ کی گردن مین مرا نالان قیس
کہان تلک کہون ساقی کہ لا شراب تو دے
کھلے ہی ناز سے گلشن مین غنچۂ نرگس
بلا سے آپ نہ آئین پر آدمی اُن کا ؂
صبا بگولے مین ہو کشتگان زلف کی خاک
بلا سے کم نہو گریہ سے میرا سوز جگر

گو کہ مین ڈوبا کھڑا ہون تا بگردن آب مین
ڈوب مر رو رو کے تو ای ابر بہمن آب مین
برج آبی مین ہی سہ یا مہر روشن آب مین
گر پڑی گر ذرہ میری خاک مدفن آب مین
جیسے مستسقی کا دم ہی تا بگردن آب مین
اژدہا بن نکلے شب ای رشک گلشن آب مین
ڈالتا ہون دم بدم اُٹھ اُٹھ کے روغن آب مین
بہ گیا خط لکھتے لکھتے مشفق من آب مین
رشک میرے دل مین کیا کیا چٹکیان لینے لگا
بید مجنون دیکھ کر انگڑائیان لینے لگا
مجھ سے یہ کس دن کے بدلے آسمان لینے لگا
اپنے بوسے آپ وہ غنچہ دھان لینے لگا
شمع کی گلگیر جب منھ مین زبان لینے لگا
یون ترا بیمار غم جو ہچکیان لینے لگا
تن پہ ہر مو سے مرے کا رستان لینے لگا
بوجھ شاید جسم کا کم ہی نفس کے بوجھ سے
ٹوٹ جائیگا یہ گنبد اُس کلس کے بوجھ سے
بوجھ کم ہی اُس کا ای لیلیٰ جرس کے بوجھ سے
نہ دے تو جام ڈبو کر کوئی کباب تو دے
ذرا دکھا اسے تو چشم نیم خواب تو دے
تسلی آکے مجھے وقت اضطراب تو دے
کہ بعد مرگ بھی معلوم پیچ و تاب تو دے
بجھا پر اُسکی ذرا آتش عتاب تو دے

نشہ مین ہوش کسی جو گئے حساب کرے
جواب نامہ نہین گر تو رکھ دو نامۂ یار
رکھے ہی حوصلہ دریا کب اہل ہمت کا
خنک دلون کی اگر مشت خاک دوزخ مین
پہونچ رہون گا سر منزل فنا ای ذوق
کب حق پرست زاہد جنت پرست ہی
دل صاف ہو تو چاہیے معنے پرست ہو
دولت کی رکھ نہ مار سر گنج سے اُمید
عنقا نے گم نشان کیا نام کے لیے
یہ ذوق مے پرست ہی یا ہی صنم پرست
شوق نظارہ ہی جب سے اُس رخ پر نور کا
نزع مین بھی دھیان تھا اُس نرگس مخمور کا
وادی ظلمت مین اپنے دخل ہی کب نور کا
تیرے کوچہ مین تن لاغر ترے رنجور کا
مین وہ ہون نخچیر جس کو دیکھتا ہی وقت ذبح
اِس نزاکت پر نظر کرنا کہ وہ رشک پری
دل کا یہ احوال ہی غم مین ترے ای مست ناز
حق تو یون ہی یہ انانیت عجب غماز ہے
عشق کے مکتب مین ہو فرہاد سب سے تیز فہم
جھانکتے ہین وہ ہمین جس روزن دیوار سے
کھینچے مانی اس پری کی کیون کر تصویر کہ فلک
تو ہو بعد از مرگ بھی گراہی محبت دستگیر
عشق نے ڈالی تھی جب قصر محبت کی بنا

جو تجھ کو دینے ہین بوسے بلا حساب تو دے
جو پوچھین قبر مین عاشق سی کچھ جواب تو دے
نہین یہ اتنا کہ بھر کا نشۂ حباب تو دے
پڑے تو واقعی ایک بار آگ دا ب تو دے
مثال نقش قدم کرنے پا تراب تو دے
حورون پہ مر رہا ہی یہ شہوت پرست ہی
آئینہ خاک صاف ہی صورت پرست ہی
موذی وہ دے گا کیا کہ جو دولت پرست ہی
گم گشتہ کون کتنا ہی شہرت پرست ہی
کچھ ہی بلا سے لیک محبت پرست ہی
ہی مرا مرغ نظر پروانہ شمع طور کا
مجھ کو شربت مین مزا آیا مے انگور کا
مہر ایک شعلہ سا ہی سو بھی چراغ دور کا
ایک غبار ناتوان ہی کاروان مور کا
دیدۂ حسرت سے حلقہ جوہر ساطور کا
بال بھی باندھے جو مسّے پر تو زلف حور کا
جیسے مرجھایا ہوا دانہ کوئی انگور کا
قصہ پہونچا یا زبان وار پر منصور کا
تین دن جاتے اگر تعویذ میری گور کا
وائے قسمت ہو اسی روزن مین گھر زنبور کا
جمع ہو جب تک نہ رنگ سرخ روئی حور کا
استخوان سے ہو مرے دستہ تری ساطور کا
لکھ دیا تھا کوہکن بھی نام ایک مزدور کا

بل بے وحشت اب تلک بھی شاخ آہو کی طرح
ذوق راہ عشق وہ کوچہ ہی جس کی خاک مین
شمع نازان نہ ہوا اک رات بہا آنسو گرم
مہروش بل ذ تمہی حسن جہانتاب کی تاب
دست خورشید کی رعشہ سے سپر جلتے چھوٹ
دل عاشق کے جلانے کا ہی سارا سلمان
کونسا سوختہ جان صبح سے ہی گرم فغان
ہم تو سنتے تھے سدا کلّ حوضِ بارد
قبر مین عاشق جو تیرا مضطرب احوال ہی
ہم نے جانا تھا کف پا مین تمھاری خال ہی
ابر برسون رو چکا پر سوز غم سے اب تلک
میرے دود آہ سے یان تک زمانہ ہی سیاہ
دل مین شکل یار کب آئے نظر بے اضطراب
مین وہ مجنون ہون کہ میرا کاغذ تصویر بھی
جیسے ہی دل مین کسی کی نوک مژگانکی خلش
دل پہ ہون گر داغ سوزان عشق مین ای کوہکن
کھاؤن مین بیڑا جو اس بن کیونکہ دل ٹکڑے نہو
ہین جہان مدفن تمھارے کشتگان ناز کو
شوخ قاتل کو مرے کیا چاہیے ہی رنگ پان
بسکہ ہی نو رونما اپنا اکتساب بادہ سے
کھل گیا مضمون شکست دل کا بن خط کے پڑہی
ہی اسیران محبت کی بلا سینہ مین آگ
روز محشر سے کئی دن دیکھنے کو چاہتین

پیچ کھاتا ہی دھوان میرے چراغ گور کا
ہی در تاج سلیمان بیضہ بیضہ مور کا
برسون یان چشم سے ٹپکا ہی مری لو ہو گرم
رخ سے گرم آئینہ ہوا آئینہ سے زانو گرم
کھینچ کر تیغ ہمکو جب ہو وہ بالا ابرو گرم
بنی شعلہ ہی تری رنگ بھبھوکا رو گرم
کہ ہوا آتی ہی کوچہ سے ترے گلرو گرم
ذوق ہوتا ہی وہ کیون ہو کے ترش ابرو گرم
لوح بالین پر بھی لکھا سورۂ زلزال ہی
لیکن اب دیکھا سویدائے دل پامال ہی
خاک میرے ڈھیر کی اُڑنے مین جیسی رال ہی
آفتاب آسمان زنگی کے منھ کا خال ہی
قلعی سیماب بن آئینہ بے تمثال ہی
مثل عیدی باعث خوشنودی اطفال ہی
نشتر زنبور ہی تن پر مرے جو بال ہی
پھر تو خسرو کا بھی گنج سوختہ کیا مال ہی
جو رگ یان ہی وہ مجھکو شیر کا سا بال ہی
نخل کیجا بید مجنون ہی وہان یا جال ہی
خون اعجاز مسیحا سے لب اُس کا لال ہی
دور ساغر ہمکو ساقی گردش یک سال ہی
نامہ بر کا اس قدر اپنے شکستہ حال ہی
شعلۂ جوالہ سان طوق گلو تک لال ہی
گر یہی ای ذوق طول نامۂ اعمال ہی

موے سر ماران سیہ کا ایک سراسر لشکر ہی
مانگ جو ہی ایک مار سفید اس لشکر کا سر لشکر ہی

آبلہ ہاے سینہ جو خیمہ سے دکھائی دیتے ہین
مزرع دل پر میری پڑا کیا غم کا اگر لشکر ہی

ہووے دل مظلوم ہمارا کیون نہ شہید دشت بلا
درپی اسکے شامیون کا وہ زلف معنبر لشکر ہی

کعبہ تو بہ خدا ہی رکھے آج کہ جوش بر نہین
ایک صحاب الفیل کا سایہ دوش ہوا پر لشکر ہی

مین وہ شاہ کشور غم ہون یار وجسکے ساتھ سدا
جوش اشک کی دولت سے جون موج سمندر لشکر ہی

گاہ ہجوم یاس مین ہی دل گاہ ہجوم حسرت ہین
ہی یہ مرد سپاہی پیشہ پھرتا لشکر لشکر ہی

خال چشم جانان کا مژگان سے تحمل دیکھو تو
اور ترا پشت پہ مچھلی کی کیا لیکے سکندر لشکر ہی

ہووے امام برحق پیدا ذوق اگر تو دیکھا ابھی
ہوتا گرد اسلامیون کا جون بسجہ گوہر لشکر ہی

مین ہجر سے مرنے کے قرین ہو ہی چکا تھا
تم وقت پر آپہونچے نہین ہو ہی چکا تھا

جینا نظر اپنا ہمین اصلا نہین آتا
گر آج بھی وہ رشک مسیحا نہین آتا

وہ کون ہی جو مجھ پہ تاسف نہین کرتا
پر میرا جگر دیکھ کہ مین اف نہین کرتا

کیا ٹھہر ہی وقفہ ہی ابھی آنے مین اسکے
اور دم مرا جانے مین توقف نہین کرتا

دل فقر کی دولت سے مرا استغنی ہی
دنیا کے زر و مال پہ مین تف نہین کرتا

کرے ہی شرع کا پاس نمک مدام شراب
حرام ہی نہین لیکن نمک حرام شراب

یہ ایسا ماہ مبارک یہ ایسا کار سعید
شروع دیکھ کے پیجے مہ صیام شراب

بیمار عشق کا جو نہ تجھ سے ہوا علاج
کہہ اے طبیب تو ہی کہ پھر تیرا کیا علاج

فرقت کی رات جی چکے ہم تا زمان صبح
ہوگی اذان گو ہماری اذان صبح +

پرنور ہی ترا رخ سیمین لبان صبح
آنکھین ہین تیری مست صبوحی کشان صبح

اب میکدہ مین شام کو ناقوس پھونکیے
مسجد مین مدتون رہی تسبیح خوان صبح

ریش سفید شیخ مین ہی ظلمت قریب
اس کمر چاندنی مین نکر تا گمان صبح

ہی زلف تیری سنبل صحن چمن کی شاخ
قطرون سے پر عرق کے بنی یاسمن کی شاخ

چمن سے بعد ہمین جیسے سین و تاف قفس
قفس مین بند ہین ہم مثل خانہ زاد قفس

پر کترنے کو جو صیاد دلنے چاہی مقراض
ہاتھ ملتی تھی مرے حال پہ کیا ہی مقراض

تمام فریادمے ہوتے ہین جگر کے ٹکڑے
بکھر دیے ہین ہر اک کو ہوس قطع و برید
پھر کرا دیا ادھر بھی نہ اپنا گیا قلق
عنقا کی طرح خلق سے عزلت گزین ہون مین
اس در پہ شوق سجدہ سے فرش زمین ہونین
مین وہ نہین کہ تم ہو کہین اور کہین ہون مین
ہین وہ شکستہ دل ہون نہ دوزخ مین تنگ ہون
جو ہی سو پہلے میرے اٹھانے کی فکر مین
مزے جو موت کے عاشق بیان کبھو کرتے
غرض تھی کیا ترے تیر دن کو آب پیکان سے
اگر یہ جانتے چن چن کے ہم کو توڑین گے
نہ رہتی یوسف کنعان کی خوبی بازار
یقین ہی صبح قیامت کو بھی صبوحی کش
سراغ عمر گذشتہ کا کیجیے گر ذوق
جس ہاتھ مین خاتم لعل کی ہو گر اسمین ترے لت سرکش ہو
پوشاک آبی آپ کو گر دل پسند ہو
لگی اس شعلہ خو کے کون مجھ سا زار دامن سے
لگا ہی اس تمنا مین میری ہر خار دامن سے

ہوتا ہی حق مین مری مطلع آہی مقراض
ناخن شیر ہی خنجر دم ماہی مقراض
لفظ قلق کی طرح سے یون ہین رہا قلق
ہون اس طرح جہان مین کہ گویا نہین ہونین
مانند سایہ سر سے قدم تک جبین ہون مین
مین ہوان تمھارا سایہ جہان تم وہین ہو نہین
آہن کی طرح آگ مین بھی لالہ رنگ ہون
محفل مین اس کی مین کوئی جو سگار رنگ ہون
مسیح و خضر بھی مرنے کی آرزو کرتے
مگر زیارت دل کیون کہ بے وضو کرتے
تو گل کبھو نہ تمناے رنگ و بو کرتے
مقابلہ مین جو ہم تجھکو روبرو کرتے
اٹھین گے خواب سے ساقی سبو سبو کرتے
تمام عمر گذر جائے جستجو کرتے
پھر زلف بنے وہ دست ہوسی جسمین اخگر آتش ہو
دریا پری حباب کے شیشہ مین بند ہو
اولجھ سکتا ہی کوئی برق کے بھی خار دامن سے
اگر دن وس تار مین گرہ عطا ایک تار دامن سے

ذوقا تخلص ذوقا شاہ نام از اہل بنارس درویشی است سر و پا برہنہ رخت بہ میرٹھ هم کشیدہ او راست

نے بام کی ہین زیب نہ زینت کسی در کے
ہم باٹ کے روڑے ہین ادہر کے نہ ادہر کے

ذوقی تخلص ذوقی رام نام از مراد آباد است نسبت شاگردے بندگی مهدی علی وارد بسر برد اوقاتش بعطر فروختن است گویند در موسم ہولی کہ زمان عشرت ہندیان است

بتقلید فرقهٔ بی نوایان در کوچه و بازار اشعار می خواند از وست

ملنے سے تصور مین کچھ کم نہ مزا دیکھا
گر وہ نہوا اُس کی تصویر ہی اور مین ہون

ذوقی تخلص المعروف بشاہ ذوقی درویشی است از لکھنؤ از وست

اپنی یہ چاہ اُس کی وہ صورت
ای عزیزو نگاہ کیجیے گا +

رکھ ہاتھ وہ قبضے پر برہم ہو لگا کہنے
اب تو ہی ترا سر ہی شمشیر ہی اور مین ہون

حرف الراء المهملة

راقم تخلص غلام محمد در اکثر خطوط دستگاہی دارد بفارسی دانی ہم معروف از وست

بس کر چکے عاشقی مری جان
غصے سے ترے جو ڈر گئے ہم

جب مین نے کہا تم نے ملاقات اُڑا دی
تو اوس نے ہنسی مین یہ مری بات اُڑا دی

رقم تخلص بندرابن نام بعضے او را از باشندگان متھرا و بعضے از سکناے جہان آباد نوشتہ اند و نظر بر اسم و رسمش می توان پذیرفت کہ از اہل متھرا باشد تلمذ ہم اختلاف کردہ اند یکے شاگرد مرزا مظہر و یکے تلمیذ مرزا رفیع سودا نوشتہ بہر حال اشعار گوش کنید و این قصهٔ بحث فراموش

مری بد شرابیون سے کرین توبہ میگساران
رہے وہ عمل کہ ہووے سبب نجات یاران

یہان تلک قبول خاطر کیجیے تری جفا کو
تا سب کہین کہ راقم رحمت تری وفا کو

راغب تخلص مرزا سبحان قلی بیگ نام ایرانی نژاد است و مولدش جہان آباد زمانے با انشاء اللہ خان برطرف افتادہ و اہاجے رکیک گفتہ از یاران سعادت یار خان رنگین است از وست

رشک چمن جو اُٹھ گیا آج ہمارے پاس سے
بنے برنگ گل یہان اُڑ گئے کچھ حواس سے

منھ دوپٹے مین چھپایا اُس نے
دل کو پردے مین لبھایا اُس نے

رافت تخلص رؤف احمد نام سلسلہ نسبش بہ شیخ احمد المشہور بہ مجدد الف ثانے قدس اللہ سرہ العزیز میرسد و مولدش لکھنؤ و مسکنش رام پور شاگرد قلندر بخش جرأت

بارہا بدہلی رسیدہ و طریقہ رضیہ صوفیہ از غلام علی شاہ یاد گرفتہ در صنائع لفظے بسیاری کوشد او راست

یہ کسکی مژگان کی آہ یارب پھرے ہین بربین ہمارے برہم
کہ تسکل غربال پڑ گئے ہین ہزارون روزن ان جگر مین

راسخ تخلص غلام علی نام درویشانہ میزیستی در سنہ یکہزار و دو صد و چہل فوت شد او راست

دشمنی زیر پردہ کی ای واہ تم نے کیا کیا
آپ تو پردہ مین بیٹھے اور ہمین رسوا کیا

اب اور لگا ہونے ایجاد گلستان مین
راتون کو لگا رہنے صیاد گلستان مین

راجہ تخلص راجہ بہادر فرزند راجہ شتاب راے ناظم صوبہ بنگالہ او راست

یہ زخم دل ہمارے مرہم تلک نہ پہونچے
ہم اون تلک نہ پہونچے وہ ہم تلک نہ پہونچے

رجا تخلص شخصی است مجہول الحال از کلام اوست

نہ روکی شب کو آنے کی یہان دھوم دھام ہی
بہتر ہزار صبح سے یہ اپنی شام ہے

رسا تخلص یکے از خانوادہ امیر تیمور است او راست

ہم بھی ہین رسا وقت کے یان اپنے سلیمان
ہین قید مین ہر ایک پری زاد ہمارے

رسا تخلص مولوی علیم اللہ از سکناے ضلاع شرقی بودہ او راست

کب حوصلہ تھا دل کو ستمگر کی چاہ کا
خانہ خراب ہونگہ روسیاہ کا

رستم تخلص سید رستم علیخان متوطن جلالنگر کہ من مضافات سرکار سہارنپور است از نبائر نواب عبد اللہ خان فرخ سیری است او راست

کب تلک ہجر کی دن دیکھیے ہم دیکھین گے
آستین اشک سے ہر رات کو تم دیکھین گے

رسوا تخلص آفتاب راے نام جوہری پیسری بعہد محمد شاہ سر برسوائے برآوردہ کوچہ گردی بیابان نوردی بودہ و دمی بے شغل بادہ نمی آسود از بس رغبت دم مرگ حضار بالین را وصیت کردہ بود کہ از شراب بشست و شوئیش کنند گویند ہمچنان کردند و از جامہ اندامش بوے نمی آمد العہدۃ علی الراوے او راست

کوئی جا نہین زمین پہ کہ شکون سے نم نہین
رسوا بھی اس زمانے مین مجنون سے کم نہین

وصل مین بیخود رہے اور ہجر مین بیتاب ہو
اس دوانے دل کو رسوا کسطرح سمجھائیے

رضا تخلص یکی از اہل رام پور است او راست

اب کوئی لحظہ مین مجنون پہ بلا آتی ہے / جرس ناقۂ لیلے کی صدا آتی ہے

رضا تخلص میر رضا علی طغرا نویس از اہل لکھنؤ است از وست

ہدف ناز جو کل سینے کا صندوق ہوا / تیر جو دل مین لگا سو لب معشوق ہوا
مت پوچھو رضا کا کچھ حال غم تنہائی / ایک دل تھا سو کھو بیٹھا ایک سر ہی سو سودائی

رضا تخلص حمید الدین خلف حکیم کلوئی چاندپوری است او راست

ق

آہ کیا دن تھی کہ ہم ساتھ تری ای گلرو / دو قدم صحن خیابان مین چلے بیٹھ گئے
اب یہ حالت ہی کہین چھپ کے تری کوچے مین / ہین گنہگار جو دیوار تلے بیٹھ گئے

رضا تخلص میر محمد رضا از ساکنان عظیم آباد است پرتوی از میر ضیا یافتہ و در عنفوان جوانی بورع و زہد گرائیدہ از فکرت اوست

اس کا کچھ انجام بھی سمجھا کہ تو نے ای فلک / حسن روز افزون وہان یان عشق شور افزا دیا

رضا تخلص مرزا جیون ابن مرزا جان از تلامذۂ میر نظام الدین ممنون از اہل این دیار ہست و صاحب دیوان با راقم تعارف داشتہ چند سالست کہ فوت کرد او راست

تمہارے وصف دندان مین یہ ہم شعر ہوتے ہین / کہ گویا رشتۂ مضمون مین موتی پروتے ہین
غیر سے گرم اختلاط ہی وہ / ہم بھی سنتے ہین اور جلتے ہین
کون سے وحشی کی ہسکو اسقدر ہی یاد آہ / سنگ سے اب تک بھرا جو دامن کہسار ہی

رضا تخلص میر محمدی سید لیست از لکھنؤ و از تلامذۂ میر ضیا ست او راست

نقش شیرین کا مٹے پتھر سے پر اس کا خیال / یہ نہین ممکن کہ جاوے خاطر فرہاد سے

رضی تخلص سیف الدولہ سید رضی خان بہادر صلابت جنگ از اہل شاہجہان آباد و از امراے والا نہاد بدانستگی مسائل اثنا عشریہ معروف بود چند روز است کہ این جہان گذران را گذاشت با فقیر ہم تعارفے داشت او است

مرے قتل کرنے مین دو فائدے ہین / ترا نام ہوگا مرا کام ہوگا
بن عشق آدمی کی ذرا شان ہی نہین / جسکو نہووے عشق وہ انسان ہی نہین

دیکھ ٹک شمع کو عاشق کے ستانے والے — کس طرح جلتی ہین اورون کے جلانے والے

رضی تخلص مرزا رضی خان منجم از امراے لکھنؤ است و بسطۂ قرابت با نواب وزیر الممالک دارد مثنوی لیلی و مجنون بزبان ریختہ از خامہ اش تراویدہ بنظر نگذشتہ اوراست

دل کی طلب ہی اور تمنا ہی جان کی — یہ ہم پہ مہربانی ہی اُس مہربان کی

رغبت تخلص میر ابو المعانی ساکن لکھنؤ است از فکرت اوست

یاد ہی راتون کو چھپ چھپ کے وہ آنا اپنا — چٹکیان میرے وہ لے لے کے جگانا اپنا

رغبت تخلص شخصی است از اہل مراد آباد از نامش اطلاع دست بہم نداد این بیت از وثبت افتاد

جسکو اپنی نہین پرواے جگر سوزی کچھ — اوسکی ہر بات پہ کیون جیکو جلاتے پھریے

رفیق تخلص مرزا اسد بیگ از مردم دہلی و تلامذہ ثناء اللہ خان فراق است بزم مشاعرہ می آراست اوراست

روشن رہیگا داغ دل عاشقان مدام — ہوگا نہ حشر تک یہ چراغ مزار گل
ہیہات گرسکے ہم نہ اٹھے پھر زمین سے — مانند نقش پا ترے کوچہین مر مٹے

رفیق تخلص امین اللہ از فکرت اوست

رہ عشق کی کچھ دور تہی مین جو رفیق تھے سو جدا ہوئے — مگر ایک نالۂ آہ کو مری دم سے ہمسفری ہی

رفاقت تخلص مرزا امین نام از تلامذہ جرات است آغاز شباب بعمرش بانجام رسید از وست

وان کیونکہ رہیے کہ منادی جہان پہ ہو — زانو پہ سر کو دھر کے نہ بیٹھا کرے کوئی
برسون کی ایکدم مین رفاقت جو چھوڑ دی — کیا ایسی زندگی کا بھروسا کرے کوئی

رفیع تخلص رفیع الدین خان از شیخ زادگان لکھنؤ است بمراد آباد آمدہ بزیارت حرمین شریفین رفتہ اوراست

ناتوانون کے ستانے سے حذر کر ظالم — عرش بھی آہ سے مظلوم کی ہل جاتا ہی

رقت تخلص مرزا قاسم علی صاحب از مشہد مقدس و یکے از بزرگانش در کشمیر سکونت ورزیدہ دوی درین بلدہ متولد شدہ بہ لکھنؤ شتافتہ و کسب سخن از جرأت ساختہ اوراست

خط وہ بھیجے رقیب کا لکھا	یہ بھی اپنے نصیب کا لکھا
ہمارے سامنے مست ابر بار بار برس	جو ہم سے ہو سکے تجھسے نہ وہ ہزار برس
چھوٹ جائے کسی سے نہ ملاقات کسی کی	اللہ بگاڑے نہ بنی بات کسی کی
دیوار گلرخان کا سایہ مگر پڑا ہی	زاہد بتا تو مجھ کو طوبے مین شاخ کیا ہی

رنگین تخلص سعادت یارخان خلف محکم الدولہ طہماسپ بیگ خان نجفے از فنون سپاہگری آگاہ است اکثر بلا درا بکام سیاحت پیمودہ ودر ایام جوانی عشقہا ورزیدہ مرد خوش صحبت وخوش اختلاط است باپیرانہ سالے ظرائف الطبع تلمیذ شاہ حاتم است چند دیوان باصناف سخن نظم کردہ وآنرا درمجلدی فراہم آوردہ نورتن نام کردہ چون دو دیوان دیگر مبنی بر ہزل وریختی وغیرہ است کہ ایراد آن باین ذخیرہ نمی سازد بنابران از دیوان ریختہ وبیختہ بدقت تمام این ابیات گزیدہ شد بعد بپایان آمدن این تذکرہ عمرش بسر آمد وکان ذلک فی شہر جمادی الثانی سنہ ہزار ودوصد وپنجاہ ویک ہشتاد سال زندگانی کرد واز غرائب امور آنکہ می گفت درین سال رخت بعدم آباد می کشم چون سبب پرسیدہ آمد گفت سالہا ست کہ بیجا است مصرع تاریخ فوت خود برزبان آمدہ کہ درین سال از انجہانے شدن من خبر میدہد وقصہ شاہ حاتم کہ شاعر مشہور است واستاد او بود نقل کرد کہ ہمبرین نمط الیشان را اتفاق افتاد خلاصہ ہمچنان دیدہ شد اوراست

اسے تو ہمکو دیکر ثابت گناہ کیلے	گر قتل تجھکو قاتل منظور ہے ہمارا
غرضمند اپنے مطلب سے رکھے ہر کام ای رنگین	وہ آئے یا نہ آئے مین بلائے بن نہین رہتا
کھینچ لائے ہی اسے کاوش دل یا تنک	یارب صد شکر کہ تجھکو بھی یہ مقدور ہوا
اسے ہی شوق کہانی کا ان دنون مین بہت	یہ طور خوب ہی احوال دل سنانے کا
کیا کرتے ہو ناصح تم نصیحت رات دن مجھکو	اسے بھی ایک دن کچھ جاکے سمجھاتے تو کیا ہوتا
پرندیکا نہین مقدور جو وان جاکے پڑا رہے	کبوتر گر ہمارا نامہ بر ہوگا تو کیا ہوگا
کر اپنے دل مین تو انصاف مین روٹھا ہوں کیونکر	گلے مین ڈال کر باہین منانا تیرا یاد آیا

قسم ہی ایک عالم کو تو لا دیتا ہی ای رنگین
وہ اُس کی جھڑکیان کھا کر ترا مجبور ہو جاتا

زاہد بتا تو کعبے مین کیا دیکھتا ہی تو
ہجاتے ہین دہر مین تو صنم دیکھتے ہین ہم

تو نہ گزرے گا جفا سے تو یار
ہر ان سے اپنی گذر جائین گے ہم

گھر سے تیرے روٹھ مین جاتا ہون رونا اسطرح
جیسے تو مکتب کو جاتا تھا کسی ہنگام مین

جو پوچھتا ہون تغافل سے کیون جلاتے ہو
تو وہ کہنے ہی تجھے جان کر جلاتا ہون

دیکھتے ہی اُن کو ہو جاتے ہین شادی مرگ ہم
اُن کو پاتے ہین تو پھر ہم آپ کو پاتے نہین

مسجد مین رہے کعبہ گئے دیر مین بیٹھے
اک چند سے اب سیر خرابات کو جی ہی

حورون کے عوض مجھے الٰہی
دینا مین تو ایک نازنین دے

کب مجھ کو بہشت کی ہی خواہش
دینا ہی جو کچھ سو لاہسین دے

ہی رونا جو ہے تو ہم رنگین
اُس کے کوچے سے آج گل نکلے

صلح کو تب آئے اپنے ہمنشین
مجھ مین اُس مین جب صفائی ہو چکی

اُسے مین چھپ کے دیکھون بھلا وہ غیر کو دیکھے
بھلا یون دیکھنا دیکھو تو دیکھا جاہے ہی مجھ سے

وہ نہ آئے تو تو ہی چل رنگین
اس مین کیا تیری شان جاتی ہی

یہ میرا جی ہی جانے ہی تری لکنت کے عالم کو
خدا شاہد ہے کچھ تقریر مجھسے ہو نہین سکتی

اس لپنے ہاتھ کی گل کی کہون کیا اک کہانی ہی
نشانی اُن کی چھلا تھا سو اُس کی یہ نشانی ہی

دم بدم بسکہ ترا حسن فزون ہی ظالم
روز جی مین ہی کہ کھینچوائیے تصویر نئی

قیامت پر رہا موقوف پھر تو دیکھنا اُس کا
اگر اک دم کے دم آنے مین وہ تاخیر کرتا ہی

سنے گی اُس سے صحبت کس طرح کچھ کہہ نہین سکتے
وہ بہر جاتی ہی اور بن شغل ہم بھی رہ نہین سکتے

رنگین تخلص پورن لعل کایستھ دہلوی از فکرت اوست

رنگین نہین ہین قطرۂ شبنم یہ باغ مین
باد صبا دنے مے سے بھرا ہی ایاغ گل

رتن تخلص گنگا پرشاد لکھنوی کشمیری از تلامذۂ جرأت است اوراست

مل چکا مین خاک مین اور دل مین ہی تیری غبار
جان مجھ سے اس قدر کس نے مکدر کر دیا

روتا ہون چپکے چپکے آتا ہی یاد جس دم
وہ دیکھنا کسی کا نظرین چرا چرا کے

مانتے ہو گر برا معشوق کہنے سے تو جان	ہم تمھین مشہور اپنا چاہنے والا کرین
دیکھین جو کسی طرف تو رک جاے	کیا کیجیے اب ایسے بدگمان کو
وہی فغان ہی وہی آہ ہی وہی نالہ	خدا کے فضل سے اپنا جو حال ہی سو ہی
نکلا کبھی نہ گھر سے وہ بیرحم درتلک	چوکھٹ سے اُسکے مر گئے سر مار مار کے

رند تخلص مہربان خان از متوسلان نواب احمد خان بنگش ست کہ ناظم فرخ آباد بوده و بعد نواب ذوالفقار الدولہ مرحوم برفاقت فراسیاب خان گذارده مرزا رفیع سودا از مدحت طرازان اوست بحتی درفنون علم موسیقی نیز شناسائی داشت او راست

جس کا تجسا حبیب ہووے گا	اُسکا عالم رقیب ہووے گا
دل کا گھبرانا کہون یا کہ نفس کی تنگی	دیکھیے کیا کرے صیاد قفس کی تنگی
ہی مری جان کا یہی دشمن	رند اس دل کو خوار ہونے دے
دیتے ہین عقد حسن مین عاشق عروس جان	آتا نہین تو آپ تو تلوار کھینچ دے

رنج تخلص میر محمد نصیر نام و نبیره و سجاده نشین خواجہ میر درد علیہ الرحمۃ بہ اکثر صفات حسنہ موصوف و لفہم رموز موسیقی معروف صاحب تسلیم و رضا صحبتش دلکش و دلکشا داعی نیز بوے برکت صحبت ایشان دریافتہ است و چندبو شعر و سخن درمیان آمده در شناختن شعر سلیقہ خوشی دارد بالفعل بنظم اشعار نمی پردازد و ہنگام جمع این اوراق خیالات ایشان را از خدمت ایشان طلبیده پس از انتخاب ثبت شد

خط دیکھ کر ادہر تو مرا دم اُلٹ گیا	قاصد اُدہر بدیدۂ پرنم اُلٹ گیا
یقین ہوگیا دیکھکر اس کا قامت	کہ بیشک قیامت مین دیدار ہوگا
کھڑکی نکال جانب دشمن نہ بام پر	کوٹھے چڑھی جو بات کھلی خاص و عام پر
یاد دلوا کے جو ہمبستری یار رُلائے	سو وہ تصویر نہالی ہی بغل کا دشمن
دل یہ جس کے لیے پہلو مین تپان رہتا ہی	یون سُنا ہی کہ اُسے بھی خفقان رہتا ہی
دیکھی نہین حالت یہ جدائی مین کسی کی	ہی طور جدا اپنا جدائی مین کسی کی

[illegible] تخلص میرزا نام حیدرخان از مردم عظیم آباد است اوراست

رحم کر اے دوست گاہے خاکساری پر مری	نقش پا کی طرح تیری راہ مین افتادہ ہون

روشن تخلص حالش روشن نشد از خیالات اوست

جی مین یہ تھا کہ جان کیجے نثار	ایک دم بھی وہ بے وفا نہ رہا

روشن تخلص روشن شاہ نام از بریلی کہ مولد اوست نقل کردہ بمیرٹھ سکونت گزیدہ لباس علایق از بر کشیدہ بدامن ارباب تجرد چنگ درزدہ ولفراغ خاطر و جمیعت باطن و ظاہر بسر می برد از فکرت اوست

دیکھ کے مجھکو مُنھ کو چھپایا اور حیا کا نام کیا	واہ ری تیری دانشمندی یہ بھی اک کام کیا
غیر سے ہووین یار کی باتین	ہین یہ پروردگار کی باتین
آپ کرتے ہین بار بار نہین	ہم کو ہان کا کبھی اعتبار نہین
کون سی جا ہے کہ جس جا نہ گزر اُسکا ہے	مثل خورشید جہان دیکھیے گھر اُسکا ہے
دل کی تپش سے گرمی خورشید سرد ہے	سینہ اگر یہی ہے تو دوزخ بھی گرد ہے
کوچے مین تیرے بیٹھ گئے جب کہ ہم اے یار	جون نقش قدم پھر نہین اُٹھنے کے زمین سے
آنکھون مین ذرا ٹھہر ہوتا دیکھ لین اُسکو	اقرار یہ ٹھہرا ہے دم باز پسین سے
تیرے کوچے کے اشتیاق مین یار	گھر سے ویران ہوئے وطن سے گئے

حرف الزاء المعجمہ

زار تخلص برہان الدین خان نام از خدام بارگاہ سلطانی است در خطِ شکستہ دستی معقول دارد او راست

کیونکہ اُس بت کو یہ حال دل ناکام لکھون	کب وہ دیکھے ہے خدا کا بھی اگر نام لکھون
چرخ کے کیسے انقلاب ہوے	پر کبھی ہم نہ کامیاب ہوے

زار تخلص میر مظہر علی در خدمت نواب احمد علی خان شوکت جنگ بوقعت بسر بردہ او راست

اگر کچھ بس چلے اپنا تو کاہیکو یہ خواری ہو	بجا ہین اُس کو اے ناصح جو الفت اختیاری ہو

اب رہائی نے کیا اور پریشان مجھکو	خوب تھا اس سے وہی گوشۂ زندان مجھکو

نزار تخلص میر جنون اصلش از کشمیر و مولدش این بلدۂ جنت نظیر است نوشته اند که در اوائل مرد شوریده بود آخر سودا بر مزاجش غالب آمد باز افاقت یافت دو زیست جنون عشقش نبود که از الان آن محال بودی بالجمله این اشعار از خیالات اوست

ایک دن پہلے ہی دنیا سے اٹھانا ہم کو	یا الٰہی شب فرقت نہ دکھانا ہمکو
لیجاؤگے تم اُس کی گلی سے جہان مجھے	آرام جو یہان ہی نہوگا وہان مجھے

زکی شیخ مہدی علی از اہل مراد آباد است مدتها در لکھنؤ بسر برده و با شعرای مشهور برخورده چندی به پیشکاری تحصیل مضافات سهارنپور گذرانیده نوبتی بهوای دیدنم بدهلی آمده و از اتفاقات با وجود دلگرمی هاے شوق جا گرم ناکرده برگشته بار دگر وارد شده و روزی چند گزارده تا مدت قیام شاهجهان آباد هر روزه میخورد مرو زیکه است می گفت که کتب تحصیلی را از علمای فرنگی محل که محله ایست از محالات لکھنؤ درس گرفته ام در فن تاریخ دستگاهی تمام دارد قصیده در مدح آصف جاه والی حیدرآباد مشتمل چندین صنائع گفته است چون حوصله این عجاله متحمل نبود خامه از ایرادش عنان برتافت صاحب دیوان است دیوانش ملاحظه شده این ابیات ازان ملتقط گشت

وحشت ہی آشکار زلیخا کے حال سے	آنکھین بیان کرتی ہین افسانہ خواب کا
آفتین اتنی اُٹھائین عبث اے جان حزین	ہجر کا نام ہی سنکر تجھے مر جانا تھا
شعلۂ حسن کبھی برق جہان سوز نہو	آفت جان زکی دل ہی کا آجانا تھا
ترک ملاقات کی پوچھو نہ بات	ہم سے نہ ملنا اُسے منظور تھا
خیال یار پہ ہم نے یہ ٹکٹکی باندھی	کہ اپنی آنکھ کا تل اُسکے منھ کا خال ہوا
آتش عشق کہین پھر بھڑک اُٹھے نہ زکی	اختلاط اُس سے بہت گرم تمھارا دیکھا
سب لیچکا وہ جان و دل و طاقت و توان	کیون آئے اب یہان اُسے کیا کام رہ گیا
ہوے ساقی سے خجل واہ رے کمظرفی دل	بوسۂ لب کی طلب پہلے ہی پیمانہ پر

دھوم دیوانے اُڑاتے ہین پریزادون کے
شمع محفل کو لگا دیتے ہین پروانے پر

یہ جگر دل کا ہی ای سوزِ محبت ورنہ
پھینک دیتے ہین تسر سینے سے تیر باہر

کب ہی یقین کہ عمر دو روزہ کرے وفا
کیا کیجیے زکی کسی دیر آشنا سے ربط

شب آنے مین قاتل کے جو دیر گذری
تجھے ای اجل یاد کرتے رہے ہم

اُٹھائے بہت سے مزے زندگی کے
بہت تجھ پر ای شوخ مرتے رہے ہم

ایک دن اور چاہتے ہین زکی +
عاشق طرہ دوتا ہین ہم

ہم گرفتار ہین ذی بال و پری کے پابند
ہی نصیبون کا گلہ شکوہ صیاد نہین

یوسفنا کا اپنے دھیان ہی تحریر خط کے وقت
ڈر ہی کہ انگلیان نہ قلم ہون قلم کے ساتھ

ماہتابی پر جو وہ خورشید رو ہی بے حجاب
اپنے جلوے سے ہوئی جاتی ہی باہر چاندنی

دل ہم سے رہا جدا ہمیشہ
گویا وہ ضمیر منفصل ہی

جب یہ سُنا کہ پاؤن کو مہندی لگی وہان
شعلہ بھڑک اُٹھا کہ انتظار سے

حسرت ای تازہ اسیران قفس آتی ہے
دھوم سے فصل بہار ابکی برس آتی ہی

لگا ہے غم فراق گئے آرزوے وصل
کیا کیا ہو دل لگی جو کہین دل لگا رہے

حشر ہو جائیگا بیتابی دل سے لیکن
راہ پھر بھی تری ای عہد شکن دیکھین گے

زکی تخلص جعفر علی خان نام از امراے شاہ عالم بادشاہ بودہ از وست

عشق مین نسبت نہین بلبل کو پروانے کیساتھ
وصل مین وہ جان دے یہ ہجر مین جیتی رہے

زمان تخلص سید محمد زمان شخصے بود در امروہہ از فکرت اوست

عارض ہی گل کا صاف ولیکن جھلک نہین
نرگس کی چشم ہی پہ کھلی پلک نہین

زینت تخلص زنے است از شاہدان بازارو معشوقہ ایست ازین دیار علدام تار با مرزا ابراہیم بیگ مقتول کہ کشتۂ نازش بود نظر براسم وفاداری دوری از وطن و اہل وطن گوارا کردہ بہ لکھنو شتافت اوراست

شب مہتاب مین تا صبح زینت
خیال ماہ رو ہی اور ہم ہین

حرف السین المهمله

ساقی تخلص مرزا محمد جان بیگ اصلش از دست قبچاق پدرش در کشمیر رنگ سکونت ریخته وے بدہلی آمده دست ارادت بخواجه میر درد علیه الرحمه داده آورده اند که بزبان فارسی فکر خوشی داشت تاریخ نیکو می گفت قصیده در مدح خرم خان صوبه دار کشمیر باین صنعت که از هر مصرع دو تاریخ سے بر آید و از پیشگاه شاه عالم بادشاه مامور بنظم شاه نامه مشتمله وقایع ایام خلافت گشته و باتمام نرسانیده بود که سال عمرش باتمام رسید و آن قصیده و مثنوی ملاحظه نگشت دو سه غزل حسب خواهش احباب خودش در ریخته گفته بود از یک غزل دو بیت نوشته شد باین علت که درین زمان این هم از و غنیمت است

ہم گھر مین تمہارے کہو کس راه سے پہونچین
دشمن ہین ہمارے در و دیوار تمہارے

مرغان قفس دن کو پھڑکتے ہین و لیکن
دن رات تڑپتے ہین گرفتار تمہارے

سائل تخلص مرزا محمد یار بیگ قوم اوزبک دلادتش در جهان آباد در و داده ابتدا شاگرد شاه حاتم بوده آخر تبو داگر و یده او رست

وه جو سائل ہو گیا دست شکسته کیطرح
آه اپنا جس کو مین نے قوت بازو کیا

سامان تخلص میر محمد ناصر از باشندگان جونپور است بزمان محمد شاه بادشاه وارد دار الخلافه گشته بود او راست

رقیب اس طرح جلتے ہین ہمین دیکھه
مگر رشته مین ہین اس شمع و کے

سبحان تخلص به عبد السبحان از شاگردان آبرو ست از دست

جان و دل ہی قبول سب جانا
پر گلی مین تری ہمین آنا

سبقت تخلص مرزا مغل فرزند مرزا علی اکبر اخوند از تلامذه جرأت است اصلش از ایران زمین و مولد و منشایش جهان آباد ارم تزئین کتب درسیه

مطالعه کرده فی الجمله طبعش هموار علوم می شود او راست

تا بکجا یہ اضطراب دل نہ ہوا ستم ہوا — جان کیون پر آگئی تو بھی قلق نہ کم ہوا
مین ہی کچھ تنہا نہ اُس کو دیکھ مفتون ہوگیا — ہر کوئی اُس غیرت لیلی کا مجنون ہوگیا
ناقۂ لیلی جو ٹھہرا دی مجنون مین آہ — بولی کیا تیرا بھی یان ای ساربان دل لگ گیا
کچھ فائدہ کی بات دلا اختیار کر + — کیا فائدہ ہی گریۂ بے اختیار کا
شفقت سناؤن کیونکہ خبر دل کو پاس کی — احوال جانتا ہون مین امیدوار کا
کس کس طرح سے اپنے تئین کرتے پایمال — افسوس اُس کو ذوق نہین ترکتاز کا
قصد مجھ سے بیگنہ کے قتل کا جب دلنشین ہو — کیون نہ پھر خنجر ترا قاتل سنے اور ٹوٹ جائے

سجاد تخلص میر سجاد از مردم اکبرآباد ہنگام ورود دہلی بزم مشاعرہ ترتیب میداد از تلامذۂ آبرو ست و متبع طریقہ او از وست

شتابی سے دے لے کہ جاتا ہی ابر — جو کچھ باقی ساقی رہی ہو شراب
ایک دل رکھتا ہون جو چاہے سو لیجا وے اُسی — خواہ زلفین خواہ ابرو خواہ مژگان خواہ چشم
جب ہم آغوش یار ہوتے ہین — سب مزے درکنار ہوتے ہین
لب شیرین پہ اُس کے مرتا ہون — زندگی اپنی تلخ کرتا ہون +
ہرگز آنے نہ دین گے غیر کو جان — ہون گے کیسی ہی ہم گئے گذرے

سخن تخلص حکیم مرزا محمد حسین اصلش از کشمیر و دی و رجہان آباد متولد شدہ از فن طب آگاہ است گویند کہ دریار سے ہم اشعار دار داو راست

جو ہین جان نکلی نہ ہین آن نکلا + — بھلا مرتے مرتے تو ارمان نکلا +

سخنور تخلص دیوانی سنگھ نام کایتھ سرگروہ انشا پردازان دفتر شاہی است او راست

گریان رکھے ہی بن ترے یہ چشم تر مجھے — طوفان نوح آگے ہی اب پھر نظر مجھے

سخن تخلص مرزا زین العابدین خان فرزند رشید نواب سالار جنگ اکثر مزاولت کتب دینی و علم الیقینی داشتی و از ملاہی و مناہی علی الرغم دودمان خود بعلی محترز بودی بزرگانش بزمان دولت فرخ سیر بادشاہ بہند آمدہ در بارگار

سلطانی فراوان تقرب داشتند صاحب دیوان ضخیم است مصحفی چہار سال در زمرہ شعرا انجمن متش شرف حضور داشتہ از افکار اوست

ہماری آہ پہ ہنستا ہے کیا تو
دکھا دینگے تجھے اس کا اثر ہم

کب خوش آتی ہے ہمیں سیر گلستاں تجھ بن
باغ آتا ہے نظر خانۂ زنداں تجھ بن

میں روتا ہوں سر سبز آتی ہے جب یاد
وہ صورت مجھے پیاری پیاری کسی کی

اس کے کوچے کی طرف میں تو نجاؤں سرسبز
کشش دل ہے کہ کھینچے لئے جاتی ہے مجھے

سراج تخلص سراج الدین علی سراج بزم علم و دانش است آوردہ اند کہ روزے در رہگذرے سراج پروانۂ شمع رخے از طائفہ ہنود گشت چون تخالف مذہب در میان بود مدتے آن شرر رنجش من افتادہ بیہودہ می لوخت آخر تاثیر عشق یکرنگے پسند دولی سوز زخمی در دل مرشد پدر آن ماہوش انداخت کہ برائے وصلت آن ہر دو سوختہ آتش فراق پدرش را ہدایت ساخت وے لظر لبفرط اعتقاد اعراض نتوانست کرد در دم شمع را بہ پروانہ داد یعنی دخترش را بسراج دیوانہ چون کام پروانہ از وصل جانان غیر از جان دادن نیست سراج پروانہ وار گرد آن چراغ محفل حسن گردیدہ جان بجان آفرین سپرد از نیز شمع کردار لختے بر سر نعش سوختہ خویش گریستہ مرد فرد تو ہم شب را بسر کی می بری ای شمع کم فرصت + گرفتم سوختے پروانہ آتش بجانی را + بالجملہ غزلے کہ شعری ازان ایراد کردہ مے شود از شہرت تمام دارد و جز این چیزی دیگر از و مسموع نگشتہ

چلی دشتِ عشق میں وہ ہوا کہ چمن سرور کا جل گیا
مگر ایک شاخ نہال غم جسے دل کہیں سو ہری رہی

سراج نامش معلوم نشد از اورنگ آباد است و معاصر آبرو از وست

نہیں ہے تاب مجھے تیرے سامنے جانان
کہاں سراج کہاں آفتاب عالم تاب

نہ پوچھو خود بخود کرتا ہوں تعریف اسکے قامت کی
کہ یہ مضمون مجھ کو عالم بالا سے آتے ہیں

سرور تخلص اعظم الدولہ نواب میر محمد خان خلف الصدق نواب ابوالقاسم خان

شاگرد محمد جان بیگ سامی از اجلۂ اراکین جہان آباد است و از اعاظم امرای عالی نہاد با فن شعر در نہایت مرتبہ مالوف است دور ہر بزم مشاعرہ شریک مے شود و غزل در ہر طرح سرانجام می کند شاعر قدیم است و کلامش مستقیم است تذکرہ مبسوطی مشتمل اشعار ریختہ گویان با تقدم و متاخر نوشتہ بنظر رسیدہ صاحب دیوان است گاہ گاہ با راقم حروف ملاقات دست بہم میدہد الحق صاحب اوصاف گزیدہ و اخلاق پسندیدہ است بعد ضبط ترجمۂ وی پیش از انکہ این تذکرہ بانجام رسد عمرش بانجام رسید و کان ذلک فی شہر شوال سنہ خمسین و مائتین بعد الف من ہجرت خیر الوری علیہ الوف التحیۃ والثنا او راست کہ خدایش در بہشت برین جا دہد

ہم جانتے زمین سے تھے دور چرخ کو
دیکھا تو ایک عرصۂ جولان نالہ تھا

ہی وصل نکل جان حزین آج ہی تن سے
صدمے سے جدائی کے جو کل جاے تو اچھا

نامہ کس سوختہ جان کا یہ لیے جاتا ہے
بازوں سے جو ہلاتا ہی کبوتر پنکھا

ہاتھ اپنے رہے زیر بغل بعد فنا بھی
تھی بسکہ ہم آغوشی دلدار کی حسرت

میری آہ سرد کی تاثیر محفل میں ہی
جل نہیں سکتا ہی صلا شمع سے پروانہ آج

میں رہوں محروم وہ دے بوسہ چشم یار پر
دیکھ کر یہ رشک آیا روزن دیوار پر

کوچۂ یار میں خوابیدہ اس آرام سی ہوں
شور محشر کو بھی ہووے گا جگانا مشکل

مجھ کو دکھاؤ آئینہ کوئی نہ وقت نزع
بالین پہ لاؤ گر وہ رخ سادہ ہی کہیں

دیدۂ تر سے لگا خط کو نہ اس کے سرور
یار کے ہاتھ کا لکھا ہی مبادا مٹ جاے

گھبرا کے نہ لے یار کی سرور تو بلائین
آسیب کہیں اس رخ روشن پہ نہ آئے

غیر لایا اسے یہان پہر تماشا دم نزع
دوستوں سے نہوا وہ جو ہوا دشمن سے

عبث ہی نامۂ و پیغام کی امید مجھے
ہزار مرتبہ قاصد جواب لایا ہی

سرور تخلص مرزا رجب علی بیگ شاگرد آغا نوازش حسین خان نوازش بودہ از خوشنویسی و موسیقی بہرہ داشتہ او راست

ہی شوق سرور ایسا غالب کہ جو قاصد سے — کوسون ہی تلک حالت کہتے چلے جاتے ہین
ذرا دستِ جنون کی دیکھو جودت — کیا ہی قبر مین ٹکڑے کفن کو

سعادت تخلص سعادت علی از مردم امروہہ بعہد محمد شاہ بادشاہ بودہ از وراست

یار سے جو رقیب لڑتے ہین — یہ بھی اپنے نصیب لڑتے ہین

سعید تخلص قاضی سعید الدین خان خلف الصدق قاضی القضات نجم الدین علیخان از اہل کاکوری کہ قصبہ ایست از لکھنؤ شخصی است ذیجاہ و ذی مروت صاحب اخلاق و مروت مدتے خدمت فتا با ایشان ماندہ بعیش و نشاط تمام و وقع و وقار تمام بسر اوقات کردہ بتقریب دورہ بمعیت یکی از اہل فرنگ واردین نواح شدہ بود یا داعی ملاقاتش اتفاق افتادہ گوئیند کہ این دون چشمش از حلیۂ نور عاری شدہ لہذا چون مردمک چشم خانہ نشین است از وراست

بیدماغی اسے ملنے سے نہ ہو کیونکہ مری — کہ پری کو نہین خوش آتی ہی انسان کی بو

سکندر تخلص خلیفہ محمد علی صاحب مرالی مشہورہ از مردم پنجاب است مزاج بمزاجش غالب بودہ از تلامذۂ محمد شاکر ناجی شمردہ می شود بشرب شراب بیشتر پرداختے گویند کہ از وطن سفر دہلی کردہ ازینجا بحیدرآباد رفتہ درانجا درگذشت اہالی آن معمورہ استخوانش را بکربلا فرستادند از وراست

قیس صحرا مین رہا کوہ مین فرہاد رہا — مین بگولے کی طرح دشت مین برباد رہا
نہ دیکھا ہو جو کسی نے حباب دریا مین — وہ دیکھ لے مری چشم پر آب دریا مین
سحر گذرا چمن مین کونسا خورشید رو یارب — کہ شبنم گل کے منہ پر آب تلک پانی چھڑکتی ہی

سلطان تخلص مرشد زادہ آفاق مرزا ایزد بخش بہادر عرف مرزا نیلی از کلام اوست

دور رکھ دوران سر سے گردش دوران مجھی — مست رکھ ای دیر خراب آباد سرگردان نہ مجھے

سلطان تخلص نواب نصر اللہ خان مرحوم از طائفہ شریفہ افاغنہ است قرابت مصاہرت با نواب فیض اللہ خان مرحوم کہ والی رامپور بودہ داشتہ از خیالات اوست

اس لب سے کیا لعل کا حب نمک برابر — دیکھا تو نہین اس کے یہ پاسنگ برابر

سلطان

سلیمان تخلص مرزا سلیمان شکوہ بہادر خلف الصدق حضرت شاہ عالم بادشاہ مدتے جلوہ فرماے لکھنؤ بودہ اکثر شعراے آنجا از خوان نعمتش بہرہ ور وکامیاب بودند چند سال است کہ بدہلی وارد شدہ بود الحال زینت فزاے مستقر الخلافہ اکبرآباد است

من نتایج افکارہ

جنازہ تیرے دیوانے کا اس لو قبر سے اٹھا	کہ شور نالہ ہر ایک خانہ زنجیر سے اٹھا
گالیاں سیکڑوں ہر بات مین اب دینے لگے	دیکھیو جھڑتے ہین کیا منھ سے مرے یار کے پھول
کس طرح یون مین بلائین کرون کیونکر تعظیم	دست و پا اپنے گئے دیکھتے ہی یار کے پھول
رقم گر ایک شمہ اُس کو اپنا درد غم کیجے	تو پھر یہ چاہیے سارے نیستان کو قلم کیجے
برقع نہ اٹھا بزم مین تو منھ سے وگرنہ	حالت ابھی ہو جائیگی تغییر کسو کی

سلیمان تخلص شخصی است مجہول الحال از کلام اوست

تجھ سے ظالم سے ملا دیکھو سہتا ہی دل	کچھ بھی دھڑکا نہ کیا بلبے جگرداری دل

سلام تخلص نجم الدین علی خان بن شرف الدین علی خان پیام از اکبرآباد است اور است

حدیث زلف چشم یار سے پوچھ	درازی رات کی بیمار سے پوچھ

سودا تخلص سرخیل شعراے عالی مقام مرزا محمد رفیع نام صلش از کابل ومولد ومنشایش جہان آباد است بسن شباب بہ لکھنؤ رفت وہمدران جا وفات یافت وفاتش راز مان بسیار آمدہ از مقربان بارگاہ وزیر الممالک نواب آصف الدولہ بہادر بود استاد مسلم است ودر فنون سخنوری از ہمہ پیش قدم لطف طبعش چون عشوہ دلدار سراپا نازاز ہر رگ وپی نظمش می بارد وحلاوت کلامش چاشنی نوش لب تسکین شاہدان شیرین شمائل میدارد فکرش چمن جنت است کہ گلہاے کس نچیدہ ازان می خیزد واندیشہ اش چشمہ خلد است کہ جوے شیر ازان میریزد ذوق کلامش ہم اثر شراب است امانہ شرابی کہ از رگ تاک برآید وفروغ ضمیرش ہم جلوہ آفتاب است امانہ آفتابی کہ یکسونت برآید طائر خیالش بانسر طائر ہم پرواز است وہماے فکرش بر ایوان کیوان سایہ گستر وجلوہ انداز بافنون

شاعری مناسبت تام دارد و بر اصناف سخن قدرت تمام و آنکہ بین الانام شہرت پذیر است کہ قصیدہ اش بہ از غزل است حرفیست مہمل بزعم فقیر غزلش بہ از قصیدہ است و قصیدہ اش بہ از غزل اگر گوئی کہ غزل از اشعار مرکن مملو است و قصیدہ ازان خالے زیادہ ازین چہ توان گفت کہ قباحت این تحقیق پیر نظارگیان دیوانش خالے و وخلة السر آنست کہ قدما را مانند فصحاے متاخرین پیرامون خاطر وجاگزین دل نہ این بود کہ ہر شعر دلپذیر آید و ہر بیت خاطر نشین لہذا در کلام ایشان قصص الجمل واقع شدہ چہ در قصیدہ وچہ در غزل مع انہم اولون والموجدون والا خاطر بجمیع فنون ما متعذر للمتقدمین و ممہد من قال العلم للمتاخرین پس بنا برین مقدما برین بزرگان دار و گیر ز نہار سزاوار نیست وطعن وتعرض لائق نہ معہذا اشعار منتخب و منتخب ایشان باید نگریست کہ درچہ رتبت عالی و مکانت فخیم جلوۂ ظہور گرفتہ و یدل علی ذلک ما قال شرف الافاضل فخر الاماثل قدوۃ المحققین مولانا محمد صدر الدین ادام اللہ تعالے ظلالہ علے مفارق المستفیضین وحرسہ عن آفات یوم الدین المتخلص بہ آزردہ در تذکرۂ خود کہ با یجاز واختصار تمام در حال ارباب نظم ریختہ نوشتہ است تحت ترجمہ میر تقی المتخلص بہ میر در شرح کلام وے حیث قال پستش اگرچہ اندک پست است اما بلندش بسیار بلند خلاف این سفینہ کمیت خامہ لختی درین عرصہ بجولان آمد بہ کہ عطف عنان بحاصل مدعا سازیم مرزا از اقسام شاعری در مثنوی فکر معقول نداشت اما ہجو رکیک بسیار گفتہ و بآن شیوہ داشتہ مضامین دلاویزی یافتہ در دیوانش بنظر رسید و ازان انتخاب گردید

دامن صبا نچھو سکے جس شہسوار کا
پہونچے کب اُس کو ہاتھ ہمارے غبار کا

دکھلائیے لیجا کے تجھے مصر کا بازار
لیکن نہیں خواہان کوئی وان جنس گران کا

ٹوٹے تری نگہ سے اگر دل حباب کا
پانی بھی پھر پئیں تو مزا ہے شراب کا

کیا کرون گا ہاتھ سے جو رند کی واعظ لیکے جام
ہون مین ساغر کش کسی کی نرگس مخمور کا

زبان ہی شکر مین قاصر شکستہ بالی کے — کہ جس نے دل سے مٹایا خلش رہائی کا

چھیڑمت باد بہاری کہ مین جون نکہت گل — پھاڑ کر کپڑے ابھی گھر سے نکل جاؤن گا

قطعہ سودا قمار عشق مین شیرین سے کوہکن — بازی اگرچہ پا نہ سکا سر تو کھو سکا

کس منہ سے پھر تو آپ کو کہتا ہی عشق باز — ای روسیاہ تجھ سے تو یہ بھی نہ ہوسکا

پرے رہ برق خار آشیان سے میرے کہتا ہون — اُڑے گا دھجیان ہو کر ترا دامن جو یان اٹکا

بہنا کچھ اپنی چشم کا دستور ہو گیا — دی تھی خدا نے آنکھ سو ناسور ہو گیا

بھٹکے پھرے ہی کب سے خدایا مری دعا — دروازہ کیا قبول کا معمور ہو گیا

سودا کو کہتے ہین کہ ہی اُس سے مصاحبت — کتنا غلط یہ حرف بھی مشہور ہو گیا

اورون کی نسبت ان دنون کچھ لگ چلا تھا وہ — دو چار جھڑکیون مین بدستور ہو گیا

کر قطع ہاتھ پہلے تب فکر کر رفو کا — ناصح جو یہ گریبان تو نے سیا تو پھر کیا

تجھ بن عجب معاش ہی سودا کی ان دنون — تو بھی ٹک اُس کو جا کے ستمگار دیکھنا

ق نی حرف و نی حکایت و نی شعر و نے سخن — نی سیر باغ و نی گل و گلزار دیکھنا

خاموش اپنے کلبۂ احزان مین روز و شب — تنہا پڑے ہوے در و دیوار دیکھنا

یا جا کے اُس گلی مین جہان تھا ترا گذر — لے صبح تا بشام کئی بار دیکھنا

تسکین دل نہ اِس مین بھی پاوے تو بہر شغل — پڑھنا یہ شعر گر کبھی اشعار دیکھنا

کہتے تھے ہم نہ دیکھ سکین تجھ کو غیر پاس — پر جو خدا دکھائے سو لاچار دیکھنا

مبادا ہو کوئی ظالم ترا گریبان گیر — مرے لہو کو تو دامن سے دھو ہوا سو ہوا

صحبتون کا نکر و غیر کی مجھ سے اخفا — کونسی شب تھی کہ مین وان پس دیوار نہ تھا

اتنا ہی تو یوسف سے مشابہ کہ عدم کو — پردے مین چھپا اُس کی تئین تجھ کو نکالا

سودا جو ترا حال ہی ایسا تو نہین وہ — کیا جانیے تو نے اوسے کس آن مین دیکھا

یان پھر اِس شرم سے عیسےٰ نے گذارا نہ کیا — چشم خوبان کے جو بیمار کا چارا نہ کیا

اِس قدر شیفتہ ہی شکل کا اپنی کہ سدا — ہاتھ مین آئنہ مشرق کو نظر آخر شب

یا تبسم یا نگہ یا وعدہ یا گاہے پیام — کچھ بھی ای خانہ خراب اِس دل کے سمجھانے کیطرح

ساقی گئی بہار رہی دل مین یہ ہوس
تو منتون سے جام دی اور مین کہون کہ بس

دل عشق کے شعلے سے جو بھڑکا تو رہا کیا
ای جان نکل جا کہ لگی متصل آتش

ای لالہ گو فلک نے دیے تجھکو چار داغ
چھاتی مری سراہ کہ اک دل ہزار داغ

سنے بھی پائے نہ لب سے ترے دشنام تمام
جنبش لب ہی نے اپنا تو کیا کام تمام

یکدست اگر زمانہ جہانکے لٹائے گل
سر کو ہمارے خاک نہ دیوی چہ جای گل

ہی شرط درد یون کہ بجز حکم عندلیب
کوئی کسی مزار پہ ہرگز نہ لائے گل

قاتل کے دل سے آہ نہ نکلی ہوس تمام
ذرہ بھی ہم تڑپنے نپائے کہ بس تمام

بھری ہی دل مین ترے یان تلک محبت غیر
کہ جا نہین مرے کینے کو پھر تو معلوم

نہ زر نہ زور نہ طالع نہ تیرے دل مین رحم
جو چاہے تجھ سے یہ دل کا سہاب ہو معلوم

عاشق تو نامراد ہی پر اس قدر کے ہسم
دل کو گنوا کے بیٹھ رہے صبر کرکے ہسم

کیا چاہیے تجھے سر انگشت پر حنا
جس بیگنہ کے خون مین چاہین ڈبو لیا ن

تو نے سودا کے تئین قتل کیا کہتے ہین
یہ اگر سچ ہی تو ظالم اسے کیا کہتے ہین

کام ہی چشم کا نظارہ نہ بہنا شب و روز
آنکھ خالق نے رقیبون کو دی ناسور ہین

بوسہ ہنسکر نہ دیا اُس نے سوائے دشنام
سو بھی یہ جب نہ ملا کوئی تو مجبور ہین

کیفیت چشم اُس کی مجھے یاد ہی سودا
ساغر کو مرے ہاتھ سے لیجو کہ چلا مین

ناوک نے تیرے صید تجھوڑا زمانے مین
تڑپے ہی مرغ قبلہ نما آشیانے مین

سودا خدا کے واسطے کر قصہ مختصر
اپنی تو نیند اُڑ گئی تیرے فسانے مین

کیا گلہ صیاد سے ہمکو یوہین گذری ہی عمر
اب اسیر دام مین تب تھے گرفتار چمن

کہے ہی تو بہ یہ زاہد کہ تجھ کو دین تو نہین
بھرا دے غم ہی مرے منہ سے چل نہین تو نہین

ظاہر مین دیکھنے کا کچھ اسباب ہی نہین
آئے مگر وہ خواب مین سو خواب ہی نہین

جی تک تو دیکے لون کہ تو ہو کارگر کہین
ای آہ کیا کرون نہین بلکتا اثر کہین

ہوتی نہین ہی صبح نہ آتی ہی مجھ کو نیند
جس کو پکارتا ہون سو کہتا ہی مر کہین

ساقی ہی یک تبسم گل فرصت بہار
ظالم بھرے ہی جام تو جلدی سے بھر کہین

کوئی جو پوچھتا ہو تو کس پر ہی داد خواہ
سخت مشکل ہی کہ ہر بات کہنا یہ سمجھو
لخت جگر آنکھون سے ہر آن نکلتے ہین
سونپون ہون جس کو منصفی رکھے ہی جرم میری سر
سن کے یہ کہتا ہی میرے نالۂ جان کاہ کو
اِس کشمکش سے دام کے کیا کام تھا ہمین
احوال مرا کہہ کہ غرور کیا اُس کو
مقتل پہ مرے آکے انصاف لگا کرنے
جو طبیب اپنا تھا دل اُسکا کسی پر زار ہی
اب تو مین چھوڑ نیکا نہین اُس کو ناصحا
پیغامبر نے دیر لگائی تو ہی نہ لے
مستی سے اُس نگاہ کی لے محتسب خبر
سودا کسی کو وہ تو ستائے نہ بے سبب
مت پوچھ یہ کہ رات کٹے کیونکہ مجھ بغیر
سودا جہان مین آکے کوئی کچھ نہ لے گیا
یوسف تجھے کہہ بیٹھے زلیخا تو کہون کیا
انصاف کس کو سونپیے اپنا بجز خدا
ق ایک غماز نے اُس ترک پسر سے یہ کہا
سُن کے بولا یہ کہو میری طرف سے اُسکو
دل لے کے ہمارا جو کوئی طالب جان ہی
عجب بیداد حسرت پر مری صیاد کرتا ہی
عیان ہی شوق ملنے کا مرے نامے کے کاغذ سی
قاصد کو اپنے ظالم جو کچھ مین دون بجا ہی

جون گل ہزار جا سے گریبان دریدہ ہون
ہی زبان میری بھی گفتار کرون یا نکرون
یا دل سے محبت کے ارمان نکلتے ہین
بسکہ ہوئی ہی تجھکو رہ خانہ بخانہ کو بکو
کیون نے مجھے ایسا بنایا کیا کہون اللہ کو
ای الفت چمن ترا خانہ خراب ہو
اغیار تو کھے ہی تھے پر یار بہت تحفہ
تقصیر سے کر یان آگے تعذیر نظر آئی
مژدہ بادا ای مرگ عیسیٰ آپ ہی بیمار ہی
ہونی جو کچھ تھی قبلۂ حاجات ہو گئی
دھڑکے ہی دل کہ یہ نہ کہے رات ہو گئی
دنیا تمام بزم خدا بات ہو گئی
کیا جانیے کہ تجھ سے ہی کیا بات ہو گئی
اِس گفتگو سے فائدہ پیارے گذر گئی
جاتا ہون ایک مین دلِ پُر آرزو لیے
عاشق وہ ہوئی وان کہ جہان جا ہی ادب ہی
منصف جو بولتے ہین سو تجھسے ڈرے ہوے
ہی جو سودا کوئی شاعر وہ ترا مفتون ہی
باندھنا خون پہ کمر اپنی نیا مضمون ہی
ہم بھی تو سمجھتے ہین کہ جی ہی تو جہان ہی
دکھاتا ہی مجھے اُس کو جسے آزاد کرتا ہی
کہ جب کھولے ہی تو اُسکو تو وہ لپٹا ہی جاتا ہی
جیتا پھرے تو اُجرت ورنہ یہ خونبہا ہی

ترا غمزہ ور مرا عجز تا کجا ظالم
ہر ایک بات کی آخر کچھ انتہا بھی ہے

گذرا ہے کس کی نعش پہ ظالم تو بیخبر
دامن کے ساتھ ساتھ ترے گرد ہے سو ہے

سودا چون شمع نہین گرمی بازار مجھے
ہون مین وہ جنس کہ آتش دے خریدار مجھے

ہے قسم تجھ کو فلک دے تو جہان تک چاہے
جلوۂ حسن اُسے حسرت دیدار مجھے

نہ ضرر کفر کو نے دین کا نقصان مجھ سے
باعث دشمنی اسے گبر و مسلمان مجھسے

تصور مین ترے گیسو صبا اُس لااُبالی سے
گلے لگ لگ مین رویا رات تصویر نہالی سے

ہزارون نیش زن پاتا ہون مین یان کام مین آئے
ترے گھر سے تو ظالم خانۂ زنبور بہتر ہے

کیا ضد ہے مرے ساتھ خدا جانے وگرنہ
کافی ہے تسلی کو مرے ایک نظر بھی

بے خوابی سے مرتا ہے شب ہجر مین سودا
اب کہنے کو افسانہ کوئی نوحہ گر آئے

مین بھی ہون ضعیف اسقدر اے سوز کہ وہ آب
گذرے مرے سر سے جو ترے تا کمر آئے

بدلا ترے ستم کا کوئی تجھ سے کیا کرے
اپنا ہی تو فریفتہ ہووے خدا کرے

قاتل ہماری نعش کی تشہیر ہے ضرور
آئندہ تا کوئی نہ کسی سے وفا کرے

کم بولنا ادا ہے ہر چند پر نہ اتنا
مند جائے چشم عاشق تو بھی وہ لب نکھولے

پیش از ظہور مرغ چمن خادمان عشق
بٹتے تھے رشتۂ رگ گل دام کے لئے

سوز تخلص محمد میر نام لکھنوی در تیر اندازی دستگاہی داشت خط شفیعا و نستعلیق زیبا می نگاشت بخواندن اشعار بطرز مطبوع مشہور جہان و کلامش از جادۂ مستقیمہ برکران او راست

اہل ایمان سوز کو کہتے ہین کافر ہو گیا
آہ یا رب راز دل اُن پر بھی ظاہر ہو گیا

تڑپتی کیون ہے اے بلبل کمال اتنا تو پیدا کر
کہ تیرا اشک جس جا گر پڑے گلزار ہو پیدا

قاصد سے تو پوچھا تھا کہ بھیجا ہے تو کس کا
دہشت سے اُسے یاد مرا نام نہ آیا

غیر سے مل کیونکہ ہم چشمون سے پھر ہوگے دوچار
آئینہ تک منھ دکھانا تم کو مشکل ہوئیگا

قتل سے یہ بیگنہ راضی ہے اپنے اس لیے
ہاتھ مین ایک روز تو دامان قاتل ہوئیگا

کعبہ ہی کا اب قصد یہ گمراہ کرے گا
جو تم سے بتو ہوگا سو اللہ کرے گا

ہم اُس سے شب جو بگڑ گئی تو خفا ہو مجھکو رُلا دیا — وے مین بھی کیا ہون کہ رونے مین بیچ بنا یا مُنھ کہ ہنسا دیا

جن کے نامے ہوئے تھے ہین تجھ تک — کاش مین اُن کا نامہ بر ہوتا

سوز کیون آیا عدم کو چھوڑ کر دنیا مین تو — وان بھے کیا تھی کمی یان تجھکو کیا درکار تھا

یہ سب باتین ہین قاصد یار میرے گھر نہین آتا — نہ دیکھون جب تلک آنکھون سے کچھ باور نہین آتا

رخصت جو دے تو مجھکو تو مین تیرے پانو نکا — بوسہ لون اس طرح کہ حنا کو نہو خبر

مین اگر قید حیا سے چھوٹون — ناصحا تیری بلا سے چھوٹون

الٰہی دل مین کسی دوست کے صفا رہے — ہمارے عکس کی آئینہ مین بھی جا نرہے

کھینچ کر تیر مار بیٹھے بس — سوز ہی یا شکار ہے کیا ہے

لوگ کہتے ہین مجھے یہ شخص ہے عاشق کہین — عاشقی معلوم لیکن دل تو بے آرام ہے

اشک خون آنکھون مین آکر جم گئے — دور سے بھی دیکھنے سے ہم گئے

سر زانو پہ ہو اُسکے اور جان نکل جائے — مرنا تو مسلم ہے ارمان نکل جائے

مُنھ دیکھو آئینہ کا تری تاب لا سکے — خورشید پہلے آنکھ تو تجھسے ملا سکے

دامن تلک تو تیرے کہان دسترس مجھے — تیری گلی کی خاک بھی ہون تو ہے بس مجھے

سوزان تخلص مرزا احمد علی خان شوکت جنگ بن مرزا علیخان از بزرگ زادگان لکھنؤ است اوراست

فرقت مین اُسکی سوزان ناحق تو جان دے ہے — اُس بیوفا کو غم ہے مرنے سے کیا کسو کے

سہراب تخلص سہراب بیگ از سکنای شاہ جہان آباد در فن رمل مہارت تمام دارد چندے اصلاح سخن از شاہ نصیر گرفتہ گاہ گاہ برمے خورد از دست

نہ ہوئی کوئی شب وصل میسر ورنہ — دیکھتے شوق محبت سے مین کیا کیا کرتا

ہم آئے بتنگ زیست سے پر — اے خانہ خراب تو نہ آیا

تا عمر ہم ہی تری چھوڑینگے ہم نہین — ہین سایہ وار ساتھ ترے گو ہم نہین

کسدن نہین خیال دہان و کمر مجھے — وہ روز کونسا ہے جو سیر عدم نہین

یہ عجب ہے کہ نہ تو بہر تماشا نکلے — ایک عالم ترے شیدا کا تماشائی ہے

سیادت تخلص میر مجاہد الدین از شاگردان میر نظام الدین ممنون است او راست

مثل نسیم صبح پھرا مین تو ہر کہین | پر وہ گل شگفتہ نہ آیا نظر کہین

سید تخلص میر غلام رسول شخصی ست از مشائخ مرادآباد او راست

خوبرویون کے تو ملنے سے نہ باز آئیگا | یہ تو بدخو نہین جائیگی مگر جان کے ساتھ

سید تخلص میر قطب علی مشہور بہ قطب عالم از سکنائے سکندرآباد است فی الجملہ کتب طب خواندہ درانجا بہ معالجہ مے پردازد او راست

جادوگری ہے شہر مین سید کا ریختہ | دیکھو سکندرہ سبھی بنگالہ بن گیا

سید تخلص میر غالب علیخان المخاطب بسید الشعرا سیدیست جلیل النسب سرگروہ انشاپردازان دفتر شاہی بودہ بخوش صحبتی مشہور دیرگاہ است کہ این جہان گزران را پدرود نمود تاریخ ایرمانسرا سے کہ اکرام نام یکے از نقیبان حضور والا بیرون دروازہ لاہوری ساختہ بود والحال از وانشانے باقی نماندہ بسیار بہ لطافت و پاکیزگی گفتہ للہ درہ ع اشب کرمی کن بسرای اکرام + او راست

نے غازہ نہ گلگونہ ہے نے رنگ حنا تو | ای خون شدہ دل تو تو کسی کام نہ آیا

سبب کیا پوچھتے ہو مجھ سے میرے زار رونیکا | کسیکو مجھ مرض ہے مجھکو ہی آزار رونے کا

سید سے یہ عداوت اللہ رے کفر ایت | پڑھنے جنازہ اسکا سب آئے تو نہ آیا

زلف و کاکل خط و خال ابرو و چشم و گیسو | اس دل زار کو کس کس نہ بلانے جانا

نہ ہین گردون نہ سنگ آسیا ہم | وے رہتے ہین گردش مین سدا ہم

جب نہ تب شکل بتان اسمین نظر آتی ہے | دل کو اللہ کا کس رو سے مکان کہتے ہین

یہ دھڑک دل کی جو ہے عشق مین کچھ اور ہی ہے | وہ مرض اور ہے جسکو خفقان کہتے ہین

مین اور ترک عشق یہ امکان ہی نہین | ناصح کی پند سننے کو یان کان ہی نہین

جو وہ در سے آنکھین لڑا جاتے ہین | تو ہم بھی کہین دل لگا جاتے ہین

یار عوہ مری بالین سے نہ اٹھو نہ جدا ہو | حالت مری اچھی نہین کیا جانے کیا ہو

بنلئے کفر و دین اک تار سے ہے | کہ سبحہ منعقد زنار سے ہے

تیغ قاتل کی مرے تن ہی نے لذت جانی
کہ بھر آئے ہی ہر زخم کے منھ مین پانی

ابرو کے اشارے تیرے لڑتے ہین سبھی سے
تلوار ابھی بزم مین چلتی ہی کسی سے

حرف الشین المعجمہ

شاد تخلص اله یار بیگ نام کیانی نسب است از تلامذہ غلام ہمدانی مصحفی است اورا

اگر چاک سینے کا طلسم وا کرین
تو ہنگامۂ حشر برپا کرین

گلعذارون کی بیوفائی کا
داغ دل پر مرے نشانی ہی

شاد تخلص یکے از برہمنان سکندرآباد است از فکرت اوست

اُس رنگ چنپئی کا پڑا جس زمین عکس
چنپا کے پھول اُگتے ہین دانسے بہارین

شاد تخلص متوطن بڈھانہ بودہ نامش معلوم نیست بدکن ہم رفتہ اورا ست

باشے جو کہین دل کی مرے ٹک خبر آتش
بھر رشک سے لوٹا کرے انگار دن آتش

خون ٹپکے تھا آنکھو نسے لگے جھڑنے شرر بھی
کامل ہوئے فن اپنے مین یہ دیدۂ تر بھی

شاد تخلص میر احمد حسین بزرگانش در عہد سلطان شمس الدین التمش از حجاز بہند آمدہ بودند وے بالفعل در شکوہ آباد میگذراند از وست

لب ہلاؤ کبھی بس ایسی بھی رعنائی کیا
کام آئیگی قیامت کو مسیحائی کیا

شاداب تخلص خوشوقت رائے نام از چاندپور است واز تلامذہ قائم بودہ اورا ست

جب تلک ہی کام مژگا نسے تو ابرو ست چڑھا
تیر کے ہوتے کوئی کھینچے بھی ہی تلوار کو

شادان تخلص میر رجب علی نام از تلامذہ بھورے خان آشفتہ تخلص است درویش از وست

دل نہ دیتے آہ شادان طفل ابتر کو کبھی
یاد ہی نکتہ مجھے یہ حضرت اُستاد سے

شاکر تخلص شاہ شاکر علی از اہالی دہلی مرویست مقبول درویشی است صاحبدل اورا ست

اسکی آنکھون نے نہ اک خلق کو بیمار کیا
زلف نے بھی دل عالم کو گرفتار کیا

شاکر تخلص محمد شاکر جز اینکہ از شاگردان محمد علی حشمت است زیادہ بر احوالش وقوف نشد از وست

کیا پوچھے ہے حال بلبلون کا
گلچین تجھے کیا تری بلا سے

ق

جو اُن پر گذرنی ہے گذر لے
گل توڑ کے تو تو گو دبھر لے

شاہ تخلص شاہ سعد اللہ صاحب دلے است درویش خستہ جانی است جگر ریش ازوست

وابستہ ہی تجھ سے اپنی یان زیست
کھپی ہی اسقدر آنکھو نمین خوب صورت یار

جب تو ہی نہین تو پھر کہان زیست
کہ رہ گیا نظر آنے سے خوب و زشت مجھے

شائق تخلص محمد ہاشم نام شاگرد میر عزت اللہ عشق بودہ بشغل خیاطے نان و جامہ بہم میرسانید او میگوید

سراپا اُس پریرو مین لطافت ہی صفائی ہی
موسم گل کی خبر سنتے ہی بس آ نیکی

تصدق ہین ہم اُسکے جسنے یہ صورت بنائی ہی
ہو گئی اور ہی صورت ترے دیوانیکی

شائق تخلص میر حاجی شاگرد میر ہدایت علی کیفی تخلص شخصی است باوصاف نیک موصوف و بمحامد پسندیدہ معروف در فن موسیقی کامل عیار بودہ ازوست

نہ پوچھو یان کی آسائش کہ ہم اس بحر ہستی مین
اُس سنگدل کے دلمین ذرا بھی نہ راہ کی

حباب آسا کوئی دم کے یہان مہمان بیٹھے ہین
تاثیر ہمنے دیکھ لی بس اپنی آہ کی

شائق تخلص پیر محمد نام اولا شاگرد ہاشمی نام شاعرے بودہ آخر زانوی ادب بخدمت جرأت تہ کردہ ازوست

تماشا دیکھ کر جراح کے مرہم لگانیکا
ہمارے زخم ٹانکے توڑ کر کھل کھل کے ہنستے ہین

شائق تخلص محمد نذیر الدین حسن ابن شاہ غلام محی الدین رومی سرہندی از شیخ زادگان بریلی است ازوست

چین اس دل کو نہ اک آن ترے بن آیا
دن گیا رات ہوئی رات گئی دن آیا

شرف تخلص مرزا شرف الدین بیگ نام از سکنائے لکھنؤ بودہ ازوست

مژگان اُسکے برچھی ہین یا خنجر ہین یا بھالے ہین
سینہ سپر یان ہم بھی ہین سب اپنے دیکھے بھالے ہین

شرف شیخ شرف الدین در مقامیکہ شہرہ بقدم شریف است خانہ داشتہ دارو غگی کڑوڑ یوری متعلق بود بیشتر بفکر مراثے و مناقب می پرداخت ازدست

اب دن پھرے ہمارے یہ ہم پر عیاں ہوا | وہ مہ جبین جرأت کو پھر مہربان ہوا

شرف تخلص میر محمدی فرزند سید جعفر خان کہ صوبہ دار مرشدآباد بودہ از دست

یک صفائی قلب بس ہی بہر تسخیر جہان | خاتم دست سلیمان ہی نگین آئینہ

شریف تخلص مرزا شریف بیگ از دودمان شریف است شخص ظریف حریف بود

شریف رونے پر آجائین گر یہ دیدۂ تر | تو آبرو نہ رہے کچھ گھٹا برسنے کی

شرافت تخلص مرزا اشرف علی نبیرۂ میر مشرف کہ از امرائے مشہور است ساکن لکھنؤ شاگرد ممنون اوراست

چمک کے برق نے کی دل پہ شعلہ باری رات | نظر مین پھر گئی دامن کی وہ کناری رات
ضد ہے تجھے صید افگنی کی جب صنم چڑھ جائے ہی | سیل خون صید تا بام حرم چڑھ جائے ہی

شرر تخلص مرزا جعفر کہین برادر حکیم مرزا محمد المتخلص بعشق از مردم دہلی است بحیدرآباد رفتہ عازم پیشتر گشت یعنی ازین دار فنا رخت سفر بربست اوراست

ای عشق جگر سوز شرر کی تجھے سوگند | ایک شعلۂ جانسوز کہ مشتاق فنا ہون

شرر تخلص مرزا صادق شخصی بودہ کہ ترک دنیا نمودہ اوراست

گئے دو کون جہان کے کام سے ہم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے
نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے

شرر تخلص مرزا ابراہیم بیگ شاگرد نوازش حسین خان نوازش از دست

جھوٹی سی محبت تم یان کسکو جتاتے ہو | تقریر مین لکنت ہی کیون باتین بناتے ہو
شربت کے سے گھونٹ ابتو پیتے ہو شرر ہر دم | یون اُس شکرین لب کی اب گالیان کھاتے ہو
سامعین کا نہ فقط سُننے سے دم رُکتا ہی | سرگذشت اپنی جو لکھین تو قلم رُکتا ہی

شورے تخلص یکے از مردم جوالاپور است و از دورۂ سابقین اوراست

پھرتا رہے ہی چار پہر مضطر آفتاب | روشن ہی یہ کہ محو ہوا تجھپر آفتاب

شعلہ تخلص امرناتھ نام اصلش از کشمیر و مولد و منشا روے لکھنؤ است طبع خوشے دارد از دست

جان دی شعلہ نے حسن سبزے سے پرہیز کر — حق مین اس بیمار کے پرہیز کرنا سم ہوا
تھے نہ سیماب ہوس ذی طلا زرگر کے ہم — کیا سمجھ کر چرخ نے ہمسکو ملایا خاک مین
جلوہ گلزار ابراہیم آتا ہی نظر — ای بہار حسن تیرے روے آتش ناک مین
غم اسیرون کی بھی کچھ ہی آمد مال زخم کا — باغبان پھول ایکدر رکھدی قفس کے جالمین
رخ محبوب کو وہ دیکھتے ہین عین زینت مین — کوئی خدمت نہین دنیا مین خوب آئینہ دارسی
غبار راہ ہین پری ہواے عالم بالا — فلک پہ ایکدن پہونچین گے ہم اس خاکساری سے

شفا تخلص حکیم یار علے بنی اسرائیل از خیالات اوست

چون ڈاک کے دینے سے دونا لگے ہی یاقوت — چمکا ہی رنگ پان سے جوہر ترے لبون کا

شفیع تخلص محمد شفیع نام از پشیمانان است از فکرت اوست۔

پیشام جب یاد تیری بات آتی ہی ہمین — نیند کافر ہون جو ساری رات آتی ہی ہمین

شفیق تخلص مظہر علیخان از شاگردان ثناء اللہ خان فراق است ازواست

آتا نہین چمن مین مرا گلعذار حیف — جاتی چلی بہار ہی یو ہین ہزار حیف

شکوہ تخلص محمد رضا لکھنوی کشتہ سنت اصلاح مرزا قتیل است از وست

گرچہ کہتے ہو پھر بھی آؤن گا — ہی یہ انکار مین سمجھتا ہون
نہ اُس کا وصل ہی ممکن نہ تاب ہی دلکو — عجب طرح کا الٰہی عذاب ہی دل کو
تھوڑی بھی نیک و بد کی گروہ تمیز رکھے — کافر ہو پھر جو اُس سے دل کو عزیز رکھے

شکوہ تخلص میر شکوہ علی ساکن رادہ زیادہ برین حالش معلوم نگشت ازوست

نہ دم مین دم ہی نہ اب نم رہا ہی آنکھون مین — کبھی جو روئے تھے خون جم رہا ہی آنکھون مین

شکیبا تخلص شیخ غلام حسین دہلوی شاگرد میر تقی میر بزمرۂ شعراے پایہ تخت حضور والا محسوب بود بیت اول او بغایت دلپذیر فقیر ست

نسیم بسمل اُسنے گر چھوڑا شکیبا غم نہین — بر یہ غم ہی اعتبار دست قاتل اٹھ گیا
چپکا ہون مین طبیب یہ امکان ہی نہین — تو نبض دیکھتا ہی یہان جان ہی نہین
تیری چین جبین ہی موج طوفان — اسی سے ہم کنارے ہو رہے ہین

نہ پوچھو ماجرا ہجران کی شب کا سخت آفت ہے | مہ تابان بھی میرے سر پر خورشید قیامت ہے

شکر تخلص راد ہا گلشن کا بیت از مرادآباد است ازوست ـ

دیکھ تو اے چشم سیل اشک طغیانی میں ہے | گھر سنبھال اپنا کہ دیوار مژہ پانی میں ہے

شگفتہ تخلص مرزا بیدار بخت بہادر عرف مرزا حاجی خلف الرشید مرشدزادۂ آفاق مرزا جوان بخت جہاندار شاہ مرحوم است بمعیت پدر بزرگوار خویش بجانب بلاد مشرق رفتہ ہولے بنارس باطبع ایشان سازگاری کردہ از آہنگ بازگشت باز داشت ازوست

مشکل ہے میری اسکی ہو صحبت برار آہ | میں جلدباز ہوں وہ تغافل شعار ہے

شگفتہ تخلص مرزا سیف علی خلف الصدق شجاع الدولہ بہادر مغفور است فکر تش بسعی کاظم بیگ جوان تہذیب یافتہ جوان صاحب مروت و اخلاق بودہ از خیالات اوست

آنکھیں چرا کے شب وہ بہانے سے اٹھ گیا | حرف مروت آہ زمانے سے اٹھ گیا
خرم ناز ترا بس مری نظر میں رہا | تمام عمر ہی بیٹھا میں رہگذر میں رہا
بوسہ لیتے ہوے ہم دیکھو ادب کرتے ہیں | گالیاں دیتے ہیں یہ آپ غضب کرتے ہیں
غم نہ کھا اے دل اگر شب زلف کی تاریک ہے | پاس ہے رخ اسکا یعنی صبح بھی نزدیک ہے

شگفتہ تخلص بدھ سنگھ از ہندوان است مشورت سخن با بھورے خان آشفتہ کردہ ازوست

پروانہ وار جل کر گو خاک ہو گئے ہم | پر شمع رو نہ چوکا اپنی شرارتوں سے

شوق تخلص شیخ الٰہی بخش اکبرآبادی کاتب تقدیر منصب نامہ نگار سے مرزا منظفر بخت بہادر خلف مرزا جوان بخت بہ بخت وے نوشتہ گویند دیوان ریختہ و فارسی فراہم آوردہ کتابے تصنیف کردہ است مسمی بقوانین السلطنت ہنگامیکہ کشمکش شوق بہ تختگاہ جہان آباد سیر سد برسم رہ آوردہ پیشکش شاہ میکند وفاتش در ۱۲۱۲ھ اتفاق کردہ از تراوش رگ کلک اوست

دیکھے جو رنگ اس مژہ اشکبار کا | دل خجلتوں سے آب ہوا ابر بہار کا

اِس خاکسار کو کوئی کیونکر اُٹھا سکے — جون نقش پا جہان کہ یہ بیٹھا وہین رہا

شوق تخلص جواہر بیگ لکھنوی از شاگردان مصحفی است فن نغز و معما میدانست به مشہد مقدس رفتہ اور است

تجھہ بن قلق سے بستر غم پر تمام رات — تڑپا کیا مرا دل مضطر تمام رات
ہمارا حال زار ای شوق وہ آکر اگر دیکھے — یہ کیا ممکن ہی جو آنسو نہ چشم یار سے چپکے

شوق تخلص مولوی قدرت اللہ نامش در جرگہ فضلا ثبت است از باشندگان قصبہ موی بودہ این شعر ازو بنظر آمد و ثبت شد

ای خدا یون بھی کبھی تیری خدائی ہوگی — کہ مجھے اُسکی جدائی سے جُدائی ہوگی

شوق تخلص یکے از ساکنان جہان آباد و شاگردان سودا است ازوست -

دامن کو تیرے خون نہ ہے بن بھرے ہوے — چھوٹے نہ اپنا عشق تو قاتل مرے ہوے

شوق تخلص حسن خان از افاغنہ و از تلامذہ سراج الدین علیخان آرزوست ازوست

دکھا دیدار ای پیارے کہ مین فرقت سے درگذرا — مرا فردا ے محشر آج ہی مین کل سے درگذرا
مدت سے یہ بحث درمیان ہی — پر علم نہین کمر کہان ہی

شوق تخلص بھوسگے لعل نام از فکرت اوست

کہین مرقد پہ آنکلا بت ایمان شکن میرا — گلے مین ہو گیا زنار ہر تار کفن میرا
کہین وہ شوخ بھی آجائے لڑکو نہین تماشے کو — مبارک جب مجھے ای شوق ہو دیوانہ پن میرا

شوق تخلص روشن لال در علم موسیقی دستار نوازی علم اُستادی می افراشت اور است

گردش چشم دکھانا نہ گل اندام کہین — ورنہ ٹوٹے گی صراحی کہین اور جام کہین
عقدہ دل نہ کھلا ناخن تدبیر کے ساتھ — آخر ش کام پڑا پنجۂ تقدیر کے ساتھ

شوق تخلص محمد بخش نام حالش کماہی معلوم نشد اور است

ای شوق اُچھالے ہی وہ شیشے کو نشے مین — منظور کسی کی تو اُسے دلشکنی ہی

شوق تخلص غلام رسول از جہان آباد یست بدولت حفظ کلام اللہ تن را از آفات فاقہ نگہدارد و امامت مسجدیکہ بصحن خانہ عزیز آبادے است حضرت

ولی عہد بہادر بر ہ مسلم داشتہ اند و تعلیم اطفال نیز مے کند نسبت شاگردی بشاہ نصیر دارد اکثر کلامش بطرز استاد خود است ازین سبب بہزار تردد یک شعر درین رسالہ ثبت افتاد

لکھا ہوا تھا یہ اُس مہ جبین کے پردہ پر / نہین ہی کوئی اب ایسا زمین کے پردہ پر

شوکت تخلص منیف علی خلف میر رستم علی از مردم بجنور است تن نظم را از علی عشرت بریلوی گرفتہ نقل کردہ اند کہ وے را در بنارس باشخصے از اہل فرنگ مخالطت فراوان رو دادہ بتطمیع و تحریص وے العیاذ باللہ ترک اسلام گفتہ بروش نصارے برآمدہ اکنون در میرٹھ بتعلیم اطفال قسیسی ازین طائفہ بسر می برد و منیف مسیح نام کردہ است این ابیات ازان متبع مسیح دجال است

کاٹ ہے جو ابروے صنم دار مین / ہی یہ برش کب کسی تلوار مین +
مجھ مین اور ابرو مین ہی معرکہ آرائی آج / سرخ رو رکھیو تو اے دیدۂ خونبار مجھے

شور تخلص مرزا محمود بیگ عرف چھجو بیگ ایرانی نژاد است و مولدش این بلدۂ مینو سواد در معرکۂ کارزار کارش باتمام رسید مردی سپاہی پیشہ و درست اندیشہ بودہ است

ایک آہ سرد بھرنا اور دل کو تھام لینا / ہوتا ہی گاہے گاہے یون تیرا نام لینا
وہ قتل کو ہمارے ارشاد کر رہے ہین / یان کلمۂ شہادت ہم یاد کر رہے ہین
غضب آنکھین ستم ابرو عجب منہ کی صفائی ہی / خدا نے اپنے ہاتھ سے تری صورت بنائی ہی

شورش تخلص غلام احمد نام فرزند محمد اکبر قبالہ نویس جوان شوریدہ مزاج است گاہ گاہ بہ نظم اشعار می پردازد و از مومن خان استفادہ مے سازد و باداے طریق آشنائی می سپرد این اشعار از و نگارش یافت

نامہ جو بنیا لایا ہے قاصد تو صنم کا / ایسان لکھو ناکسی مایوس کرم کا
کیا جانے عدو خون جگر پینے کی لذت / شورش سے ذرا پوچھیے تلخ آب الم کا
کھو یہ کھیگا مجھکو غیر ادیدۂ تر ایک دن / شمع سان گھل جائیگا یہ جسم لاغر ایکدن
کیا قیامت ہی کہ روز حشر ہی ہر روز ہجر / تھا قیامت کے لیے یارب مقرر ایکدن

جب وہ بخواب غم دوری اغیار سے ہو — شکوہ پھر کیون نہ مجھے طالع بیدار سے ہو
چشم عاشق سے جو دریا کو کوئی دے تشبیہ — بس وہین رونیکا ہو جائے بہانا مجھکو
ہمدم شب ہجران مین اجل بھی تو نہین ہے — حال اپنا کہین کیا در و دیوار کے آگے
تا خواب مین بھی جلوہ نہ ہر دز اُنکے ہو تو — ہم کوچۂ اغیار مین فریاد کرین گے

شورش تخلص میر غلام حسین از ارباب عظیم آباد است اصلاح سخن از میر باقر حزین گرفتہ گویند کہ رنگ تذکرہ موزونان ریختہ ریختہ است وفاتش در ۱۱۹۰ نوشتہ علم اوراست

رقیب گرچہ بہت بر خلاف ہے شورش — ہوا کرے ہمین ہے یار اپنے کام سے کام

شہرت یکی از شاگردان جرأت است اوراست +

دل ڈھونڈھتے ہو پاس مرے دل کہان ہے — اک شعلۂ آتش ہے کہ پہلو مین نہان ہے

شہرت تخلص امیر بخش نام پسر عیسیٰ خان ہمراہ پدر بدکن رفتہ بذریعۂ شاعری ملازم سرکار دیوان چند و لعل گشت و صلہ ہا یافت د نوجوان مرد کسب فنون نظمیہ از شاہ اللہ خان فراق کردہ اوراست

حیرت پڑی ٹپکتی ہے شمع مزار سے — آئینہ کو جلا دو ہمارے غبار سے

شہامت تخلص شاہ شہامت علی یکی از درویشان بلاد شرقیہ بودہ اوراست +

یاد حق گر نہ دل مین تو ہو قالب نفس شوم — بوم ہو جاتا ہے وارث خانۂ ویران کا

شہید تخلص شاعرے از معاصرین میر دستود است اوراست

گئے برباد اپنے نالہ و فریاد با قسمت — بہار آخر ہوئی تب ہم ہوئے آزاد با قسمت
شہید آخر مقدر تھا ہمین حسرت مین جی دینا — ہمارے سر پر آکر پھر گیا جلاد یا قسمت

شہیدی تخلص کرامت علی نام باشندۂ لکھنؤ طبع خوشے دارد و در عروض دستگاہی معقول و در حساب مکانتے مقبول در بلاد پنجاب و گجرات بیشتر بسر بردہ گاہ گاہ بدہلی وارد شدہ ہنگام ورود دہلی بار اقم آثم بارہا برخوردہ مرد بے تکلف و وارستہ مزاج و وسیع المشرب است آزادانہ میزید اوراست

قدر سب چاہنے والون کی تری دیکھ چکے
گر کچھ مزا ملا تو شہیدی اُسی کے ہاتھ
کانوں سے سنا کرتے تھے ہم جادو ہے اک شی
عام ہین اُسکے تو الطاف شہیدی سب پر
ہم نہ پہونچے اپنے مطلب کو نہ پہونچے پر خدا
جلد انصاف چکا خلق کا اے داور حشر
نام مرنے کا سنے سے جسے غش آتا ہی
وعدہ شام پہ کی ہمنے عبث جاگ کے صبح
ظالم کبھی تو بام پہ آجا کسان تلک
شہیدی مین تو کیا ہون لیکے بوسہ سنگ اسود کا
دے لکے جانے کا شہیدی حادثہ ایسا نہین

خوار رہتا ہی پرانا تو پشیمان نیا
خنجر تو یون گلے پہ مرے بار ہا پھرا
آنکھون سے تری نرگس فتان نے دکھایا
مجھسے کیا ضد تھی اگر تو کسی قابل ہوتا
یہ نہ سنو اسلیے کہ مطلب غیر کا حاصل ہوا
پھر قیامت ہی جو وہ شوخ ستمگر آیا
وہ شہیدی کے جنازے پہ مقرر آیا
وہ اُسی وقت نہ آتے اگر آنا ہوتا
بہلائے جی کوئی در و دیوار دیکھکر
کیا خوشنود اُس بت نے خدا کو ایک بوسہ مین
کچھ نہ روئے آہ اگر ہم عمر بھر رویا کیے

شہیدا تخلص جز اینکه ساکن مرادآباد است بر دیگر روداوش وقوف نشده است

کرتے ہو کیون سُبک تم در سے مجھے اُٹھا کے
کیا میرے بیٹھنے کا خاطر پہ بار گذرا

شیدا تخلص خواجہ ہینگا اصلش از کشمیر بوده بعض علاقہ بندے علاقہ
داشتہ از تلامذۂ میر محمدی بیدار است درست

جاتین مشتاقون کی لب تک آئیان
جا کان مین باتون کے بہانے لیا بوسہ

ملبے ظالم تیری بے پروائیان
دیوانہ ہون شیدا مین بڑا کام کیا ہی

شیدا تخلص نواب معین الدین خان نبیرهٔ نواب غازی الدین خان مرحوم
متخلص به نظام که جلایل مآثر ایشان مقرع سمع خاص و عام است بنگالہ
سکونت دارد گاه گاه بجهان آباد میرسد نختے از ابیاتش بکف آمده بود
بعد انتخاب ثبت گشت

اتنا نازک ہی مزاج اے بت قاتل تیرا
بیٹھا رہتا ہی جو زانو پہ جھکا سے لیے شیدا

کہ تڑپتا نہین دل کھول کے بسمل تیرا
پانون سے کس کے سر ایسا ہی رہا دل تیرا

جواب زبانی بھی اُس کا نہ آیا +
دیے میرے ہی خط تجھے سب نے لاکر

شمع تک ٹھنڈی اُٹھی بزم سے اُسکی پر ہم
اُٹھے تو جل کے اُٹھے بیٹھے تو جل کر بیٹھے

شیفتہ تخلص شاعری از پیشینیان است اور است +

عید کے دن بھی نہ دیکھا اُس ہلال ابرو کو آہ
چاند دیکھا ہم نے لیکن منہ نہ دیکھا چاند سا

شیفتہ تخلص حافظ عبد الصمد از خاندان اہل علم است ووے بسیا ہی وضع بودہ قواعد نظم
از بھولے خان آشفتہ آموختہ او راست

نے لے سبب کاکل مشکین کو یہ شانہ کیا تھا
مُنہ چھپانا تھا اگر تو یہ بہانہ کیا تھا

شیفتہ تخلص راقم آثم است از کم وزنہائے خواست کہ بزمرۂ موزونان بشمار آید
اما بامید کرم ارباب کرم کہ عیب را ہنر پندارند وخطارا صواب انگارند لختے از گفتار
خویشتن کہ ناخوبتر چون کردار است سامع خراشے میکند

شنیدم کہ در روز امید و بیم
بدان را بہ نیکان بہ بخشد کریم

تو ہم ار بدے بینی اندر سخن
بخلق جہان آفرین کار کن

وپیش از عرض افکار تقریباً گذارش کیفیت خود می نماید کہ فقیر از
آوان صبا باین شغل منوط بودہ اکثرے عمر گرامے را رایگان داد چون
ربط باین فن از دیگر اشغال عالیہ و فنون شریفہ باز مے دارد اکنون
دیرگاہ است کہ سر و کارم نیست مگر تحریک مخلصان گاہے از دار دات
جدیدہ و اتفاق مے افتد و آنہم بعد سالے نہ کہ ماہے وچنانکہ پاس ہجوم دلہ
مشتاقان ریختہ وقتے بغور و فکر ریختہ مضطر مے کند ہمچنان رعایت جوش
شوق آرزومندان پارسے گاہ عنان دل بپارسے مے کشد و در مراتب سخن
اگرچہ ادائے خاص با من است اما طبع با ہر روش چنان مناسب افتادہ
کہ بہر شیوہ سخن میکنم کہ ہمانا طرز خاص من است واین سخن را اگر مجموعۂ نظم و نثر
من بینی مسلم میدارے و ہر انچہ در قدسی نغمانہ نخش من داشتند از دست
ساقی مصطبۂ سخن مومن خان بکاسہ ام ریختند واین چند بیت از خیالات پریشان خو

کہ جمعیت دیوان گرفتہ عرضہ می ہد

کوئی بجان جہان مین نہین جیتا لیکن — تیرے رنجور کو جیتے ہوے بیجان دیکھا
تمنے کیا جانیے کس ذوق سے دی جان دم قتل — کہ بہت اُس نے ستمگر کو پشیمان دیکھا
ایک نالے مین ستم ہائے فلک سے چھوٹے — جس کو دشوار سمجھتے تھے سو آسان دیکھا
کیا ہووے شام روز جزا ڈہب نجات کا — باقی ہے انتقام ابھی عشرت کی رات کا
کیونکر ہین جان جانتے ہین بیوفا مجھے — کیا اعتبار ہے اُنھین دشمن کی بات کا
اے مرگ آکہ میری بھی رہ جائے آبرو — رکھا ہے اُس نے سوگ عدو کی وفات کا
اُس سے مین شکوہ کی جا شکر ستم کر آیا — کیا کرون تھا جو مرے دل مین سو زبان پر آیا
قبر سے اُٹھکے یہی دھیان مکرر آیا — وہ تو آئے نہین مین آپ مین کیون کر آیا
اے اجل نیم نگہ کی تو مجھے مہلت دے — اہل ماتم مین یہ چرچا ہے کہ دلبر آیا
دیا ہائے مجھے لذت آزار نے چین — دل ہوا رنج سے خالی بھی تو جی بھر آیا
شوق مردن تو ہجر پر جلنے سے بن آئیگی — شگفتہ صد چہ جرعہ اپنی ستمگر آیا
ہے خراش ناخن غم مین بھی کیا بالیدگی — جو ہلال غرہ تھا سو ماہ کامل ہوگیا
ہاتھ اُٹھایا اُسنے قتل بیگنہ سے میرے بعد — طالع اغیار سے جلاد عادل ہوگیا
شعلہ رو یار سے شعلہ رنگ شراب — کام یان کیا ہے دامن تر کا
نقش تسخیر غیر کو اُس نے — خون کیا تو مرے کبوتر کا
میری ناکامی سے فلک کو حصول — کام ہے یہ اُسی ستمگر کا
کیا دون جواب داور روز شمار کا — ہے اب تلک خیال اُسی غفلت شعار کا
گھبرا کے اور غیر کے پہلو سے لگ گئے — دیکھا اثر یہ نالۂ بے اختیار کا
کب طالع خفتہ نے دیا خواب مین آنے — وعدہ بھی کیا وہ کہ وفا ہو نہین سکتا
ایسے جفاے یار مین پائے مزے کہ بس — منکر ہی ہوگیا مین عذاب الیم کا
اسکے آغاز محبت مین ہوا کام اپنا — پوچھتے ہین ملک الموت سے انجام اپنا
ذکر عشاق سے اتنی ہے جو نفرت اسکو — آپ عاشق ہے مگر وہ بت خودکام اپنا

کیون نہووے پتش دل سے مجھے خواہش مرگ
تاب ہوسکی ہے کسے دین بھی وہ اب شیفتہ گر
آپ جو ہنستے رہے شب بزم مین +
غیر ہی ہمیشہ کہچا ہین گے اب شیفتہ
یاس سے آنکھ نہی جھپکی تو توقع سے کھلی
شب ہجران نے کہا قصہ گیسوے دراز
اب ہمین حاجت پرہیز پڑی
خوبی بخت کہ پیمان عدو
کس لیے لطف کی باتین ہین پھر
پروانہ بنا میرے جلانے کو وفادار
پروانہ وار جلنا دستور ہے ہمارا
یان سبک حرف ملامت وُیان گران عرض نیاز
ہاے اُس برق جہان سوز پہ آنا دل کا
ہے ترا سلسلۂ زلف بھی کتنا دل بند
دیکھتے ہم بھی کہ آرام سے سوتے کیونکر
معجزہ حسن سے سب جن دلبر ہین تسخیر
کس مہتاب کو دیکھا کہ ہوا گرم عنان
نہ لکھنا تھا غم ناکامی عشق
بے پردہ وہ آئے مجھے کس طرح نہووے
شوگمہ طفل ہوش آگیا تھا دیکھ گل پھر غش ہوا
کیا کہین گے گر ستم دیکھے کہ اک بیدرد تر
میرے آنے سے تم اُٹھ جاتے ہو
کیا بن گیا ہون صورت دیوار دیکھنا

سب کو دنیا مین پسند آئے ہے آرام اپنا
کر چلی کام یہان لذت دشنام اپنا
جان کو دشمن کی مین رو بیٹھ گیا
کچھ تو ہے جو یار نے ایسا کیا
صبح تک وعدۂ دیدار نے سونے نہ دیا
شیفتہ تو بھی دل زار نے سونے نہ دیا
غم نہ کھایا تھا کہ سم یاد آیا
اُس کو ہنگام قسم یاد آیا
کیا کوئی اور ستم یاد آیا
محفل مین کوئی شمع بدل جائے تو اچھا
اُس شمع رو پہ مرنا مشہور ہے ہمارا
سخت جان ہم کب نہ تھے اور نازنین تو کب تھا
سمجھے جو گرمی ہنگامہ جلانا دل کا
پھنسنے سے پہلے بھی مشکل تھا چھٹانا دل کا
نہ سُنا تم نے کبھی ہاے فسانا دل کا
میرے بلقیس کو دعواے سلیمانی کا
کچھ نیا ڈھب ہے ترے رخش کی جولانی کا
جواب نامہ نے مدعا کیا
اے شیفتہ ہنگامۂ محشر کی شکایت
یاد آئی مجھکو اُس چاک گریبان کی بہار
شیفتہ عاشق ہوے وہ شوق میرا دیکھکر
بزم دشمن مین نہ آؤن کیونکر +
صورت کسی کی مین سر دیوار دیکھکر

کہتا تھا وقت نزع کے ہر اک سے شیفتہ
یہ ناخن و خراش مین بگڑی ہی کہ کیا کہون
صبح شب فراق کیا لطف مرگ نے
بیرحم نہین جرم وفا قابل بخشش
لکھتا ہون زبس آرزوے قتل مین نامے
رہجائے کیون نہ ہجر مین جان آکے لب تلک
کہتے ہین بیوفا مجھے مین نے جو یہ کہا
ایسے کریم ہم ہین کہ دیتے ہین بے طلب
یان عجز بے ریا ہے نہ وان ناز دلفریب
صبر مر وانے کا بھیر نہ پڑے ڈرتا ہون
تنگ اتنا نکر اے شوق ہم آغوش کہ وہ
ہنگام غش جو غیر کو اُس نے سنگھائے گل
ازبسکہ دیکھ جلوہ ترا جل گئی بہار
خوش ہون دکھانے لائیگا اُسکو کہ غیر نے
کب ہوے خار راہ غیر بھلا
نعش پر تو خدا کے واسطے آ
افغان چرخ رس کی لپٹ نے جلا دیا
ہین جان بلب کسی کے اشارت کی دیر ہے
ہم زندہ اور غیر پہ بیداد جلد آ
کیا جانتے تھے صبح وہ محشر قد آئیگا
اے جوش رشک قب عدو ابتو مت اٹھا
التفات ان کا ہے وہم اہل بزم کو
آنکھون سے یون اشارہ دشمن نہ کیجئے

دینا کسی کو دل تو وفا دار دیکھکر
اکدم ہوا جو عقدۂ بند قبا سے ربط
کیا دیر مین ہوا ہمین زود آشنا سے ربط
محروم ہین کس واسطے تعزیر کے مشتاق
ہین میرے کبوتر بھی ترے تیر کے مشتاق
ہے آرزوے بوسہ یہ پیغام اب تلک
مرتے رہینگے تم ہی پہ جیتے ہین جب تلک
پہونچا دو یہ پیام اجل جان طلب تلک
شاکر بیچارہ ہا گلہ بے سبب تلک
تا ہر وشمع کو ہرگز نہ جلانا شب وصل
ڈھونڈھتے ہین چلے جانیکو بہانا شب وصل
جنت مین لیچلی مری جان کو بوے گل
شعلہ اُٹھے زمین چمن سے بجاے گل
بستر پہ میرے کانٹون کے بدلے بچھائے گل
کیون کھٹکتے ہین چشم یار مین ہم
مر گئے تیرے انتظار مین ہم
نامے کو ڈھونڈھتی ہے صبا اور صبا کو ہم
دیکھے ہے اُس نگہ کو قضا اور قضا کو ہم
اے مرگ داد چاہینگے چل کر خدا سے ہم
شام شب فراق نہ مرتے بلا سے ہم
بیٹھے ہین دیکھ بزم مین کس التجا سے ہم
شرمندہ ہوگئے تری شرم و حیا سے ہم
ہوتے نہ اس قدر جو غضب نیون ہین ہم

تربت مین میری گور کی لازم ہے خوب سی
طوفان نوح لانے سے اے چشم فائدہ
دشمن تو اہنر یا ہو فلک بوالہوس پرست
مین جل گیا وہ غیر کے گھر جو چلا گیا
کب ہاتھ کو خیال جزائے رفو نہین
کیا جانے درد زخم کو گو ہو شہید ناز
کچھ اور بیدلی کے سوا آرزو نہین
سنلے اشک لالہ گون بھی مین بے آبرو نہین
پھر بھی کھو گئے چھیڑنے کی اپنی خو نہین
کیا جوش انتظار مین ہر سمت دوڑ لے
شکر ستم ہی راس نہ آیا ہمین کہ اب
ہرجا ئی اپنے وحشی کو کس منھ سے کہتے ہو
نیرنگیون نے تیری یہ حالت تغیر کی
کیا ہو سکے کسی سے علاج اپنا شیفتہ
چراغ وقف محبت نے کر دیا افسوس
تنگ تھی جا کہ دل ناشاد مین
کیون کر اُٹھتا ہے خدا رنج قفس
یان امید قتل ہی سے نے خون کیا
لیلی کہے سے بگڑ گئے سے تھے
گر کہیے کہ غیر سے نہ ملیے +
دشمن کہین گیا تھو آنکھون سے شیفتہ
الفت چھپا کے اور بھی شرمندہ مین ہوا
جو حال پوچھنا ہے تم اُس سے ہی پوچھ لو

تقریب سیر ہی سے وہ شاید گذر کرین
دو اشک بھی بہت ہین اگر کچھ اثر کرین
کس سے جفائے غیر کا یارب گلا کرون
شعلہ سے استعارۂ آواز یا کرون
کب پارہ پارہ پیرہن چارہ جو کرون
جو نیم کشتۂ خنجر برشتہ عدو نہین
ایدل یہ یاد رکھیو کہ ہم ہین تو تو نہین
گریہ مین رنگ کیا ہو کہ دل مین لہو نہین
عطر سہاگ ملتے ہو وہ جس مین بو نہین
بدنامیون سے ہائے گذر ایک سو نہین
کہتے ہین وہ کہ لائق الطاف تو نہین
کیا آپ کا نشان قدم کو بکو نہین
امید زندگی کی کہو ہے کبھو نہین
اُس گل پہ غش ہین جسمین محبت کی بو نہین
کہ مجھکو دوست و دشمن سبھی جلاتے ہین
آپ کو بھولے ہم اُس کی یاد مین
مر گئے ہم تو کف صیاد مین +
رہ گئی حسرت دل جلاد مین
دیوانہ مین جان کر بنتا ہون
کہتا ہے کہ کیا مین بیوفا ہون
اُسکی گلی مین آج نشان قدم نہین
اظہار عشق غیر سے وہ منفعل نہین
مجھکو دماغ قصۂ غم ہائے دل نہین

جلے کیا کیا نہ عرض سوزش داغ نہانی مین
عدو سے بات کی اور حرف آیا ہمہ دانی مین
دعوے ہین بوالہوس کو عبث مال وجاہ مین
رقیب پیتے ہین کس کس مزے سے جام شراب
موے یہ بھی مجھے کس طرح اضطراب نہ ہو
ہے دل کو شکر وفا کے عدو سے بیتابی
ناصحو یون بھی تو مرجاتے ہین
بوسۂ لب نہ مانگتا دشمن
دیکھکر چشم غضب کو اُسکے مین نے رو دیا
لب ہو مین گستاخیان آداب دان عشق سے
کیون نہ شادی مرگ ہونا کام مجھسا دیکھکر
خط آزادی تھا نامہ غیر کا ایجوش رشک
آہ وزاری نارسا شوق اسیری بے اثر
اک دم شمشیر سے آزار سب جاتے رہے
اجل نے کی ہے کس دم مہربانی
سحر اُن کو ارادہ ہے سفر کا
دیت اہل فلک کے درہم داغ
انصاف لے خدا لے دو عالم کہان تلک
تشبیہ تیری زلف سے دی ہو نہ غیر نے
تاب وصال اُس سمن اندام کو کہان
جاتا ہون کوے غیر مین صحرا کے بدلے مین
لگے رشک اُن کو یاد آنے لگے
پھر محرک ستم شعاری ہے

عجب آرام تھا جون شمع ہمکو بے زبانی مین
غرور حسن کم ہوتا ہے الطاف بانی مین
الماس ریزی فرش مین یان خوابگاہ مین
ہمارے دہر مین افسوس اجتناب نہین
یہ جور ہین کہ قیامت کے دن حساب نہ ہو
کرون مین کچھ گلا لطف گر عتاب نہو
عشق سے مجھکو ڈراتے کیون ہو
منھ لگاتا ہے کون سائل کو
چاہیے پانی ملا لینا شراب تیز کو
دیجے تعزیر اپنی تمکین ہوس انگیز کو
دہن سنم کے منھ مین زبان خنجر خونریز کو
پھاڑ ڈالا آپ ہمنے کیسی دست آویز کو
کون لائے آشیانے تک مرے صیاد کو
ہم مسیحا جانتے ہین شیفتہ جلاد کو
کہ جب کبھو ہین وہ نامہربان ہے
قیامت آنے مین شب درمیان ہے
کہ تیر نالہ اپنا خونچکان ہے
وصل صنم عدو کو ہو رشک عدو مجھے
سنبل سے عطر فتنہ کی آتی ہے بو مجھے
بس بس نچھیڑ اے خلش آرزو مجھے
دیوانگی مین بھی ہے تری جستجو مجھے
ہم جو غیر دن گھر مین جانے لگے
پھر انھین جستجو تمہاری ہے

پھر وہی بیقراری تسکین ہو
کہے ہے مجھسے کہ اس جور پر تو چھوڑ اُسے
خیال تھے اثر جذب دل سے کیا کیا آج
کہان تلک ستم یار کا فلک سے گلہ
غیر بھی کیون تم سے نباہین گے گر
کرتا ہون مین تعریف زبس اُسکے دہن کی
جس لب کے بوسے غیر لے اُس لب سے شیفتہ
شکر ستم نے اور بھی مایوس کر دیا
آؤ الجھائین لڑائی ہو چکی +
کیا ارادہ اگر سیر باغ کا تو نے
دیکھ تغیر مرے رنگ کو شوخی سے کہا
بھیجکر کسکو بلاؤن شب غم مین کہ کوئی
بزم دنیا مین ہر دو شخص کو کب عیش نصیب
دولت وصل سے کیا کام ہوس ناکون کو
خود چاک کرون جامۂ اعدا کہ نہین چاک
اے عدو کس لیے نازان ہے سمجھ تو آخر
لے چلین تھوڑا نمک بھی دشت مین
کھول جلد اے شیفتہ آغوش شوق
اُسنے خوش کر کے پڑھوایا عدو سے خط مرا
ننگ مہمانی دشمن بھی کیا ہمنے قبول
ناصح تری زبان ترے بس مین نہو تو پھر
کیا شوق جستجو ہو کہ سر پاؤن ٹوٹ جائین
یہ غم اگر نہین کہ نہ آیا وہ بیوفا +

وہی تسکین بیقراری ہے
ستم تو دیکھو کہ طعن عدو وفا پر ہے
ہزار خون ہوس گردن حنا پر ہے
تو آپ شیفتہ اے شیفتہ جفا پر ہے
جرم وفا قابل تعزیر ہے
لیتے ہین مرے لب مری تقریر کے بوسے
کم بخت گالیان بھی نہین تیرے واسطے
اس بات کا وہ غیر سے شکوہ کیا کرے
ایکدم صبر آزمائی ہو چکی ++
قیامت آئے گی ابر بہار کے بدلے
تجھسے ڈرتا ہون کہ تو دم مین بدل جاتا ہے
لاکھ خاطر ہو یہ کب سوے اجل جاتا ہے
سو تجھی کو رہے مجھکو تو یہ غم بھی بس ہے
نازِ خسرو کے لیے خیل وحشم بھی بس ہے
جیمن سے کہ لون دھجیان ارباب ہوس کی
جیسے ہم خوار ہوے ہین یہ وہی عزت ہے
آبلے پھوٹین گے آخر خار سے
یہ صدا آئی لب سوفار سے
بسکہ تھا آگاہ حرف شکوہ کے تحریر سے
شیفتہ لیکن نہ آئے وہ کسی تدبیر سے
انصاف کر کہ دل یہ مرا زور کیا سے چلے
تیری گلی کی سمت مرا نقش پا سے چلے
روتے مرے جنازے پہ کیون اقربا چلے

تھی کب سے مرگ و حسرت دیدار مین نزاع
وہ ایک دم مین آکے جھگڑا مٹا چلے
اے جان لب پہ آکے ٹھہرنے سے فائدہ
رہنا ہوا تو رہ گئے چلنا ہوا چلے
تذکرہ صلح غیر کا نہ کرو
بات اچھی نہین لڑائی کی
تم کو اندیشۂ گرفتاری
یان توقع نہین رہائی کی
ایکدن تیرے گھر مین آنا ہے
بخت و طالع نے گر رسائی کی
ایسی رغبت سے کرے قتل گمان کاہیکو تھا
شیفتہ اس کو تو ہو تم سے محبت نکلی

حرف الصاد المہملہ

صاحب تخلص مظفر الدولہ ممتاز الملک نواب ظفر یار خان بہادر خلف شمرو فرنسیس اصلاح شعر از خیراتی خان دلسوز گرفت ہنگامے کہ در جہان آباد می گذرانید رنگ مشاعرہ سے ریختہ در دیوان جوانے ریختہ حیاتش گنجینت اوست

نظر آیا مجھے شب بام پہ پیارا اپنا
پارسے اب کھجے ہے بلندی پہ ستارا اپنا
ہے زلف حلقہ زن خط دلبر کے آس پاس
یا آ گھر رہا ہے فوج سکندر کے آس پاس

صاحب تخلص از پیشینیان است و صاحب دیوان او در است

زور کیفیت مے ہے کہ سبھی جھکتے ہین مینا
جام پر شیشہ جھکا ہے شیشہ پہ مینا جھکا

صاحب تخلص نامش امۃ الفاطمہ بیگم مشہور بصاحب جی کہ ماہ آسمان نکوئی است آفتاب صفت از مشرق بجانب مغرب آمدہ بتقریب ہمراہ یا موسن خان کارش افتاد ماہی چند کار ہا در دو دہ بود سالہاست کہ باز بہ لکھنؤ رفت مثنوی قول غمین نام کہ از مصنفات خان معزے الیہ است شرح نسخہ حسن و جمال ہمان موزون قد است القصہ بفیض صحبت شان دلش بشعر و شاعری میل کرد از موزونے قامت بموزونے طبع گرائیدہ و از آرایش زلف پریشان بموشگافی اشعار پیچیدہ از دست

رقیبون کا جلنا کسان دیکھتا تو	آسمان یہ مرے گھر مین آیا تو دیکھا
گنہ کیا صنم کے نظارے مین زاہد	یہ جلوہ خدا نے دکھایا تو دیکھا
کھولے ہین اُس نے پیرہن یوسفی کے بند	تہ کر رکھے نسیم سے کمد و قباے گل
نظر ہے جانب اغیار دیکھیے کیا ہو	پھرے ہے کچھ نگہ یار دیکھیے کیا ہو
جو خط جبین کا مرے کاتب ہے اُسی کو	دکھلا تو مرا نامۂ اعمال الٰہی
صاحب جو بنایا ہے تو مانند زلیخا	یوسف سا غلام اک مجھے دے ڈال الٰہی

صاحبقران تخلص امام علی نام از سادات رضویہ است و از سکناے بلگرام شرم و حجاب از دلش بمراحل دور و طبعش از آداب و اخلاق مہجور ہرچند داب جامع این اوراق نیست کہ عیاذاً باللہ کسے را بہ بدے نام برد امّا درخصوص اینکس نظر بفحش و ہزلش خلاف عنوان ناخواست حرفے چند از نوک خامہ بر صفحہ نامہ ثبت گردید یارب از نامۂ اعمال این نامہ سیاہ محو باد الحاصل ہمہ اشعارش از انواع ہزل مملو است اگرچہ مضامین دلپذیر ہم دارد امّا حیا مانع تحریر مگر از یک بیت نتوان گفت کہ در نہایت مرتبہ عالی رتبۂ آمدہ و شاید کہ نوجوانان بیباک و شبان ہوسناک را نانوشتن آن ابیات موجب شکایت و گلہ گردد امّا ناچار نپذیرفتہ آمد کہ الانسان اذا ابتلی بلیتین فاختار اہونہما خلاصہ آن شعر این است

مجھکو شہوت ہوئی یتم سے	تھی مقرر کسی چھنال کی حناک

صادق تخلص صادق علیخان از امراے عظیم آباد است او راست

وہ ہے عرق سے یار کے چاہ ذقن مین آب	دیکھے تو خضر کے بھی بھر آئے دہن مین آب

صادق تخلص میر جعفر خان از اکابر دہلی بودہ او راست

شرم سے نام وہ نہین لیتا	پھر ہمارا خطاب ہے کوئی

صادق تخلص صادق علی خان از اقارب فوجدار خان کہ لقب پیلبان خاص شاہی است نسبت شاگردی با افشار اسد خان دارد او راست

صادق اب اور سرد کار نہین اُس سے مگو — ایک بوسے کی رکھے ہے دلِ غمناک ہوس

صابر تخلص صابر شاہ دہلوی از موزونان زمان محمد شاہ است از دست

جو ہم بستر ہو ہم سے تو اُسکی کیا شکایت ہے — نظر بھر کے ہمین اک دیکھنا اُسکا کفایت ہے

صانع تخلص نظام الدین احمد بلگرامی و ہمین نام تاریخ ولادت اوست شخصے است باآداب و اخلاق مہذب و فکر لش دریا رسی زبان آفرین طلب با شعرائے ممتاز عصر خویش مانند شیخ علی حزین لاہجی اصفہانی دوالہ و اغستانی صحبتہا داشتہ احیاناً ہمت بفکر ریختہ می گماشت ور است

صنم کی اُس محبت پر دیا تھا جان و دل صانع — نہما معلوم ہو جائے گا یون نامہربان اپنا

صبا تخلص کانجی مل نژادش از فیروز آباد مولد و نشا دے لکھنو از تلامذہ مصحفی است دیوانی مختصر گرد آوردہ در عنفوان شباب این جہان گزران گذاشت او راست

ابھی تسکین ہوئی تھی اک ذرا فریاد و زاری سے — لگا دل مضطرب ہونے کہ پھر درد جگر اُٹھا

افسوس وہ آرام عدم مین بھی نہ پایا — جس کے لیے دنیا سے سفر ہم نے کیا تھا

چلے دامن اُٹھا کے یہ کہو اُس شوخ قاتل سے — کہ یہ مدفن نظر آتا ہے رنگین خون بسمل سے

ضیا تخلص شخصی از تلامذہ میر ضیا است او راست

جمع کر کے درد سارے تو نے دل پیدا کیا — کہہ تو اے دست قضا پھر اس سے کیا حاصل کیا

رکھ محروم بوسے سے ہمین قاتل کہ مرتے ہین — جو مانگے سو اُسے دیتے ہین جسکو قتل کرتے ہین

ق

تربت صبا کی دیکھی کل رات دور سے جو — آتے نظر مجھے وان شمع و چراغ کتنے

جا کر جو آج دن کو دیکھا کیا تفحص — اک دل جلے ہے اُسمین حسرت کے داغ کتنے

صبا تخلص مرزا راجہ شنکر ناتھ بہادر خلف مرزا راجہ رام ناتھ بہادر منصب پیشکار سے نظارت با اوست محفل مشاعرہ می آراست او راست

کیا پوچھتے ہو جور و ستم مجھسے یار کا — دیکھو نہ حال میرے دل بیقرار کا

دن جب اُس کی نگہ مست کا مخمور رہا — سرخوش کیفیت بادۂ انگور ہوا

صبر تخلص مرزا غلام حسین خان خلف حکیم بو علی خان اصلش از کشمیر

جنت نظیر و مولودش و مولد بعضی از بزرگانش ہمین بلدہ دلپذیر افکار خود را از نظر میر عزت اللہ خان عشق گزرانیدہ او راست

گہے قصد حرم گاہے سر میخانہ رکھتے ہین	غرض ہم بھی عجب ہی مشرب رندانہ رکھتے ہین

صدق تخلص یکے از اہالی حیدرآباد است ازوست

بوقت اشک جو نکلے ہے شاید	ہوا آنکھون مین اب لخت جگر بند
کہان نکلے ہے تار زلف سے دل	کرے پرواز کیونکر مرغ پر بند

صبا تخلص منو لعل کایتھ از اہل لکھنو و تلامذۂ مصحفی است ہرچند جز این شعرے از و در نظر نیامدہ اما می باید کہ صاحب این بیت سلیقۂ خوشی درین فن داشتہ باشد

جیتی کب یہ سلیقہ ہے ستمگاری مین	اکوئی معشوق ہے اس پردۂ زنگاری مین

صفا تخلص از اسم و رسمش آگہی درست ندارد ازوست

کہتے سب جھوٹ ہے گلشن بھری شیشہ مینا	رہ گئی ہے مرے آنسو کی تری شیشے مین

صفدر تخلص میر صفدر علی از شعرائے پیشتر است این ابیات ازوست

برقع کو اٹھا منہ سے جو تم کرتے ہو اپنا	اب مین ہمہ تن گوش ہون یا ہمہ تن چشم
شب سوختہ شمع سے جیب گل نکلے	چاہیے بیضۂ فانوس سے بلبل نکلے
کھول دیتی گرہ زلف صبا کیون نہوئی	تیرے پاؤن سے لگی رہتی حنا کیون نہوئی

صفدری تخلص میر صادق علی کوچک برادر میر نظام الدین ممنون از ہمین برادر خود تربیت یافتہ در عین شباب از دست کافری بیگناہ کشتہ شد او راست

نہین معلوم پڑا ہائے نگارین کس کا	چھپا ہے حنا کی سی گل قالین پر
صفدری قد کو کہین اسکے کہا تھا گل سرو	سیدھی اس شوخ نے کیا کیا نہ سنائی مجھکو
آنکھ اپنی یہ کس کے در دندان پہ پڑی ہے	جو اشک مسلسل ہے سو موتی کی لڑی ہے
ہے شکایت یہی کہ غیرون سے	آشکایت ہماری آپ سے کی

صنعت تخلص کریم الدین نام از مرادآباد است و در صنائع و در گرے استاد آزادانہ میزید اوقات عزیز بعبادت مے گذراند بارہا بدہلی آمدہ اما فقیر ش

ندیدہ ام ازوست

یہ مانا کہ ہین آپ دلبر دلیکن
ہمارا ہی دل لیکے دلدار ٹھہرے

حرف الضاد المعجمہ

ضبط تخلص میر حسن شاہ جز اینکہ از لکھنؤ است دیگر حالش معلوم فقیر نگشت کہ بضبط تحریر آرد اور است

نقد دل وحشت مین کھوکر اک جنون پیدا کیا
ہمنے بازار محبت مین یہ کیا سودا کیا

ضمیر تخلص شیخ مداری اکبرآبادی از تربیت یافتگان ولی محمد نظیر است اور است

وہ ابھی سے تو گل آرزو وہ ہنوز تازہ بہار ہے
نہ کچھ آئنہ سے اُسے خبر نہ حیا سے کچھ سروکار ہے

ضمیر تخلص گنگا داس نسبت شاگردی بخدمت شاہ نصیر دارد و درد دل ہم آگہی داشتہ ازوست

مین بتاتا ہون ضمیر اب کچھ تجھے بھی ہے خیال
چشم خواب آلودہ اُسکی فتنہ بیدار ہے

ضیا تخلص میر ضیاء الدین از باشندگان قدیم شاہجہان آباد است ازینجا نقل کردہ در عظیم آباد طرح سکون انداختہ ہمدران جا فوت کردہ از شعرائے نامی است شاگردان بسیار فراہم آوردہ از فکر اوست

صاف تھا جب تک تو ہمکو بھی جواب صاف تھا
اب جو خط آنے لگا شاید کہ خط آنے لگا
راز دل ہین پوچھتے اور بولنے دیتے نہین
بات منھ پر آرہی اور لب ہلانا منع ہے

ضیا تخلص مرزا ضیا بخت پور مرشد زادۂ آفاق مرزا فرخندہ بخت دیگر صفاتش را احتیاج اظہار نیست ازوست

چھڑا کے کون گیا ہاتھ سے ضیا دامن
بندھا جو اشک کا تا جیب تار رہتا ہے

ضیا تخلص ضیاء الدین نام شوریدہ سری بودہ می پرسیتها بسیار نمودہ ازوست

چون حنا راس جا نہ بھولین ہین نہ پھل لاتے ہین ہم
جب مراد ملنے پہ نے کو پہونچتین ہین تو جل جاتے ہین ہم

حرف الطاء المہملہ

طالب تخلص طالب حسین فرزند عسکری نالان تخلص مشقش قلم خوردہ انشاء اللہ خان استاد است

دشت مین آہ شرربار جو طالب نے بھری
ایک شعلہ گیا خاشاک بیابان سے لپٹ

طالب تخلص از باشندگان دکن و ہم عصر ولی است ازوست

طالب کے خون چشم سے آلودہ کیا کرنے
وہ پانون جو حنا سے رہے سرگران سدا

طالب تخلص میر طالب خلف سید الشعراء امیر غالب علی خان سید تخلص این مطلع ازوست

مضطر ہو کب مین شب اُٹھ لے باہر وہ نہ آیا
گھر سے تری گلی مین تا بام تو نہ آیا

طالب تخلص حافظ طالب شخصی است از رامپور و در تلامذۂ مولوی قدرت اللہ شوق مذکور اوست

چیرے سینے کو شق کیجے دل دلگیر کو
یہ ہی دو جا گہ ہے اور کیا کہا گیا مین تیر کو

طرب تخلص جھنو لعل نام کایستھ از اہل لکھنؤ شاگرد نوازش حسین خان نوازش است بشہتر بفکر مراثی کامل بود دران نظر بمناسبت دلگیر تخلص دارد و مرثیہ ہایش درافواہ مشہور و برالسنہ مذکور و فرط اعتقادش با ئمہ علیہ السلام باعث بر تغییر کیش شدہ کہ دین آبائی را گزاشتہ بشرف اسلام مشرف گشتہ اوراست

معطر اُس کے نہانے سے بسکہ آب ہوا
حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا

گئے جان سے گذر ہم جو نہ وہ وعدہ کی شب آیا
بہانا اُس کا گویا موت کا اپنی بہانا تھا

طرہ تخلص طرہ باز خان یکے از مردم بنارس است اوراست

مصور کھینچے گر اُس شوخ کی تصویر کا غذ پر
مرے صورت بھی ہو زیر قدم تحریر کا غذ پر

طفل تخلص مرزا عبد المقتدر بہادر عرف مرزا طفل شرف مصاہرت حضرت شاہ عالم دریافتہ صاحب زہد و ورع بودہ اوراست

رات دن مونس جان وحشت تنہائی ہی		دل ہی میرا کہ کوئی وحشی صحرائی ہی

طور تخلص شخصی است در لکھنؤ از تلامذۂ محمد رضای برق کہ درین ہنگام از رشید شاگردان ناسخ شمردہ می شود باقی کیفیتش جلوۂ ظہور نگرفتہ حتے کہ نامش ہم دانستہ نشد او راست

نہ لیتا عمر بھر نام رہائی		تو اپنے دام مین لایا تو ہوتا

طوماس تخلص فرنگی زادہ ایست مشہور بجا نصاحب شاگرد شاہ نصیر او راست

سودا ہی زلف یوسف ثانی کا اسقدر		روتے ہین ہم کھڑے سر بازار زار زار

حرف الظاء المعجمہ

ظاہر تخلص میر محمدی اصلش از جہان آباد دہلی است دو سے سکنے در اکبرآباد اختیار کردہ او راست

یہ تو سب جور و جفا ہو گئے خوگر ہمکو		چاہیے اب ستم نو کوئی ایجاد کرو

ظفر تخلص مرشدزادۂ آفاق مرزا ابو ظفر بہادر ولیعہد سلطان زمان حضرت محمد اکبر شاہ ادام اللہ تعالے ظلالہ بہ اکثر صفات موصوف و بہ محامد مکارم معروف در اکثر خطوط دستگاہی شائستہ دارد با این فن بسیار مالوف است شیخ ابراہیم ذوق از مائدۂ نعمتش ذلہ ربا و وظیفہ خوار است و افکار ایشان بحک و اصلاح او درست و ہموار از اشعار آبدار ایشان است

ضبط فریاد کرون گریہ کو روکون لیکن		دل بیتاب کو تھامون یہ نہین ہو سکتا
چار ٹکڑے کرون دل کے یہ نہین ہو سکتا		رُخ کو دون لب کو نہ دون زلف کو دون تل کو نہ دون
ہمارے آگے ہو ذکر اگلے دو ستدارون کا		یہ اُنے مردون کی وہ ہڈیان اکھاڑتے ہین
اب بھی وہ آنکھ تری آئنہ رو ہی کہ نہین		اگلے طورون پہ خدا جانیے تو ہی کہ نہین
دل دیکے اُن کو ایسی اذیت ہوئی ہین		اب دل کبھی نہ دینگے نصیحت ہوئی ہین
پی لاکھ بار صہبا کی لاکھ بار توبہ		اب کر چکا مین توبہ توبہ ہزار توبہ

تین دن عید پہ غش سی کے پڑتا ہی مجھے	جب ہوا چاند تو غرہ ہی بتاتا ہی مجھے
جنون مین کیا مرے پیوند پیرہن کو لگے	کہ ایک تار بھی چھوڑا ہو تو کفن کو لگے
قاصد اشک چلا لیکے جو دل کا پیغام	گیا ظفر اُس سے ملاقات کی پھر ٹھہرائی
نعل تشکل مہ نو جب تری توسن کو لگے	چار چاند اور فلک پر مہ روشن کو لگے
بڑھ لیتے ہیں صفحے سے مضمون تری خط کا	کاغذ مین سیاہی دم تحریر نہ چھوٹی
جفا کی آپ کی باعث وفا ہماری ہی	خطا تمھاری نہین ہی خطا ہماری ہی

ظہور تخلص ظہور اللہ بیگ نژادش از خاک توران است و جائے ولادتش آن شہر جنت نشان بضبط کلام الٰہی پرداختہ از وست

ایسا نہو قاصد کہ مرا کام نہووے	گم نامۂ حال دل گمنام نہووے

حرف العین المہملہ

عالی تخلص از خانوادۂ امیر تیمور است و شاگرد شیخ ابراہیم ذوق و از وست

صریح اُسکو اگر حال دل جتا نسکے	تو کیا غزل مین بھی پڑھ پڑھ کے ہم سنا نسکے
یون تو دل کی بجھے آگ آہ اثیر سے	ذرا سا وار کے پانی بھی یار لا نسکے

عالیجاہ تخلص خلف الرشید نواب نظام الملک بہادر نظر تخلص سائر حالش را احتیاج ایراد نیست و از وست

رات دن اشک سے آنکھون مین تری رہتی ہی	شاخ نرگس اسی پانی سے ہری رہتی ہی

عارف تخلص محمد عارف نام کشمیری الاصل ولادتش در جہان آباد دہلی اتفاق افتادہ رفو سازی پیشہ اوست شریک دورۂ میر درد مرزا است نظر بفکرت اصلی بفکر شعر مائل شدہ و از وست

اس ابر مین بے ساقی ودرجی پہ بنی ہی	پھر بوند کا کھانا مجھے ہیرے کی کنی ہی
دختِ رز سے کہو کہ آن ملے	ورنہ عارف افیم کھاتا ہی

عارف تخلص میر عارف علی سید است از امروہہ از چندے بمرادآباد

جا گزیدہ و مرد یست بافہم و فراست عروض و قافیہ نیکو میداند دعوے شاگردی مصحفے میکند اکنون ترک شاعرے گفتہ حرف از پند و وعظ میزند و خلق خدا را براہ خدا می آرد او راست

رات ساری مجھے دونون کی تسلی مین کٹی
ہاتھ دل پر سے اٹھایا تو جگر پر رکھا

ہاتھون کو چاک جیب تلک دسترس نہین
مین کس کے بس مین ہون کہ مرا کچھ ہی بس نہین

وہ ہوا گردسے جب وقت شکار آلودہ
تیر خاکی ہے بنے مژگان غبار آلودہ

عاجز تخلص الفت خان شخصی است از افاغنہ خورجہ شعرے ازد ملاحظہ شد و ثبت افتاد

کیا ہوا گر چشم تر سے خون ٹپک کر رہ گیا
بادۂ گلگون کا ساغر تھا چھلک کر رہ گیا

عاجز تخلص زور آور سنگھ کھترے از بنارس نندرام مخلص و از تلامذہ شیخ نصیر الدین عزت است او راست

شب مہتاب کس کمبخت کو ہجران مین بھاتی ہی
کہ اس سے گرمی روز قیامت یاد آتی ہی

عاصی تخلص منشی امداد حسین بجز اسم از رسمش ہیچ آگہی نیست ازوست

مین کس کس شعلہ رو کو سینۂ صد چاک دکھلاؤن
رہا تھا ایکدل سو جل گیا کیا خاک دکھلاؤن

عاصی تخلص مردی است از اہل رام پور او راست

کملائے ہی گرمی سے نگہ کے وہ گل اندام
اللہ یہ کیا لطف کی نازک بدنی ہی

عاصے تخلص خواجہ برہان الدین از اولاد خواجہ عبد اللہ احرار بودہ و در زمرۂ قد باشمار مے آید او راست

چمن کے تخت پر جسدن شہ گل کا تجمل تھا
ہزارون بلبلونکی فوج تھی اور شور تھا غل تھا

خزان کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن مین
بتاتا باغبان رو رو کے یان غنچہ یہان گل تھا
ق

عاقل عاقل شاہ شوریدہ سرے آزاد وضعے بودہ او راست

قید بھی یان کچھ نہین اور چھوٹ بھی سکتے نہین
واہ واہ اس دام کو اور آفرین صیاد کو

عاشق تخلص سیکے از مردم نزو راست این مطلع ازوست +

فقط تو ہی نہ میرا اے بت خونخوار دشمن ہی
ترے کوچے مین اپنا ہر در و دیوار دشمن ہی

عاشق تخلص بخشی بھولا ناتھ پنڈت پدرش راجہ گوپی ناتھ بدیوانی سرکار مجد الدولہ امتیاز داشتہ او راست

قیس ناداں سا اسے نظر آیا ہمکو
چاہیئے دشت مین کیون کبھو چہ دلدار کو چھوڑ

عاشق تخلص رام سنگھ کھتری سابقا از تلامذہ غلام حسن تجلی بودہ آخر شاہ نصیر را باستادی برخواندہ ازوست

حیرت زدہ مین بیٹھون ہون یون اسکو بزم مین
تصویر جیسے دیکھے ہی تصویر کی طرف

عاشق تخلص مہدی علیخان نبیرۂ نواب علی مردان خان مرحوم صاحب فتوت و اخلاق و بصفات حمیدہ مشہور آفاق تا عرصن دہ سال متصل صحبت مشاعرہ تاریخ آدینہ بکاشانۂ ایشان انعقاد مے یافت اعظم الدولہ گوید کہ تصانیفش قریب دو صد ہزار بیت بنظر راقم در آمدہ مشتمل بر سہ دیوان ریختہ و دو دیوان فارسی و حملۂ حیدری و دیگر مثنویات متعدد لیکن نسخۂ کلامش دانچہ مارا برائے انتخاب بدست آمدہ این بیت است کہ بناچار نوشت

ابر آتا ہی آفتاب چھپا
ساقیا مست شراب ناب چھپا

عاشق تخلص شیخ نبی بخش اکبر آبادی خلف شیخ محمد صلاح از شاگردان نظیر اکبر آبادیست او راست

دام مین لیکر ہمین صیاد پچھتایا بہت
استخوان آئے نظر جب بال اور پر کھل گئے
اب یاد کیے سے جھیتے ہین سو خار ندامت سینے مین
اُس گل کو جو وقت رخصت چھاتی سے لگا نا بھول گئے

عاشق تخلص مولوی جلال الدین از شاعران قدیم است او راست

یہ کیسی نوک مژگان سے پڑا ناسور سینے مین
کہ بند ہونے بھی نہ پایا زخم پر انگور سینے مین

عاشقی الموسوم بہ آغا حسین قلی خان خلف آغا علیخان از مغول است اصلش از خراسان و مولدش عظیم آباد و بزرگانش در دولت تیموریہ اعتبار دلخواہ داشتہ اند و سے بمناصب جلیلہ انگریزی بہرہ اندوز عشرت و کامرانی ماندہ

داعے در حالیکہ اختیار تحصیل محال سکندر آباد بدست وے بود دیدہ است ہرچند در آن زمان تمیز بد و نیک نداشت اما این قدر نیک میداند کہ شخصے متین و خلیق بودہ گویند کہ اکنون در لکھنؤ میگزراند تذکرہ از تصانیف وے مسمی بہ نشتر عشق مشتمل بر اشعار فارسی از نظر گذشتہ چون سواد عربی نداشتہ روشن و آشکار است کہ از خطا ناچار بالجملہ این ابیات اوراست

جس سے کہ میں پوچھوں ہوں مزا عشق کا کیا ہے	رو رو کے یہ کہتا ہے کہ کچھ کہہ نہیں سکتا
بد حواسی ہے یہاں تک پوچھنے کو اشک کے	چشم کو میں بھول کر رکھتا ہوں سر پر آستین

عبرت تخلص میر ضیاء الدین کسب سخن از نواب محبت خان کردہ اوراست

بیتاب نہیں شے کوئی سیماب کے مانند	پر وہ بھی نہیں اس دل بیتاب کے مانند

عبد الواسع حالش نہفتہ ماند اوراست

بجز رفاقت تنہائی آسرا نہ رہا	سوائے بیکسی اب کوئی آشنا نہ رہا

عزلت تخلص سید عبد الولی نام خلف شاہ سعد اللہ سورتی خانہ در سیکے از قصبات لکھنؤ وارد با آنکہ متخلص بعزلت است جہانگرد بودہ بجہان آباد رسیدہ و بحیدر آباد گذر نمودہ و خالی از فضیلتی نبودہ اوراست

جلایا مصحف دل تو نے کیوں برق تغافل سے	جو سچ یوں ہے تجھے جھوٹی قسم کھانے کے کام آیا
شانہ اس زلف میں پھرتے یہ بجا کہتا تھا	بات کہتے ہی شب وصل چلی جاتی ہے
شکستہ گر ہوا دل اب نظر کر مجھ پر	یہ ٹوٹے آئنہ میں منہ تری بلا دیکھے

عزیز تخلص بکھاری لال مردیست خوش معاش فارغ از فکر و تلاش اوراست

بات اب امتحان پر آئی	قصہ کوتاہ جان پر آئی
ملیں کیونکر بھلا اس شوخ طفل لاابالی سے	کہ سوتے سوتے چونکی ہے تصویر نہالی سے
آرام وصل و ہجر میں ممکن نہیں ہیں	یوں ہی ہمیشہ مضطرب اور تنگ ما تھے
اب ہجر ہے تو حسرت دیدار لے ہے جی	جب وصل تھا تو کشتہ تیغ نگاہ تھے

عزیز تخلص عزیز اللہ از دکنیان است این بیت ازوست

ایسے بدرمے سے کیون دل کو لگایا ہمنے | عشق مین جسکے کبھو چین نپایا ہمنے

عزیز تخلص مہاراج سنگھ بجرنام از انشانش اطلاعی نیست اوراست

ضعف سے ہر رگ تن جسکو ہو تار بستر | کیونکر بستر سے وہ بیمار اُٹھے اور بیٹھے

عزیز تخلص شیو ناتھ از رباخواران دہلی است اوراست

لیا دل اک نگہ مین دلربائی اسکو کہتے ہین | کیا بیگانہ سب سے آشنائی اسکو کہتے ہین

عسکری تخلص مرزا عسکری از شاگردان شاہ قدرت اللہ مرشدآبادی است ازوست

سب کہنے کو ادھر اُدھر گئے ہم | اُٹھے تیری طرف جدھر گئے ہم

عشاق تخلص یکے از ہنود است از مردم پیشین اوراست

سرسبز خط سے اور رہا حسن یار کا | آخر خزان نے کچھ نہ اُکھاڑا بہار کا

عشق تخلص جبرائیلہ از سکان مرادآباد است دیگر حالش براقم جلوہ ظہور نگرفتہ اوراست

کوئی تو ہی گلبدن کوئی سرو روان ہی | دیکھا تو یہان ایک نہ اک فتنہ جان ہی

عشق تخلص شاہ رکن الدین معروف بشاہ گہسیٹا از سخن پردران معروف عظیم آباد است بوقار زندگانی کردہ اوراست

تیرے کے نام پر تڑپتا ہی | اُس طرح کا کہین جگر دیکھا

اُسکے دامن تلک نہ پہونچے ہم | خاک مین آپ کو ملا دیکھا

ترے عشق مین ہم نے کیا کیا نہ دیکھا | نہ دیکھا سو دیکھا جو دیکھا نہ دیکھا

وہ آیا نظر بارہا پر کسی نے | یہ حیرت ہی اُسکا سراپا نہ دیکھا

تری چین ابرو مرا غنچۂ دل | یہ عقدے ہین وہ جنکو کھلتا نہ دیکھا

خانمان کر چکا ہون مین برباد | توبھی وہ میرے گھر نہین آتا

کیا کیا جفائین ظالم ہمنے تری سہی ہین | لیکن شکایتون سے لب آشنا نہین ہین

عشق تخلص حکیم میر عزت اللہ خان خلف الصدق حکیم قدرت اللہ خان قاسم

از معتبران دہلی است باراقم اتحاد موفور دارد اصلاح شعر از حکیم ثناء اللہ فراق گرفته واز والد ماجد خود نیز استفادہ کردہ در فن طب دستی بلند دارد مرد سنجیدہ ومتین است وصاحب دیوان اما باوجود خواہش مکرر چشم شوق بران نیفتاد لہذا این اشعار از سفائن منتخبا ثبت گشت ورنہ بزعم فقیر اکثر اشعارش سزاوار رقم است

ترا ای صانع تقدیر ہمنے کیا بگاڑا تھا — کہ اُس نازکبدن کا دل بنایا سنگ خارا سا
سبز خط کی دلسے اُلفت ہم اُٹھا سکتے نہین — جو خدانے لکھدیا اُسکو مٹا سکتے نہین
بُلبُل تو عبث پھولی ہی اُس گل پہ کہ جسکے — کچھ دلمین مروت ہو نہ آنکھونمین حیا ہو
چل ساتھ مرے تجھکو دکھاؤن وہ طرحدار — آنکھونسے نہ دیکھا ہو نہ کانونسے سُنا ہو
تم غیر کے گھر بیٹھکے دل شاد کروگے — ہم کون ہین صاحب ہمین کیون یاد کروگے
کل رونے کی آمد سے گھٹا جاے تھا دم ہلے — ہوتی ہی بلا موسم برسات کی گرمی

عشق تخلص شیخ غلام محی الدین کہ مبتلا ہم تخلص اوست از سکنای میرٹھ است صاحب تصانیف بسیار است اما نظر بیکی از دیوانش کہ از نظر گذشتہ واین ابیات ازان منتخب گشتہ شاید کہ آن ہمہ قابل تماشا نباشد

کہی ہی سنکے وہ یون مبتلا کے قصہ کو — کہ خواب ناز کو تازہ یہ اک فسانہ ہوا
بچھڑ گئی ہین ابہی تو آئنہ وار چشم — قسمت مین کسکے ہی ترا دیدار دیکھنا
شام کو عشق سے مجھے پھر بھی ہی ملنے کی امید — صبح پہلو سے مرے اُٹھکے وہ مسرور گیا
وان بر سر فساد ہین رندان بادہ نوش — ای محتسب نہ جائیو میخانہ کی طرف
تجھے ای کافر بدکیش ظالم کچھ نہ رحم آیا — ستمگر نامسلمان سنگدل سب کچھ کہا ہمنے
دل کا تختہ ہی مرا جون گل کاغذ کا چمن — یان بہار ایک ہی چھینٹے مین خزان ہوتی ہی

عشرت تخلص میر غلام علی از ساکنان بریلی است فن شعر از مرزا علی لطف کہ وے از تلامذہ مرزا رفیع سودا است گرفتہ صاحب دیوان است ملاحظہ نشد اما نظر باشعاریکہ بچشم وگوش رسیدہ پیداست کہ بجاے نرسیدہ او راست

بسان جام خالی پھوڑ ڈالون چشم پرخون کو — نہ دیکھون گر صراحی دار اُس مخمور کی گردن

شب وصال مین دل پر قلق ابھی سے ہی
سحر ہی دور مرا رنگ فق ابھی سے ہی
مین لکھ چکا ہی نہین حال دل کہ اسکی طرف
ہواے شوق مین اُڑتا ورق ابھی سے ہی
ہنوز دفن ہوا ابھی نہین ترا بسمل
کہ زلزلے مین زمین کا طبق ابھی سے ہی
کسی نے شام کے آنے کو کیا کہا عشرت
کہ پھولی آپ کے منھ پر شفق ابھی سے ہی
غیر و نسے ہنسا وہ جو مرے سامنے عشرت
کچھ بس نہ چلا دیکھ کے آنسو نکل آئے

عظیم تخلص مرزا عظیم بیگ نژادش از توران دیار است و مولد و منشا یش این شہر خلد آثار از تلامذہ شاہ حاتم غرور شاعرے بسیار و لختے طبع ہم ہموار داشتہ در جواب اعتراض انشاء اللہ خان کہ در مشاعرہ مرزا مینڈ ہو خلف نواب شجاع الدولہ مرحوم بعلت انتقال از بحر ہزج بہ بحر رمل بطرافت تمام بادے معارض شدہ بود مخمسی موزون موزون نمودہ خلاصہ این ابیات ادر است

تقریر سرگذشت نہ پوچھو کہ خانہ دار
آتا ہی گریہ ہر سر حرف بیان پر
سوزش سے مری بسکہ ہوئی منفعل آتش
شیشے مین نہین مے یہ ہوئی مضمحل آتش
بھڑکا ہی دیا آہ نے دامانِ شفق کو
اے چرخ سنبھلنا کہ لگی متصل آتش
چھپتا ہی کوئی شمع صفت سوزِ دل اپنا
سر کاٹو ن اگر تو ہو نمودار گلے سے
کس نگاہ مست کا زخمی ہون یارب مین کہ اب
جاے خون ہر زخم سے جاری شراب ناب ہی
اگر ہماری نعش پہ کیا یار کر چلے
خواب عدم سے فتنے کو بیدار کر چلے
بالین پہ مری آکے دم نزع کل عظیم
رو کر لگا وہ کہنے یہ کیا یار کر چلے
ہیلتی ہی شرح سوز سے میرے زبان کلک
ہر دم ملی ہی لے جو سیاہی دوات سے

عظیم تخلص از امثں مانند حالش وقوفے نیست ادر است

کچھ نگہ مین نہین آتا ہی بجز جلوہ یار
جب کہ ہم دل مین عظیم اپنے نظر کرتے ہین

عظمت تخلص میر عظمت اللہ خان خلف الصدق میر عزت اللہ خان مرحوم المتخلص بجذب در بریلی از نہان خانہ بطون بجلوہ گاہ ظہور سر کشیدہ در آوان صبا بمعیت والد بزرگوار خود اکثر بلاد را مانند بلخ و بخارا و کشمیر و غیر آن دریافتہ

اکنون در جهان آباد بوقع و وقار تمام می گذراند در نهایت مرتبه صاحب فطرت ارجمند است طبع خوشی دارد فکر شعر کمتر میکند گاه گاه در بزم مشاعره شریک میشود باداعی آنم راه و رسم شناسائی مربوط است کسب سخن از حضرت خان عظیم الشان مومن نموده اوراست

نام عظمت ہے نہ شوکت نہ شکوہ	کیا ہی اس نام سے گھبراتا ہون

علی تخلص مرزا علی قلی از دهلویان است و صاحب دیوان اوراست

جدائی مین تری ہم کیا کہین کسطرح جلتے ہین	بجاے ہو بدنسے آگ کے شعلے نکلتے ہین

علی تخلص علی محمد خان اعظم الدوله گوید که تخلصے است از قوم افاغنه باشنده مرادآباد اوراست

دھیان مین لاتے ہین جب ابھری کسی کی گات ہم	مارتے ہین تب وہین چھاتی پہ دونون ہاتھ ہم

عنایت تخلص عنایت علی خان فرزند نواب عبدالعلی خان کوچک برادر عباس علی خان بیتاب به نظم ریخته و فارسی مائل غزل فارسی از نظر شیخ امام بخش صہبائی گذرانیده و در ریخته به امیر حسین تسکین مشورت می نموده اوراست

مین اسکے دوش سے محفل مین لگکے بیٹھ گیا	تبھی یہ دیکھ کر اغیار بے حیا نہ اُٹھے

عیش تخلص مرزا حسین رضا از لکھنؤ ست طرز فکر سخن از سوز آموخته ازوست

وہ آگر آوے پشت بام کہین	مین بھی کرلون اُسے سلام کہین

عیشی تخلص طالب علی خان لکھنوی بر سر مشق غزلہاے ریختہ و فارسی است فکرش شایستہ آفرین و نظمش دلاویز و دلنشین بپارسی استفادہ از قتیل و در ریختہ از مصحفی نمودہ از اعزۂ آن دیار بودہ صاحب دیوان ہردو زبان است اوراست

دل گرفتہ ہون کرو نگا ہو کے مین آزاد کیا	مجھکو یکسان ہی چمن کیا خانۂ صیاد کیا

زخم کاری جسم پر کشتون کے جان تازہ ہی	آب حیوان مین بجھا تھا خنجر جلاد کیا
کون پابند جنون فصل بہاران مین نہ تھا	اس برس ننگ جوانی تھا جو زندان مین نہ تھا
لے چلے ہم بہ کف آبلہ دار آخر کار	خار بھی اپنے نصیبون کا بیابان مین نہ تھا
مین نے عیشی سے جو پوچھا دل پرخون کا حال	اک صراحی مے گلگون کی بھری دکھلائی

عیاش تخلص میر یعقوب از باشندگان لکھنؤ ست فکرش وقف مرثیہ است ازوست

خنجر بیداد کو سنگ فسان پر تیز کر	وقت قتل اتنا ترحم مجھ پہ اے خونریز کر
پیر میخانہ یہی کہتا ہی ہر اک رند کو	صحبت زاہد سے جتنا ہو سکے پرہیز کر

عیاش تخلص خیالی رام از کائتیان دہلی ست نسبت شاگردی بادشاہ نصیر دارد

جام ہی ہاتھ مین اور شیشہ ہے زیر بغل	نہین عیاش کو اب غم خرابات سے چھوٹے

حرف الغین المعجمہ

غالب تخلص مکرم الدولہ بہادر بیگ خان خلف نیاز بیگ خان کہ از اکابر دورہ ذوالفقار الدولہ بہادر مرحوم بودہ گویند بعد مرگ پدر داد شادمانی دادہ اموال کثیرہ صرف بزم سور نمودہ قبل از آشوب و فتنہ غلام قادر خان محفل مشاعرہ آراستی مردم را بہ مہمانی خواندی شب ہنگام بعد انقراض صحبت اشعار ہنگامہ رقص شعر و یاران مہ جبین گرم شدی بفارسی ہم فکرے کردہ در ۱۲۱۸ وفات یافت ازوست

رہتے ہین آئنہ سے ہمیشہ دو چار آپ	تنہا ہی لوٹتے ہین یہ ساری بہار آپ
بجلی کے چمکنے سے ہوا احسان	شب چھاتی سے لگ گیا وہ ڈر کر
قصہ درد و غم اپنا جو سنایا ہم نے	یان تلک روئے کہ اسکو بھی رلایا ہم نے

غالب تخلص غالب علی خان نبیرہ دوندے خان است کہ در شجاعت و تہور رستم زمانہ بلکہ در اکثر اوصاف یگانہ از رو سادے نامے دور نظر اولوالابصار گرامی بودہ ازوست

جان بلب ہین تری اس چشم کے بیمار بہت	تیر مژگان سے ہوے ہین جگر افگار بہت

غالب تخلص اسم شریفش اسد اللہ خان المشتہر بمرزا نوشہ از خاندان
تخمہ است و از روساے قدیم سابقا مستقر الخلافت اکبرآباد از استقرارش
سرگرم کبر و ناز بود اکنون دار الخلافہ شاہجہان آباد بدین نسبت غیرت افزاے
صفاہان و شیراز طوطی بلندپرواز چمن معانی است و بلبل نغمہ پرداز گلشن
شیوا بیانی پیش بلندی خیالش اوج فلک پستی زمین است و در جنب نشینی
عرشش سرفرازے قاروں کرسی نشین شاہین فکرش جز شکار عنقا
نہ پردازد و اشہب طبعش جز بعرصۂ فلک نتازد اگر امروز بتلاشش متاع
نفیس شتابی جز بدکانش در نیابی سالہاست کہ پا بدائرۂ شاعری نہادہ در اوائل
حال بتقاضاے طبع دشوار پسند بطرز مرزا عبد القادر بیدل سخن میگفت و دقت
آفرینہا میکرد آخر الامر ازان طریقہ اعراض کردہ اندازے دیگر مطبوع ابداع
نمودہ دیوانش را بعد ترتیب و تکمیل دیگر نگریست فراوان ابیات ازان
حذف و ساقط کردہ قدرے قلیلے انتخاب زدہ مدتہاست کہ بنظم ریختہ سری ندارد
در زبان فارسی نیز دستگاہی بلند و مایۂ وافر بہم رسانیدہ پایہ اش از فحول استاد
کم نیست غزلش چون غزل نظیری بے نظیر و قصیدہ اش چون قصیدۂ عرفی
دلپذیر مضامین شعرے را کماہو حقہ مے فہمد و بجمیع نکات و لطایف پی
می برد و این فضیلتے است کہ مخصوص بعض اہل سخن است اگر طبع سخن
شناس داری باین نکتہ میرسی چہ خوشی فکر اگرچہ کمیاب است
اما خوشی فہم کمیاب تر خوشا حال شخصے کہ از ہر دو نصیبے یافتہ و حظی ربودہ
بالجملہ چنین نکتہ سنج نغز گفتار کمتر مرئی شدہ دیدنش ہر چند گاہ گاہ صورت می بندد
اما پیوند معنی مستحکم است دیوانش بنظر رسید و این ابیات ازان منتخب گردید

کاو کاو سخت جانیہاے تنہائی نپوچھ	صبح کرنا شام کا لانا ہے جوے شیر کا
تیشے بغیر مر نہ سکا کوہکن اسد	سرگشتۂ خمار رسوم و قیود تھا

جاتی ہی کشمکش کوئی اندوہ عشق کی
احباب چارہ سازی وحشت نکر سکے
مین نے چاہا تھا کہ اندوہ وفا سے چھوٹون
تو اور سوے غیر نگہ ہاے تیز تیز
دوست غمخواری مین میری سعی فرمائینگے کیا
ہی اب اس معمورہ مین قحط غم الفت اسد
گریہ چاہے ہی خرابی مرے کاشانے کی
کی مرے قتل کے بعد اُسنے جفا سے توبہ
نہ مارا جان کر بے جرم قاتل تیری گردن پر
آئینہ دیکھ اپنا سا منھ لیکے رہ گئے
مرنے کی اے دل اور ہی تدبیر کر کہ مین
غم فراق مین تکلیف سیر گل مت دو
دلے گرمیا ترا انصاف محشر مین نہو
اعتبار عشق کی خانہ خرابی دیکھنا
کوئی ویرانی سے ویرانی ہین
مین نے مجنون پہ لڑکپن مین اسد
دریاے معاصی تنک آبی سے ہوا خشک
رشک کہتا ہی کہ اُسکا غیر سے اخلاص حیف
اب جفا سے بھی ہین محروم ہم اللہ اللہ
کافی ہی نشانی تری چھلے کی ندینا
کون ہوتا ہے حریف مے مرد افگن عشق
ہجوم گریہ کا سامان کب کیا مین نے
نظر مین کھٹکے ہی بن تیرے گھر کی آبادی

دل بھی اگر گیا تو وہی دل کا درد تھا
زندان مین بھی خیال بیابان نورد تھا
وہ ستمگر مرے مرنے پہ بھی راضی نہوا
مین اور دکھ تری مژہ ہاے دراز کا
زخم کے بھرنے تلک ناخن نہ بڑھ جائینگے کیا
ہم نے یہ مانا کہ دلی مین رہے کھائینگے کیا
در و دیوار سے ٹپکے ہی بیابان ہونا
ہاے اُس زود پشیمان کا پشیمان ہونا
رہا مانند خون بیگنہ حق آشنائی کا
صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا
شایان دست و بازوے قاتل نہین رہا
مجھے دماغ نہین خندہ ہاے بیجا کا
اب تلک تو یہ توقع ہی کہ وان ہوجائیگا
غیر نے کی آہ لیکن وہ خفا مجھ پر ہوا
دشت کو دیکھ کے گھر یاد آیا
سنگ اُٹھایا تھا کہ سر یاد آیا
میرا سر دامن بھی ابھی تر نہ ہوا تھا
عقل کہتی ہی کہ وہ بے مہر کس کا آشنا
اسقدر دشمن ارباب وفا ہوجانا
خالی مجھے دکھلاکے بوقت سحر انگشت
ہی مکرر لب ساقی مین صلا میرے بعد
کہ گر پڑے نہ مرے پانؤن پر در و دیوار
ہمیشہ روتے ہین ہم دیکھ کر در و دیوار

وہ آرہا مرے ہمسایہ مین تو سایے سے
فدا ہوے در و دیوار پر در و مین آوے

فلک سے ہمکو عیش رفتہ کا کیا کیا تقاضا ہی
متاع بُردہ کو سمجھے ہوے ہین قرض رہزن پر

اسد بسمل ہی کس انداز کا قاتل سے کہتا تھا
کہ مشق ناز کر خون دو عالم میری گردن پر

ستم کش مصلحت سے ہون کہ خوبان تجھ پہ عاشق ہین
تکلف برطرف ملجائیگا تجھ سے رقیب آخر

گرنی تھی ہم پہ برق تجلی نہ طور پر
دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر

مرگیا پھوڑ کے سر غالب وحشی ہی ہی
بیٹھنا اُس کا وہ آکر تری دیوار کے پاس

ہم نے مانا کہ تغافل نکروگے لیکن
خاک ہوجائینگے ہم تمکو خبر ہونے تک

وہ حلقہ ہاے زلف کمین مین ہین ای خدا
رکھیو میرے دعوی وارستگی کی شرم

زہر ملتا ہی نہین مجھکو ستمگر ورنہ
کیا قسم ہی ترے ملنے کی کہ کھا بھی نسکون

دھول دھپہ اُس سراپا ناز کا شیوہ نہین
ہم ہی کر بیٹھے تھے غالب پیش دستی ایکدن

لون دام بخت خفتہ سے ایک خواب خوش ولے
غالب یہ خوف ہی کہ کہان سے ادا کرون

مانع دشت نوردی کوئی تدبیر نہین
ایک چکر ہی مرے پانون مین زنجیر نہین

ترے سرو قامت سے اک قد آدم
قیامت کے فتنے کو کم دیکھتے ہین

کہتے ہین جیتے ہین امید پہ لوگ
ہمکو جینے کی بھی امید نہین

ظلم کر ظلم اگر لطف دریغ آتا ہو
تو تغافل مین کسی طرح سے معذور نہین

دلکو نیاز حسرت دیدار کرچکے
دیکھا تو ہم مین طاقت دیدار بھی نہین

شوریدگی کے ہاتھ سے سر ہی وبال دوش
صحرا مین ای خدا کوئی دیوار بھی نہین

ملنا ترا اگر نہین آسان تو سہل ہی
دشوار تو یہی ہی کہ دشوار بھی نہین

مین نے کہا کہ بزم ناز چاہیے غیر سے تہی
سُن کے ستم ظریف نے مجھکو اُٹھا دیا کہ یون

نالہ بر حسن طلب ای ستم ایجاد نہین
ہی تقاضاے جفا شکوہ بیداد نہین

کم نہین وہ بھی خرابی مین پہ وسعت معلوم
دشت مین ہی مجھے وہ عیش کہ گھر یاد نہین

قیامت ہی کہ سُن لیلی کا دشت قیس مین آنا
تعجب سے وہ بولا یون بھی ہوتا ہی زمانے مین

ہوگئی ہی غیر کی شیرین بیانی کارگر
عشق کا اُسکو گمان ہم بے زبانون پر نہین

بس کی وا ماندگیان

ہے بسکہ تجھ سے تذکرۂ غیر کا گلہ

تم وہ نازک کہ خموشی کو فغان کہتے ہو

عاشق ہوئے ہین آپ بھی اک اور شخص پر

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو

رہے اُس شوخ سے آزردہ ہم چندے تکلف سے

مرے دلمین ہے غالب شوق وصل و شکوۂ ہجران

ایک جا حرف وفا لکھا تھا سو بھی مٹ گیا

غیر کو یا رب وہ کیونکر منع گستاخی کرے

ہو کے عاشق وہ پری رخ اور نازک بن گیا

غم دنیا سے گر پائی بھی فرصت سر اُٹھانے کی

کیا خوب تم نے غیر کو بوسہ نہین دیا

ہے بارے اعتماد وفاداری اس قدر

گر خامشی سے فائدہ اخفاے حال ہے

قطع کیجے نہ تعلق ہم سے

ہم بھی تسلیم کی خو ڈالین گے

کھلتا کسی پہ کیون مرے دل کا معاملہ

اُگ رہا ہے در و دیوار سے سبزہ غالب

بس ہجوم ناامیدی خاک مین ملجائیگی

نظارہ نے بھی کام کیا وان نقاب کا

پھر اُسی بیوفا پہ مرتے ہین

بے اعتدالیون سے سُبک سب مین ہم ہوے

نے مژدۂ وصال نہ نظارۂ جمال

آبلون پر بھی حنا باندھتے ہین

ہر چند بر سبیل شکایت ہی کیون نہو

ہم وہ عاجز کہ تغافل بھی ستم ہے ہمکو

آخر ستم کی کچھ تو مکافات چاہیے

اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

تکلف بر طرف تھا ایک انداز جنون وہ بھی

خدا وہ دن کرے جو اُس سے مین بھی کہون وہ بھی

ظاہر کا غذ ترے خط کا غلط بردار ہے

گر حیا بھی اُسکو آتی ہے تو شرما جائے ہے

رنگ کھلتا جائے ہے جتنا کہ اڑتا جائے ہے

فلک کا دیکھنا تقریب تیرے یاد آنے کی

بس چپ رہو ہمارے بھی منہ مین زبان ہے

غالب ہم اسمین خوش ہین کہ نامہربان ہے

خوش ہون کہ میری بات سمجھنی محال ہے

کچھ نہین ہے تو عداوت ہی سہی

بے نیازی تری عادت ہی سہی

شعرون کے انتخاب نے رسوا کیا مجھے

ہم بیابان مین ہین اور گھر مین بہار آئی ہے

یہ جو اک لذت ہماری سعی بیحاصل مین ہے

پڑتے ہی ہر نگہ ترے رُخ پر بکھر گئی

پھر وہی زندگی ہماری ہے

جتنے زیادہ ہو گئے اُتنے ہی کم ہوے

مدت ہوئی کہ آشتی چشم و گوش ہے

دے مجھکو شکایت کی اجازت کہ ستمگر | کچھ تجھکو مزا بھی مرے آزار مین آوے
نہ ہوئی گر مرے مرنے سے تسلی نہ سہی | امتحان اور بھی باقی ہو تو یہ بھی نہ سہی
ایک ہنگامہ پہ موقوف ہی گھر کی رونق | نوحۂ غم ہی سہی نغمۂ شادی نہ سہی
کب وہ سنتا ہی کہانی میری | اور پھر وہ بھی زبانی میری
اچھا ہی سر انگشت حنائی کا تصور | دلمین نظر آتی تو ہی اک بوند لہو کی
کیون ڈرتے ہو عشاق کی بیحوصلگی سے | یان تو کوئی سنتا نہین فریاد کسو کی
دشمنی نے میری کھویا غیر کو | کس قدر دشمن ہی دیکھا چاہیے
منحصر مرنے پہ ہو جسکی امید | ناامیدی اُس کی دیکھا چاہیے
مرتے مرتے دیکھنے کی آرزو رہ جائیگی | وائے ناکامی کہ اُس کافر کا خنجر تیز ہی
وعدہ آنیکا وفا کیجے یہ کیا انداز ہی | تمنے کیون سونپی ہی میرے گھر کی دربانی مجھے
کبھی نیکی بھی اُسکے جی مین گر آجائے ہی مجھسے | جفائین کرکے اپنی یاد شرما جائے ہی مجھسے
گرچہ ہی کس کس برائی سے ولے بااینہمہ | ذکر میرا مجھسے بہتر ہی کہ اُس محفل مین ہی
زندگی اپنی جو اس شکل سے گذری غالب | ہم بھی کیا یاد کرینگے کہ خدا رکھتے تھے

غازی۔ تخلص از موزونان دکن است و از مہرہ فن اوست

تمہین مژدہ ہی دیوانو مقرر پھر بہار آئی | کہ بوئے گل سحر دوش ہوا پر ہو سوار آئی

غافل تخلص رائے سنگھ در فن حساب نیکو دستی دارد ازوست

وصف کرتا ہی ان لبونکا جب | غافل اُسوقت لعل اُگلتا ہی

غافل تخلص بختاور سنگھ شاعریست از مراد آباد اوراست

بیمار عشق کی نہ دوا ہو طبیب سے | مرجائے یا جیے کوئی اپنے نصیب سے

غربت تخلص شخصی متوطن مراد آباد است ازوست

گھر چھٹا شہر چھٹا ایک نہ چھوٹا غم عشق | ہم تو غربت کی اسی بات کے دیوانے ہین

غریب تخلص شیخ نصیر الدین احمد کشمیری الاصل دہلوی مولد است نوشتہ اند
کہ در فارسی ہم صاحب دیوان است گاہے ریختہ ہم می گفت ازوست

حالِ دلِ شوریدہ کہوں کس سے غریب آہ — وہ درد نہیں جسکی طبیبوں سے دوا ہو

غضنفر تخلص غضنفر علیخان نبیرۂ غلام حسین گروڑہ ساکن لکھنؤ از شاگردان جرأت است ارباب تذکرہ نوشتہ اند کہ از ہمہ شاگردانش ممتاز است و فقیر شعری ندیدم کہ نظر بر آن این معنے باید پذیرفت الا بیت اول بسیار ما بہ انداز اُستاد اوست از وست

کہتا تھا اس مریض کو وہ کل سنا سنا — کرے کوئی معاف کسی کا کہا سنا
تصویر میں ہو اُس سے دو بدو ہم — کیا کرتے ہیں پہروں گفتگو ہم
کھینچی دیکھی جو کل تصویر مجنون — تو گویا بیٹھے ہیں بس ہو بہو ہم
لایا یوسف کا مصور جو دکھانے نقشہ — لگے اُس نقشہ سے وہ اپنا ملانے نقشہ

غلام تخلص راجہ گوپال ناتھ خلف مرزا راجہ رام ناتھ از مقربان حضرت شاہ عالم بودہ و بہ ہمین رعایت غلام تخلص می کردہ اوراست

جو ہم بستر کبھو ہم ہوں غلام اُس خوبصورت سے — نہ لیں واللہ تا روز قیامت دوسری کروٹ
خبر لادے تو نے گوش بر آواز ہیں قاصد — مژدہ تو ہمیں یار کے آنیکا سنادے

غلامی تخلص شاہ غلام محمد از معاصران حاتم است اوراست

اک کل جسکی نظر تیر سی گذری مری دل سے — پھر آج وہی دور سے قاتل نظر آوے

غمگین تخلص میر سید علی خلف الصدق میر سید محمد مغفور کہ برادر شاہ نظام الدین احمد قادری است کہ در عہد مرہٹہ ہا اختیار نظم و نسق صوبہ جہان آباد داشتہ بودہ اوراست

تو نے صیاد نیا ظلم یہ ایجاد کیا — بال و پر توڑ قفس سے مجھے آزاد کیا
مہربان کوئی مرا جز غم دلدار نہیں — خس کا شعلے کے سوا اور خریدار نہیں

غنی تخلص از مردم شکوہ آباد است از فکرت اوست

اگر کچھ زندگانی میں مزا ہے ہا ہا — تو ایام جوانی میں مزا ہے ہا ہا ہا

غنی تخلص شیخ عبد الغنی از اشخاص تھانہ متعلقات سہارنپور ست اوراست

پہنچی ہی نظر جس پہ دم چشم بریدن — یاں ہم نے یہ نگاہ بھی بیکار نہ پایا

غواص تخلص از اہل دکن است و در زمرهٔ شعرائے سلف معدود از وست

تو امنڈ دیکھ بلبل پھول سے بیزار ہو جاوے ۔ اگر گل تجھ تلک پہونچے گلے کا ہار ہو جاوے

حرف الفا

فارغ تخلص میر احمد خان ہمین پرورده و تربیت یافتهٔ نظر اعظم الدوله میر محمد خان سرور تخلص ست مردے نیکو اطوار ستوده خصال بحسن خلق و جودت طبع معروف بار اقم آشنا ست این دو سه بیت از کلامش ثبت افتاد

اپنے دیوانے کا تو شوق گرفتاری تو دیکھ ۔ پانون مر کر بھی نه نکلے حلقهٔ زنجیر سے

خط لکھے نه اُس سے جو مرے نامه بر آئے ۔ یان شرم سے آتے نہین اور اپنے خبر آئے

کیا چین سے جا قبر مین آرام کرون گا ۔ دم بھر بھی اگر موت سے وہ پیشتر آئے

فارغ تخلص از احوالش اطلاعی دست بہم نداد مطلعے از وثبت افتاده

قطرهٔ اشک جو نکلا سو وه گوهر نکلا ۔ بعد مدت کے مری چشم کا جوہر نکلا

فارغ تخلص فارغ شاه اصلش از بریلی است در عنفوان شباب که آمیزش ارباب دنیا کرده بے نیازانه در خورجه میگذارند از ثقات معتمد شنیدم که بشرب باطن مشرب است بلکه جذب بر سلوک غالب اوراست

ممکن نہین جو حرف قضا ہو جبین سے دور ۔ جب نقش ہو چکا نہین ہوتا نگین سے دور

فارغ تخلص ملند سنگھ از سکان بریلی و شاگرد حاتم است اوراست

دور سے دیکھ مجھے چین بجبین ہوتا ہے ۔ تا که تجھ کو نسکون بلبے رکھائی یسری

فائز تخلص حشیم از حالش و گوش از حالش بے بہره است اوراست

کل ملیگا وه گلے عیدون کے یہ آیا جو دھیان ۔ بس ہلال عید ہمکو شب عقرب ہو گیا

فدا تخلص معروف به فقیر اشاه اسمش سید محمد علی از سکنائے لوہاری من متعلقات سہارنپور بیشتر معاشش به پیشهٔ سپاہگری میگذرد آخر خوف معاد غالب آمده دنیا را باہل دنیا گذاشته مجردانه بسیر و سفر میگذراند عزیزے حکایت کند

که بهمین تقریب رد باین مصرع هم کرده مردی بود خوش اختلاط بذله سنج از فدائیان فن شعر ابیات تر و خشک از طبعش مے تراویدے احباب بظرافت زیاده از انداز مے ستودندش عاقبت مائل بهزل گشت رفتنش را ازین دیار یازدهم سال است همان مکرر آمدن زده بود چون وفا نشد بگمان است که کاتب قضا نامش از لوح هستی زده باشد بالجمله او راست

اُس سے مین اور مجھسے وہ باہم رہا	ایک مدت تک یہی عالم رہا
جس نے کھایا ہے تیر مژگان کا	اُس کے نزدیک پھانس ہے بھالا

فدا تخلص میر عبد الصمد از طلبای دہلی است او راست

جو درد دل کا لکھون یار کو مین لے کاغذ	تو اشک یان تلک اُمڈے کہ بہ چلے کاغذ

فدا تخلص فدا حسین خان از مغول است مسکنش لکھنؤ اولا افکارش از نظر میر ممنون درآورده بود ثانیاً به مصحفی گردید بزرگان وی را در فن رمل مهارتے مطلوب و در طب سلیقه مرغوب بود او راست

تیری جو نگاه مین سبک ہین	ہر ایک سے کے جی پہ بار ہین ہم
کیا کوئی سر جھکا کے ہووے ذلیل	ہاتھ سر سے ترا کبھی اُٹھا ہی نہین
تا کام کیا رہین گے کچھ کام کر رہین گے	بدنام ہون گے تو بھی ایک نام کر رہینگے
وان ہمکنار غیر سے وہ رشک ماہ ہے	یان کنج غم مین شکوۂ بخت سیاہ ہے
نہین کھاتا وہ قسم غیر کے گھر جانے کی	سچ جو پوچھو تو یہی بات ہے مرجانیکی
ظالم یہ جرم دل ہے کہ عاشق ترا ہوا	قتل فدا عبث ہے کہ وہ بیگناہ ہے

فدا تخلص امام الدین نام شخصے است از فرید آباد او راست

تو بات بات مین ہوتا ہے مجھسے آزردہ	یہی تو کچھ نہین لے دلربا تری باتین

فدا تخلص چھمی رام از سکنای دہلی و تلامذه سودا ست او راست

گذشتہ حسن کا اب تک نشان باقی ہے	نہ ہون فریفتہ کیونکر کہ آن باقی ہے
کہا جو اُس سے کہ مین دل تو کر چکا ہون فدا	تو ہنس کے بولے ابھی تجھ مین جان باقی ہے ع.

فدا تخلص عاقبت محمود خان صدر الصدور مرد مهذب و شوق کسب علم داشت ازوست

جون شمع ضبط نالہ تو مین نے کیا فدا ۔ پر بس چلا نہ گریۂ بے اختیار سے

فدائی تخلص مرزا اعظیم بیگ نام از تاجران است ازوست

یار گوشے مین ہے اور عدیل سے مایوسی ہے ۔ نقش پا تک بھی گرے درپے جاسوسی ہے

فدوی تخلص باسم تکند بقال پسرے بودہ است بدولت اسلام فائز شدہ از اہل لاہور است درین معمورہ آمدہ با سودا طرف شدہ سودا برلے ادا ہا ہجے رکیک گفتہ کہ مشہور است از شاگردان شاہ صابر علی صابر تخلص شمردہ می شود گویند کہ نقش محبت سادہ رویان دلخواہ دل نشین داشت و بآن تقریب چند یار جنگھا آوردہ و زخمہا برداشتہ آخر ہا بسرکار نواب ضابطہ خان ملازم شدہ بعالم آخرت رفت و بعض اہل تذکرہ وے را از مغول و نامش فدلے بیگ نوشتہ اند بالجملہ این اشعار از وست

بعد مرنے کے بھٹکتا ہون تہ خاک ہنوز ۔ ساتھ پھرتی ہے مرے گردش افلاک ہنوز
چشم پرآب ہے اور بس پہ جگر جلتا ہے ۔ کیا قیامت ہے کہ برسات مین گھر جلتا ہے
آوارہ و سرگشتہ نہ دیوار نہ در کے ۔ سایہ کی طرح ہم نہ ادھر کے نہ اُدھر کے
یہ سرو نہین باغ مین ہے آہ کسی کی ۔ نرگس نہین تکتا ہے چمن راہ کسی کی

قدوی تخلص میر فضل علی نام شاعرے بودہ ازوست +

یار سے ہے لطف مے کا آہ یہ ہودہ نہو ۔ یہ کوئی محفل ہے ساقی واہ یہ ہودہ نہو

فدوی تخلص محمد حسن لاہوری در آغاز جوانی رخت بدہلی کشیدہ شاہ مبارک آبرو را باستادی گزیدہ درد لشیانہ زندگی میکرد ازوست

یار ہم سے جو سدا چین بجبین رہتا ہے ۔ نہین معلوم بلا کون سی پیش آئی ہے

فدوی تخلص مرزا محمد علی نام مشہور بہ مرزا ہجو از سکنائے جہان آباد بوقائع نگارے درحضور احمد شاہ مامور بود آخر الامر بعظیم آباد سکونت و استصلاح از شاہ گھسیٹا عشق نمود شور عشق در سر داشت عاقبت خود را بدامن سیکے از

صاحبدلان آویخت از وست

گالیان کیونکر ند یوے تو نے فدوی چھیڑ کر
ایک تو وہ تھا ہی اُسکو اور بھی بدخو کیا

گلہ آپس مین ایسا بھی کبھو تھا
تکلف برطرف ایسا ہی تو تھا

تجھسے ہوتے ہین دردمند جدا
گو کرے کوئی بند بند جدا

ق

شب ہجران کی اور تو فدوی
ہین تقریر کر نہین آتی

پہ یہ وہ رات ہے کہ جس کی ہمین
صبح ہوتے نظر نہین آتی

چل ساتھ کہ حسرت دل محروم سے نکلے
عاشق کا جنازہ بھی ذرا دھوم سے نکلے

فراغ تخلص محمد فراغ در شاہجہان آباد اطفال را درس مے داد
اور است

روتا ہے فراغ آج ترے کوچے مین پیارے
دل توڑیئے اس طرح نہ زنہار کسی کا

فراسو تخلص باسم می کند از طایفہ نصارے است بسرکار زیب النسا بیگم زن سمرو
فرانسیس بخدمات متعلقہ ذخیرہ اندوز کارلنے ماندہ سخن بر خیرلتے خان دلسوز
عرض کردہ اور است

ہے خواب مین دیکھا تو بظاہر بھی ملین گے
قسمت سے نہ گر خواب کی تعبیر اُلٹ جائے

و این شعر را بنام اُستادش ہم نوشتہ اند

فرخ تخلص میر فرخ علی از سکناے جہان آباد دہلی است اور است

چشم سے نور گیا تن سے توان دل سے صبر
ہجر مین تیرے جدا مجھسے ہوا کیا کیا کچھ

فرخ تخلص فرخ بخش شوخ بازاریست دبادلدادہ خویش گرم دلدہی و دلدارے
ساکنہ از کالپی است کہ معمورہ ایست در بلاد مشرق اور است

ہمارے قتل کی تدبیر بے تقصیر ہوتی ہے
نگاہ پاک کی شاید یہی تاثیر ہوتی ہے

فرحت تخلص امیر علی نام دہلوی از تلامذۂ حکیم میر عزت اللہ خان عشق است روز ہا
کہ بہ ہگذر علاقہ از وطن بہ لکھنو سفر کردہ اور است

رات کو شمع صفت خوب ترُ لایا اُس کو
قصۂ درد جدائی جو کہا یار سے مل

نکلا جبکو تلوون سے نرگس سمجھ کر
سنا تم نے وہ چشم ترتھی کسو کی

نہ بچیا دل اپنا نہ پنیا یہ فرحت
لگی کیا ہی کا فر نظر تھی کسو کی

فروغ تخلص میر روشن علیخان فرزند اکبر علیخان از روشن ستارگان است ہنگام مشق سخن از میر ممنون سواد روشن کردہ اور است

تاریک کلبہ اپنا کیا ہو فروغ روشن
گھر مین کبھی ہمارے وہ شمع رو نہ آیا

فریاد حالش ہیچ معلوم نشد مگر اینقدر کہ شخصے در مشاعرہ ہاے لکھنؤ غزلہاے طرح میخواند این ابیات از انجملہ است

چین پایا وہ پس مردن دل بیتاب نے
گوشۂ مرقد ہمین آغوش مادر ہو گیا

قتل کا اپنے لکھا ہے مین نے مضمون بیشتر
واسطے میرے مرا دیوان محضر ہو گیا

تلخی ہجران مرے کام آئی آخر روز بد
زہر بھی مین نے پیا تو شیر مادر ہو گیا

فراق تخلص حکیم ثناء اللہ خان برادر زادۂ ہدایت خان ہدایت تخلص از مشاہیر اہل سخن جہان آباد است و از خواجہ میر درد ہم کسب باطن وہم کسب شعر نمودہ در طب شایستہ مہارت داشت فکر تش سشستہ وصاف طبعش خالی از اعوجاج در اعتساف دفاتش را سالی چند آمدہ صاحب دیوان است این اشعار از وست

یان تلک ہون سبکر زرہ عدم مین فراق
قدم جو رکھون تو نقش قدم نہین ہوتا

صاف دلکو کیا اور داغ جگر کو دھو یا
کام کیا کیا نہ مرے دیدۂ تر سے نکلا

بعد مرنے کے بھی اک گردش رہی ہمکو مدام
مشت خاک اپنے رہی تھی کچھ سو پیمانہ بنا

انگلیان گھس گئین یان ہاتھو نکی ملتے ملتے
لیکن افسوس نوشتہ نہ مٹا قسمت کا

یہ غم ہے ساغر و مینا مجھے کہ میرے بعد
ذرا بھی تمکو نہین منہ کوئی لگانے کا

حسرت ذرا بھی دل سے نہ نکلی ہزار حیف
نکلا ادھر وہ گھر سے ادھر جی نکل گیا

سمجھے تھے دام زلف سیہ ہے بلاے جان
پر کیا کرین کہ لے گئی تقدیر کھینچ کر

مین رکھکے ہاتھ جو سینے پر اپنے دیکھون ہون
بجاے دل مجھے ہوتا ہے خار سا معلوم

خوش آتی ہین پانوئکی ترے ٹھوکرین ظالم
سر کو کبھو قدمون سے اٹھانے کے نہین ہم

آنا یہ ہچکیون کا مجھے بے سبب نہین
بھولے سے اُس نے یاد کیا ہو عجب نہین

آنکھ اُس شوخ ستمگر سے لڑا بیٹھے ہین
بس چلے یا نچلے جی تو جلا بیٹھے ہین

رہتا ہے عاشقون سے از بس ہجوم در پر
ہو جائیگا گھر اُس کا بازار رفتہ رفتہ

وہین تلک گیا تھا کہین اُسکے دست و شم
اللہ ری نازکی وہین چولی مسک گئی

فراقی تخلص پریم کشور نبیرہ راجہ جوگل کشور باد فروش کہ احوالش گوش آشنائی صغیر و کبیر است وے ترک خلایق نمودہ اطراف عالم را بکام سیاحت پیمودہ.
از افکار او ست

ہوئین آنکھین گلابی رو لے روتے
گلابی کی نہ کھینچی شکل افسوس

فرہاد تخلص میر ببر علی از مردم فیض آباد و تلامذۂ میر حسن صاحب مثنوی مشہور بودہ از وست

ہمے چاہے سے وہ بت رام کیا ہو
خندا کا گر نہ ہو فرہاد چاہا ہا +

فصیح تخلص مرزا جعفر علی از شعرای لکھنو است استفاضۂ سخن از خدمت ناسخ نمودہ از وست

یہ تو قسمت مین کہان تھا کہ کرون کسب کمال
بیکمالی مین بھی افسوس کہ کامل نہوا

مجھ مین ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہون مین
تم مین دو وصف ہین بدخو بھی ہو مغرور بھی ہو

فضل تخلص فضل مولے خان از سرزمین لکھنو بودہ مردے خوش وضعی نیکو سیرت و جوانے زیبا صورت خوش اختلاط گرم خون بجہان آباد ہم آمدہ و قصیدہ بمدح شاہ اکبر خواندہ و خطاب وحید عصر افضل الشعرا یافت شوخ طبعی بود شعر کمتر گفتے و اکثر اشعار دیگران بنام خود خواندی و با آنکہ از علم بہرہ نداشت ہیچکس بجا لکش بے نہ بردا اما آخر خود را بلاف و گذاف بصرفہ رسوا و بدنام کردہ بہ کلکتہ رفت و از انجا بازگشتہ بمصاحبت نواب مرشد آباد نام بر آورد و با شعر الصلہ د مروت پیش آمد حیف است کہ نوجوان مرد این دو سہ بیت بنامش شہرت دارد

اُودی مسی وہ اُسکی کہ مٹنے یہ حرف ہے
لب وہ کہ لعل کے بھی نگینے پہ حرف ہے

دل خیال زلف سے اُسکے زبس معمور ہے
صبح محشر بھی مجھے شام شب دیجور ہے

فغان تخلص اشرف خان مخاطب بکوکلتاش خان کوکہ احمد شاہ بادشاہ کہ برادر رضاعی را گویند نزا نوے ادب بخدمت علی قلی خان ندیم تہ کردہ از اہل ثروت بودہ ازینجا نقل و حرکت و بہ عظیم آباد سکونت اختیار کردہ و در سنہ ۱۱۹۶ ازین خاکدان بہ بہشت جاودان نقل کرد اوراست

گر تلملے ہے وصل مین درودیوار پر نظر
مجھکو مزا پڑا ہے فغان انتظار کا

ممکن نہین کہ غیر نہووے رکاب مین
تجھکو خدا نلائے ہمارے مزار پر

کیا تو شب فراق مین جیتا رہا فغان
یان تک گمان نہ تھا ترے صبر و قرار کا

شکوہ کرے ہے تو جو مرے اشک سرخ کا
تیری کب آستین مرے لوہو سے بھر گئی

تنہا اگر مین یار کو پاؤن تو یہ کہون
انصاف کو نچھوڑ محبت اگر گئی

آخر فغان وہی ہے اُسے کیون بھلا دیا
وہ کیا ہوے تپاک وہ الفت کدہر گئی

عشاق تیرے گرمی بازار کر گئے
اس جنس کو گران یہ خریدار کر گئے

مین مرگیا پر آہ نہ پوچھا فغان نے مجھے
درد جگر کسے ہے یہ بیمار کون ہے

تحمل آتش غم مین دل بیتاب کیا جانے
ٹھہرنا ایکدم بھی آگ پر سیماب کیا جانے

قاصد جو نامراد پھرا کوے یار سے
خفت سے مجھے ہوئی دل امیدوار سے

تیرے ہی دل سے پوچھیے اس غم کو ہان فغان
الفت بُری بلا ہے کسی کو خدا نہ دے

نہ کھولیے ترے بند قبا تو کیا کیجے
دل گرفتہ کو ظالم کبھی تو وا کیجے

فقیر تخلص میر فقیر اللہ نام در جرگہ شعرا الحضور شاہ عالم بادشاہ شرف اندوز بود از گیت و دوہرہ ہم آگاہ بود اخلاق مہذب داشت احیاناً پاس خاطر یاران را فکر ریختہ میکرد اوراست

میرے سحاب چشم کو نیسان یہ ہے شرف
ہے کون سی گھڑی کہ یہ گوہر فشان نہین

صافی دلون کے دید کو مانع نہین حجاب
عینک سے ہے دوچند ضیاے بصر مجھے

فقیر تخلص میر شمس الدین دہلوی از بنی عباس است در درے زبان استگاہی معقول دارد و لاسیما در عروض و قافیہ بے نظیر وقت خویش است

رسالہ جات تصنیف کردۂ وے بدین مدعا گواہ در سنہ ۱۱ بعد کسب سعادت زیارت حرمین شریفین زاد اللہ شرفًا و تعظیمًا ہنگام بازگشت زورق حیاتش طوفانی شد گاہے ریختہ ہم گفتی این اشعار از دست

حال اُس کے بیاض گردن کا ہے غرض دیدسے یان کام تکلف سے نہین
نقطۂ انتخاب ہے گویا + + +

اگر ہے آواز ترے کوچے کے باشندونکی
خواہ اِدھر بیٹھ گئے خواہ اُدھر بیٹھ گئے
نالے کرنے سے مگر اُن کے گلے بیٹھ گئے

فگار تخلص میر حسین نبیرہ میر فقیر اللہ فقیر سید یست دل فگار وطنش ہمین بلدہ خلد آثار سخن را بہ مرزا اسد اللہ خان غالب گذرانیدہ از وست

دیکھ آئنہ کو اُسنے کیا اس لیے ٹکڑے
یعنی مجھے کسو اسطے تجھسا نظر آیا

کرتا ہے غنچہ تیرے دہان کی برابری
شاید یہ اپنا بھول گیا ہے دہن کی بو

فگار تخلص مرزا قطب علی بیگ شخصے است از دہلی این بیت از دا زتذکرہ اعظم الدولہ نوشتہ اند

مت پوچھ فگار ابتو مرا مسکن و ماوا
مانند بگولے کے سدا بوطنی ہے

فیض تخلص پنڈت کرپا کشن کشمیرے از موزونان لکھنؤ است او بدین گونہ حرف می زند

لوٹتے خون مین نہ خاک سے بسمل آگر
دیکھتا میرے تڑپنے کو جو قاتل آکر

فیض تخلص میر فیض علی پسر میر تقی مرحوم است در سرکار وزیر الممالک با پدرش بسر می بردآوردہ اند کہ عذر در سخنگوے بسیار داشتہ و فقیر از ایشان شعرے مصداق دعوی ندیدم یارب مگر نازشش ایشان بر شاعرے پدر باشد و العجب کل العجب کہ بمقتضاے الولد سر لابیہ دعوے را آموختند و وجہ دعوی را گذاشتند خلاصہ این ابیات اور است

گل کھا موے تھے جنکے لیے جسم زار پر
دو پھول بھی نہ لاسکے کبھی وہ مزار پر

شوق مین تیرے کنار و بوس کے اے بحر حسن
موج کے مانند ہو جاتے ہین سب آغوش ہم

کدورت جب تہ تب ا ناز سے نکلا ہی کی ترے ... ہماری خاک اُس کوچے مین کب تھی لے صبا رکھی

حرف القاف

قائم تخلص شیخ محمد قیام الدین از سکنائے چاندپور دار شد تلامذۂ مرزا رفیع سودا است شاعریست خوش گفتار بلند پایہ موزونیست عالی مقدار گرامنا یہ واحچہ بعض ناشناسان سخن بہ مکانت سودا می شمارندش حرف در دیوانگی شان از جنون است از بہرہ اند وزان دانش نباید پستے زمین را با فراز فلک یکے دانستن وارباب بصیرت چشم از حق نتوانند بست چگونہ ذرہ را آفتاب میتوان گفتن بہرحال قائم در سخن دستگاہے دلپسند دارد گو بپایۂ سودا مباش احاطہ بر اصناف اور امیسر است لاسیما در قطعات و رباعیات مضامینی کہ دلالت بر شوخی فکرش کند از طبعش تراویدہ بیشتر محل سکونش دار الخلافہ بود کہ محط رجال است و مجمع اہل کمال نسبت تالیف تذکرہ بقائم ہم کردہ اند وفاتش در سنہ ۱۲۱۰ ہجری اتفاق افتاد این ابیات از دیوان او ملتقط شدہ و درین اوراق نگارش یافت

قسمت کو دیکھ ٹوٹی ہے جا کر کہان کمند ... کچھ دور اپنے ہاتھ سے جب بام رہ گیا

غیر سے ملنا تمھارا سُن کے گو ہم چپ رہے ... پر سنا ہو گا کہ تم کو اک جہان نے کیا کہا

تا بہ فلک نالہ تو پہونچا تھا رات ... مین ہی کچھ اللہ کا ڈر کر گیا

گو چہ گردی دل مجنون نے مرے کی ایجاد ... مبتذل جان کے ڈھب بادہ پیمائی کا

ٹوٹا جو کعبہ کون سی یہ جائے غم ہے شیخ ... کچھ قصر دل نہین کہ بنایا بنائے گا

فلک جو دے تو خدائی بھی لے نہ اب قائم ... وہ دن گئے کہ ارادہ تھا بادشاہی کا

ناصح تو کہے ہے یون کہ گویا ... ہے دل پہ کچھ اختیار میرا

جہان مین شہرہ تھین مجنون کی ذلتین قائم ... سو بارے عہد مین تیرے وہ نیکنام ہوا

بیدماغی سے نہ اُس تک دل رنجور گیا ... مرتبہ عشق کا یان حسن سے بھی دور گیا

معاملہ ہے یہ دل کا اسے کہے گا وہ کیا
یہ سچ کہ جھوٹ ہے دعوای دوستی لیکن
لے گیا خاک مین ہمراہ دل اپنا قائم
ہر دم آنے سے مین بھی ہون نادم
کب آئنہ کو یہ تسخیر آئے ہے پیارے
نی وعدہ اُسکے ساتھ نہ پیغام کیا کہون
مبتذل تھا وہ تری چشم سے بیمار کے مضمون
ظالم تو مری سادہ دلی پر تو رحم کر
قائم ضرور کیا ہے اب اُس جنگجو سے صلح
طوفان گریہ کی ہے مرے حد عمر نوح
ہنسنے کا یار یہ بھی کوئی طور ہے کہ آج
مجھکو قائم وصل کی شب سے ہی کیا شادی کہ یان
سب کو آیا ہی ترے حسن کا یان طور پسند
جو سوز عشق کا چرچا وہان نہین قائم
نالون سے عندلیب کے آیا ہے جی بتنگ
تھا مو مجھے آمد مین کوئی اُس کی کہ ناگاہ
گر زیست ہے تجھ تلک تو پھر کیا
جھگڑے سے ہے اشتاب گرم مرا آہ سرد سے
عذر تقصیر بھی چاہون گا مین اس سے اے دل
زبان عشق شکایت سے لال ہے ورنہ
دو جہان بھی ملین تو بس ہے ہمین
لے چکو دل جو نگہ کو تو یہ دشوار نہین
موکی تو یہ کہو تو مدت ہوئی قائم لیکن

پیامبر کے ہمین ساتھ آپ جانا تھا
کبھی ہمین بھی تو اکبار آزمانا تھا
شاید اس جنس کا یان کوئی خریدار نہ تھا
کیا کرون پر رہا نہین جاتا +
کسی کا دل ہے وہ جس نے یہ انتقام لیا
پوچھے کوئی سبب جو مرے انتظار کا +
جو ستم چرخ جفا پیشہ نے ایجاد کیا
روٹھا تھا آپ بھی تجھسے مین اور آپھی من گیا
مدت ہوئی کہ جان سے مین ہاتھ دھو چکا
دریا نہین کہ آج چڑھا کل اُتر گیا
قائم نے تیرے ہاتھ سے گھبرا کے رو دیا
گرچہ جھگڑے ہین کوئی دم مین ہو جاتی ہے صلح
گرچہ ہر اک کے زمانہ مین ہے ایک اور پسند
تو کیا مین جاؤن گا دینے بہشت مین آتش
کس نے مرے مزار پہ لا کر چڑھائے گل
لیجائے نہ گھر سے کہین باہر تپش دل
صدقے ترے مر ہی جائین گے ہم
دیکھین تو پہلے پہونچے ہے تو عرش پر کہ ہم
تک تو خاموش ہو دینے سے وہ دشنام کہین
ہم اک گلہ کے ترے سو جواب رکھتے ہین
یان پھر اتنی تو احتیاج نہین
لیک تم دیکھتے پھرتے ہو خریدار نہین
نے طلب اب بھی جو ملجائے تو انکار نہین

قائم اور تجھسے طلب بوسے کی کیونکر کہیے
یار اگر چاہتا ہے دے تا تم
کہتا ہے آئینہ کہ ہے تجھسا ہی ایک اور
قائم یہ جی مین ہے کہ تقید سے شیخ کی
اتنا تو ہون ذلیل جو پوچھے ہے یہ کوئی
قائم یہی قضا ہے گر اس دہر کی تو خیر
خاتم دست سلیمان سے ہون قائم مین عزیز
سنگ کو آب کرین دل مین ہماری باتین
ہان وہ تو آدمی ہین کہ جن سے تمھین ہی ربط
شمع سان جلنے کو صانع نے بنایا ہم کو
شیخ جی تم نے نہ سمجھی یہ کرامات کی راہ
ہر گلی کوچہ ہر بستی کا پرا ہے کی دکان
قائم کے حال سے ہے تعرض عبث کہ چرخ
بعد خط آنے کے تھا اُس سے وفا کا احتمال
دنیا مین ہم رہے تو کئی دن پر اس طرح
قائم کو اپنی بزم سے جانے ندے کہ یار
ساقیا دور کیا کرے ہے تمام
خدا نکردہ اُسے غیر سے تو کیا سروکار
نہ زخم سینہ سیکر اور نہ مجھکو تنگ کر ناصح
مقت تک دون ہون مین دل تو بھی کوئی لیتا نہین
صورت مین تری گر نظر آوے ملک الموت
گو ہم سے تم ملے نہ تو ہم بھی نہ مر گئے
روئینگے کب تک اے مژہ اشکبار بس

یون وہ نادان ہے پر اتنا تو بد آموز نہین
جان کچھ دل سے تو زیادہ نہین
باور نہین تو لا مین ترے روبرو کرون
اسکے جو مین نماز کرون سنلے وضو کرون
تو چاہتا ہے اُس کو تو کہتا ہون مین نہین
کھلنے کی ایک دل کے بھی جس مین جگہ نہین
سخت پچھتائے وہ جو ہاتھ سے کھوئے مجھکو
لیکن افسوس یہی ہے کہ کسان سنتے ہو
کیا شکوہ تم سے رو دیئے اپنے نصیب کو
جس کے مین ہاتھ پڑا اُس نے جلایا مجھکو
کیا قباحت ہے نکلنے مین خرابات کی راہ
دھجیان ہو کے اڑے لبکہ گریبان مرے
ایسا گر انہین کہ وہ تجھسے سنبھل سکے
لیک وان تک عمر نے اپنی وفاداری کی
دشمن کے گھر مین جلسے کوئی مہمان رہے
ہے کیا برا جو مفت مین ایک شعر خوان رہے
آپ ہی اب یہ دور چلتا ہے
تھی ایک بات ہمارے ہی یہ جلانے کی
کہ دم اپنا سما سکتا نہین پہلی ہی تنگی سے
ہان مگر اس سے بھی کچھ یہ جنبش سستی کیجیے
جی دینا کسی طرح سے دشوار نہ ہووے
کہنے کو رہ گیا یہ سخن دن گذر گئے
اب کیا مجھے ڈبوئینگے جل تھل تو بھر گئے

دو چیز ہین یادگار دوران +
تیرا ستم اپنی جان فشانی

کیا پوچھتے ہو موجب آزردگی یار
دل لیچکے مدت ہوے اب جان طلبی ہے

نی نالے مین تاثیر ہے نی آہ مین یان درد
معلوم ہو کس طرح تجھے چاہ کسی کی

عشق تو قائم نہ ہوا آپ سے
اور ہی کچھ پیشہ کیا چاہیے

رو کے پوچھا جو میسر ہو ترا کیونکہ وصال
ہنسکے کہنے لگا طالع کے مددگاری سے

کہتا مین نہین کہ ظلم ہے بد
پر خوب تو مہ بان نہین ہے

کسی بلا مین پھنسے قید ہوے جانسے جالے
پر آدمی کو خدا الجھے یہ مبتلا نکرے

بتون کے دید کو جاتا ہون دیر مین قائم
مجھے کچھ اور ارادہ نہین خدا نکرے

قائم آیا ہے پھر وہ بن ٹھن کر
دیکھین کس کس سے اب بگڑتی ہے

آخر تو جرم عشق سے کرتے ہین مجھکو قتل
یکبار اُسکے بھی تو کرین روبرو مجھے

دشمنی سے ایک ادنی کی ہے قائم جاے خوف
ڈرے اسیر جب کسی سے خصمے افلاک ہے

کس دل پہ داغ غم نے نہ تیرے بہار کی
اللہ رے دھوم اب کی برس لالہ زار کی

قاسم تخلص سید قاسم علیخان نبیرہ عطا حسین خان تحسین صاحب نوطرز مرصع کہ مخاطب به مرصع رقم بودہ در فن موسیقی مہارت خوشی دارد سابقہ خدمت تحصیل محالات بسرکار انگریزی داشتہ اکنون در لکھنؤ میگذراند او راست

ایک بوسے کے عوض ہین اُسنے لاکھون گالیان
بیشتر لذت ملی تقصیر سے تعزیر مین

مرا میر بلا سے کہ بلا کے سبجہ کا دانہ
نہین تو کیون شش ہے اسقدر کا نٹو نکا صحرا کے

زمین کو کردیا رشک فلک رفتار جانان نے
فروغ پنجہ خورشید ہے ہر نقش مین پا کے

جو یان ہوئی تو جبین گر نہین تو جانے سے گئے
ہماری زیست و مرگ آپکی زبان مین ہے

مرے صداع کو صندل سے فائدہ معلوم
علاج اس کا کسی سنگ آستان مین ہے

سیکڑون دریا بھرے ہین چشم گریان مین مری
پھر بھی یہ کمبخت ہر دم تشنۂ دیدار ہے

واعظا غم ہین دوزخ کی گرفتاری کا +
بیقراری نے دیا عالم سیماب مجھے

قاسم تخلص حکیم میر قدرت اللہ خان از مردم مشہور دہلی دست با مولانا فخر الدین

اعتقاد وافر داشته از مریدان خدمت ایشان است علم معقولے دریافته امروز وفاتش را سال چارمین است تذکرہ درحال فکر ریختہ نگاشتہ است وبملاحظہ نرسیدہ صاحب دیوان است واین اشعار منتخب از ان است

میں مد نظر اپنے کچھ کام نہیں رکھتا	آغاز محبت یاں انجام نہیں رکھتا
پیا ہیں بھی رخصت سیر چمن ہو تا کہ صیاد	کرا بھی شور ہے ظالم بہار آنے کا
قاسم کے ساتھ بادہ خوری تھی تمام شب	اور نام سے ہے اُس کے تجاہل علی الصباح
سر بسر قول ترا اے بت خود کام غلط	دن غلط رات غلط صبح غلط شام غلط
وہ آئے بغل میں کہیں یا جی ہی نکل جائے	مٹ جائے کسو طرح تو یارب خلش دل
دشنام دے مناتے ہو ہر دم تھے کو آن میں	کیا جانئے کیا فسوں ہے تمھاری زبان میں
جان جاوے یار ہے قاسم پہ دیکھیں گے اُسے	ہے ارادہ یہ مصمم دیکھیے کیسی بنے
تفصیل سے کہ قاسم حال دل دیوانہ	ہم سے نہ چھپا ظالم ہم یار ہیں یاروں کے
مسلمانوں اُسے پیدا ہو کیا احیائے عاشق کی	وہ نصرانی بچہ عیسے نفس تو ہے پہ کافر ہے

قاسم تخلص میر قاسم علی نام موطنش بریلی بودہ اور است

یقین ہے کہ العطش گویاں دم آخر مروں گا میں +
پیا ساہوں تری آب دم شمشیر بُراں کا +

قاصر تخلص مرزا ببر علی بیگ شخصے است از دہلی اصلاح سخن از نثار اللہ خان فراق گرفتہ اور است

یاد کس گلرو کی اس دل کو نزاکت آگئی	آہ کر سکتا نہیں ایسی نقاہت آگئی

قابل تخلص مرزا علی بخت شخصے است از دودۂ تیمور اکتساب سخن از ابراہیم ذوق کردہ اور است

سامنے میرے غیر سے توڑے	ستم اس سے زیادہ کیا ہوگا
کیا جو قتل مجھے تو نے آج خوب کیا	کہ میں عذاب سے چھوٹا تجھے ثواب ہوا
احوال گریہ سن کے مرا یار نے کہا	لے تو ابھی سے عشق میں اُس نے تو رو دیا

تم کہتے ہو جاؤ تم یہان سے	ایسے جائین گے پھر نہ آئین گے ہم
مرہی جانا ہے عشق مین بہتر	نہ جیین گے نہ رنج اُٹھائین گے ہم

قبول تخلص غنی بیگ از سخن گویان مشہور پارسی است احیاناً بفکر ریختہ ہم می پرداخت

اور است

دل یون خیال زلف مین پھرتا ہے نعرہ زن	تاریک شب مین جیسے کوئی پاسبان پھرے

قدرت تخلص شاہ قدرت اللہ از نکتہ سنجان مشہور است سلسلۂ بیعتش بشاہ عبد العزیز شکر بار علیہ الرحمۃ اللہ العزیز الغفار میرسد میر شمس الدین فقیر را ابن عم میشود وطن اصلی وے دہلی و در مرشد آباد سکونت ورزیدہ در سنہ ۱۲۰۵ ہمدران جا ازین مہمان سرائے بوطن اصلی نقل کرد آنانکہ اورا از عظیم آباد دانستہ اند غلط کردہ اند بالجملہ قدرت در شاعرے قدرت و قوت عظیم دارد عمرے بر سر مشق بودہ طبعے رسا داشتہ اشعار خوش ادا گفتہ این ابیات از نتائج افکار اوست

ہنگامۂ پرہیز و ورع اب بسر آیا	اے بادہ کشو مژدہ کہ پھر ابر تر آیا
کچھ دیر ہوئی اشک نہین آنکھوں سے گرتے	شاید کہ مژگان کو نئی لخت جگر آیا
ہوا ہے اُس کے گلو مین گرہ دم اعجاز	ترے لبون نے مسیحا سے کیا سوال کیا
[illegible] دل بیتاب رہ گیا	اپنے تپش مین جل کے یہ سیماب رہ گیا
آئے نہ جل [illegible] سے کوچے کو چھوڑ کر	خورشید جا کے تا بہ لب بام رہ گیا
جہان نظر پڑے پاؤن نے ملے کا غذ	سمجھ کے نامہ مرا ہاتھ مین نہ لے کاغذ
یہ دل شوریدہ جب سے ساتھ ہے زیر زمین	شور محشر ہی رہا قدرت کی مشت خاک پر
پھاڑے کو اگر داغ سے چھاتی کے پھرا دون	خاشاک کے پہلو مین چھپے آنکر آتش
جرم پر تیری محبت کے ہمین کرتے ہین قتل	حفظ جانکے واسطے کر کیجیے انکار حیف
آگ اُس داغ کو لگیو کہ نمک سود نہین	پھوٹے وہ آنکھ جو لخت جگر آلود نہین
اڑا دی ز بس خاک ماتم مین دل کی	کیا ہم نے آخر زمین آسمان کو

لب جان بخش کی اُسکے جو پڑی ہے یہ دھوم	لب عیسی نے مگر تیری زبان چوسی ہے
ہر آن اک ستم ہے ہر لحظہ ایک جفا ہے	کوچہ ترا ہے ظالم یا دشت کربلا ہے
سینہ اُس کا ہے دل اُسکا ہے جگر اُسکا ہے	تیر بیداد جدھر دل کرے گھر اُسکا ہے
آہ اِس کم فرصتی پر ہو نشے سے کیا سرور	شیشہ تا خالی ہو جام زندگی لبریز ہے
حسرت اے صبح چمن ہمسے چمن چھوٹے ہے	مژدہ اے شام غریبی کہ وطن چھوٹے ہے
نوح کشتی سے خبردار کہ یان سینے سے	مرہم تازہ ناسور کہن چھوٹے ہے
شب ہجران کی مصیبت کو کہون کیا قدرت	تن سے جان چھوٹے ہے اور جان سے تن چھوٹے ہے

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ از اہل رامپور شاگرد قائم چاندپوری نوشتہ اند او راست

لاکھون جلائے مردہ صد سالہ آن مین	فیض دم مسیح ہے اُس کی زبان مین
انصاف بھی ضرور ہے یہ ظلم تا کجا	کتنون کے گھر تو جاتے رہے امتحان مین

قدرت تخلص مولوی قدرت اللہ نام از تلامذہ ثناء اللہ خان فراق است او راست +

زلفون مین اگر دل یہ گرفتار نہ ہوتا	یون روز مرا آہ شب تار نہ ہوتا ++

قربان تخلص میر محمدی خلف میر کلو حقیر مشورت سخن با ثناء اللہ خان فراق کردہ از دست

کیون نہ اک ٹھوکر سے ان احیائے صد جان زادہ ہو	دست بستہ معجز عیسی جہان استادہ ہو
کس کی برگشتہ نگہ کا ہون مین بیمار کہ آہ	یان مسیحا کی ہوئی جاتی ہے تدبیر اُلٹی +

قربان تخلص قربان علی عظیم آبادی او راست

لگاوئن کیونکہ دل سے اُس کمان ابرو کے پیکان کو	کہ آزردہ نہین کرتا ہے کوئی اپنے مہمان کو

قرار تخلص جان محمد بزمرہ نقبا در سرکار وزیر الممالک بہادر جا داشتہ کلامش را بنظر شاہ شرف الدین ملول در آوردہ است او راست

ہے ناز سے اُس کے یہی پیغام قضا کا	کیون نام کیا آپ نے بدنام قضا کا

قرار تخلص میر حسین علی کیفیتش معلوم نیست این شعر از دست +

کس طرح قرار اُس سے کرون درد دل اظہار	سنتا ہی نہین وہ بت مغرور کسی کی

قرار تخلص شخصی است از شاگردان حسرت ازوست

پیارے بیوفا یا باوفا ہو + + +
غرض تم دل کے لینے مین بلا ہو + +

قسمت تخلص المخاطب بشمس الدولہ خلف نواب بارگاہ علی خان استفادۂ نظم از جعفر علی حسرت نمودہ از عظماے لکھنؤ است بسرکار مرزا جہاندار شاہ اقتدار مطلوب داشتہ این ابیات ازوست

الٰہی یا تو میرے دامن دلدار ہاتھ آوے
نہین تو ہاتھ کی اُسکے کہین تلوار ہاتھ آوے

مقدور ہے کس کا جو ترے حسن کو مارے
رستم جو نہ آوے تو وہین اُسکا سر آوے

قلندر نظر تخلص حاجت اظہار حالش نیست معاصر خان آرزو است این دو بیت ازو گزیدہ آید

جی کو سر زندگی نہین ہے
کیا جی کی کرون کہ جی نہین ہے

تھمتے ہی تھمیگا اشک ناصح
رونا ہے یہ کچھ ہنسی نہین ہے

قمر تخلص مرزا قمر الدین المعروف بہ مرزا حاجی مہین پور مرزا تقی ہوس و تربیت یافتہ قتیل است ازوست

تلخ کرتے ہوئے آخر وہ بجنگ آ ہی گیا
عشق کا نام بُرا ہے اُسے ننگ آ ہی گیا +

کہتے ہین شب کو قمر آج گلا کاٹ مرا
آدمی تھا غم ہجران سے تنگ آ ہی گیا +

بیجا نہین ہے کچھ مرے قاتل کا اضطراب
دیکھا تھا اُس نے کب کسی بسمل کا اضطراب

قمر تخلص مرزا قمر طالع میانہ پور مرزا ایزد بخش بہادر است کہ مرزا نیلی عرف الیشان بود کسب سخن از حافظ عبد الرحمن خان احسان کردہ صاحب دیوان است ازوست

نہ آئی تاب تو بھی دل کی بیتابی کے ہاتھون سے
قمر پہلو مین وہ رشک قمر ہوتا تو کیا ہوتا

بعد مدت خط لکھا ہے یار تو خط لے مجھے
تو بھی اب تو لے قمر شکوون کے دفتر کھول دے

قیس تخلص مرزا احمد علی بیگ مشہور بہ بدا بیگ خلف مرزا امداد علی بیگ اصلش از مشہد مقدس ودی در لکھنؤ از شبستان عدم بجلوہ گاہ وجود قدم نہادہ سخن را بحسرت مینمود از نتائج طبع اوست

دل مضطرب کا دیکھا عجب اضطراب اُلٹا
ہوا وہ مضطر اُسنے جو ذرا نقاب اُلٹا

آئینہ دیکھ دیکھ کے کہتا تھا کل وہ شوخ
اس عالم شباب نے رسوا کیا مجھے

پھرتا ہون ہر کسی سے مین القاب پوچھتا
خط کے ترے جواب نے رسوا کیا مجھے

حرف القاف

حرف الکاف

کامل تخلص پنڈت ٹھاکرداس کشمیری کہ بالفعل در عدالت بوکالت میگزارند او راست

پلٹ کر جو دیکھا سر راہ اُس نے	لگا تیر ایک بارگشتی جگر پر +

کامل تخلص مرزا کامل بیگ جز نامش دیگر حالتش معلوم نشد او راست

قطعہ

مژگان سے گر نچے دل ابرو کرے ہے ٹکڑے	یہ بات مین نے کہکر جب اُس سے داد چاہی
کہنے لگا کہ ترکش جس وقت ہووے خالی	تلوار پھر نہ کھینچے تو کیا کرے سپاہی

کبیر تخلص حکیم کبیر [illegible] از مردم سنبھل من متعلقات مراد آباد در طب دستگاہی داشتہ او راست

ایک ہی یار سے جی ناک مین آیا ہے کبیر	زیست معلوم اگر ایسے ہی دو چار ملے

کریم تخلص کریم اللہ خان از افاغنہ است از افکار اوست

نہ تھی قدرت مجھے کر روبرو جانے کی کریم	زیر دیوار ہی جا نالہ سنایا ہوتا

کرم تخلص شیخ غلام ضامن اصلش از کوتانہ بالفعل در شاہجہان آباد بسر میبرد مدتہا در حیدرآباد گزرانیدہ در ریختہ و فارسی فکری کند قوت نظمیہ بسیار دارد زانوے ادب بخدمت مومن خان تہ کردہ باوجود کہن سالی مرد شگفتہ و ظریف است و باراقم آشنا است ابیاتش از و طلبیدہ بعد انتخاب درج شد

تہ ناخوردہ ہمارا شکست کیا کیا تڑپا	استخوانون مین مرے دیکھکے پیکان تیرا
فرہاد و قیس عشق مین سرگرم لاف تھے	خاموش ہو گئے جو مرا نام آگیا
نام کب آسودہ جان لین نالہ ہائے زار کا	سرمہ آواز ہے سایہ تری دیوار کا
ہاتھ ہووے گا مرا اور ترا دامان ہوگا +	چاک جب صبح قیامت کا گریبان ہوگا
زلف مژگان سے لپٹی ہے خدا خیر کرے	مشک آلودہ کہین خنجر بران ہوگا +
کیا ہی برہم ہوئی زلف اسنے جو پوچھا مجھسے	اے کرم کس نے کیا حال پریشان تیرا
سہونگے جور طاقت و تاب و توان تلک	لیکن یہ پوچھتے ہین تجھی سے کہان تلک

چین جبین سے ہے موج تبسم نگاہ مین + ڈر ہے مجھے فریب کا تیرے یہان تلک
اسیری نے کی پردہ پوشی ہتون کی ++ کیا طوق گردن نے کار گریبان +
نسبت ہے میرے داغ سے کیا گل کو عندلیب گو آہ سرد و باد سحر دونون ایک ہین
روز شمار جان شب ہجر کو کرم نے شام اسے نہ اسکو سحر دونون ایک ہین
نظر سے گر چلا ہون کون بھاسے بجز مژگان برگردیدہ مجاے
اے طفل اشک دیکھکے برباد کیجیو ہر پارہ جگر ورق انتخاب ہے
مرا نشو و نما ہے اس خرام لاؤ بالی سے غبار ناتوان کو سرکشی ہے پایمالی سے
اگر وہان بیٹھون تو اٹھے وہ مری تعظیم کو خوف ہے شاید کہ صحبت کا اثر ہونے لگے
ولے قسمت اور اخفا ہی ہوا افشاے راز روکتے ہی اشک کے لخت جگر آنے لگے
اس کو شہرت کی تمنا مجھے رسوائی کی ہر کوئی آرزو سے نشو و نما رکھتا ہے
کس باغ مین دو رونق گل جلوہ کنان ہے نکلے ہے دھوان سا در فردوس برین سے
کہیں اسکے لئے دیکھنے وہ اپنے بنا گوش جب اشک مری آنکھون سے گر دانہ سے نکلے

گرم تخلص مرزا حیدر علی بیگ خلف مرزا نیاز علی بیگ باشندہ دہلی از شاگردان مشہور مصحفی است او راست

حسرت سے دیکھتا ہون مین جب یار کیطرف لگتا ہے تب وہ دیکھنے دو چار کی طرف
آلودہ مہندی سے ہین ترے ہاتھ یہ بتا تربت پہ کس شہید کی تو نے چڑھائے گل
گلدستہ لادیا جو کل اس کو رقیب نے ہمنے بھی گرم رشک سے ہاتھون پہ کھائے گل
تیغ نگاہ کس کی دیکھی ہے ہم نے یارب جو زندگی سے اپنی بیزار اس قدر ہین +
سیل گریہ مین نہ ہم تا بکمر ڈوب گئے یان تلک روئے کہ ہمسایون کے گھر ڈوب گئے

گرفتار تخلص سنگی بیگ باشندہ دہلی از شاگردان حاتم است او راست

درد ہو جس کی کچھ دوا کیجیے جی ہی بے چین ہو تو کیا کیجیے

گریان تخلص میر محمد علی از لکھنو است او راست

مجھے جب دیکھتا تب ہاتھ سے گھر اچھا لیتا نکالا طور اس نے روز یہ صاحب سلامت کا

گستاخ تخلص مرزا علی از ساکنان لکھنؤ است او راست +

جی لگایا تھا جو سمجھ ہووے گی فرحت حاصل	لیہ نجانا تھا کہ آوے گی قیامت لازم

کلو تخلص میر کلو از اقارب خواجہ میر درد بودہ او راست +

صید انفقیر دان کی گرم سنو گے کیا ہوگا	ذرا ادھر بھی نظر پھینکنا بھلا ہوگا

کلیم تخلص شیخ کلیم اللہ ساکن سرکوٹہ کہ از متعلقات نگینہ منمضافات مرادآباد است او راست

جلوہ لطور رخ یار سے پیدا ہووے	تجل اعجاز تکلم سے مسیحا ہووے

کلیم تخلص میر محمد حسین کلیم طوطی شکر پرورست و مسیح معجز سخنورست از شعرای مسلم است و ہم در جرگہ موزونان ما تا حنم دیا تقدم یزنہ پیرستہ میر است و از ساکنان دہلی طلب مید انستہ شعر ہر دو لفظ میگفتہ دانم کہ بپارسی زبان زبانش درست و فکرش صایب نباشد گفتہ اند کہ ترجمہ فصوص الحکم شیخ محی الدین ابن عربی نور اللہ مضجعہ در ریختہ کردہ دست قدرت لکہ الکلام دیوان و مثنویہا ازو یادگار است و ملاحظہ آن دست بہم نداد و این اشعار از سفاین و تذکرہ ہا انتخاب و ثبت افتاد

چھپا ہے آمری چشم تر آب میں دریا	کسی نے دیکھا ہے اب تک حباب میں دریا
کس پریشان نے قدم رکھا ہے پیچ و تاب سے	جادہ آتا ہے نظر جوں زلف کچھ برہم ہوا
قبر میں بھی سے ہمراہ گیا اپنے کلیم	آہ کیوں درد دل اپنا نہ کسو کو سونپا
آتی ہے دل پہ قلقل مینا سے اب شکست	وہ دن گئے کلیم کہ یہ شیشہ سنگ تھا
ہو چکا حشر گئی دوزخ و جنت کو خلق	رہ گیا میں ترے کوچہ میں گرفتار ہنوز
درازی شب ہجران و زلف یار کلیم	مجھی سے پوچھ کہ کالی ہے رات آنکھوں میں
رکھو میں آنکھوں میں کیونکر تجھے کہ ہے برسات	پھر ایسا گھر کہ جو خانہ خراب ٹپکے ہے
دیوانہ ترا وادی پر لب نہ اگر آوے	منھ دیکھو فلاطون کا جو عہد سے بر آوے
غرور حسن کیا ممکن کہ اس سے داد کو پہونچے	غرض تم سن چکے احوال ہم فریاد کو پہونچے

کمال تخلص شاہ کمال الدین حسین فضلش از کرہ مانکپور بزر گلشن

از ارباب مناصب بودند دلے ترک لباس کردہ کسوت درویشی پوشیدہ دل بر سیاحت نہادہ ہنگام ورود لکھنؤ از جرأت امداد میخواست

جز شکست شیشۂ دل کچھ نہ دیکھا اور کام	مرتفع جس دن سے ہے یہ چرخ مینائی ہوا
آہ جو کچھ ہم سے ہو سکتا سو کر چکتے ولیک	ایکدن تم کو نہ شوق کارفرمائی ہوا
اور دکھلایا تماشا مجھکو وحشت نے کمال	مین تماشائی تھا جس کا وہ تماشائی ہوا
یہ بھی کچھ بیٹھنے کا بزم مین اسلوب ہے واہ	جون جون ہم آگے بڑھین آپ سرکتے جادین

گمان تخلص از شاگردان اشرف علی خان فغان از ناشش آگہی نشد اور است

واسطے جسکے سبھی مجھکو برا کہتے ہین	وہ جو سنتا ہے تو کہتا ہے بھلا کہتے ہین

گنا بیگم زنی است از دودمان عفت زوجہ نواب اعتماد الملک غازی الدین خان کہ نظام تخلص ایشان است حسب الامر شوہرش گفتار خویشتن بنظر میر قمر الدین منت مے آوردہ اور است

مقابل ہو اگر لب کے ترے مصری چبا جاؤن	تری آنکھوں نے بخشی کیسے بادام کھا جاؤن
ترے منھ کی تجلی دیکھکر کل رات حسرت سے	زمین پر لوٹتی تھی چاندنی اور شمع جلتی تھی
شمع کی طرح کون رو جانے	جس کے جی کو لگے ہے سو جانے

کوچک تخلص شاہزادہ مرزا وجیہ الدین مرحوم در زمان جلوہ فرمائی بلاد مشرق عزم گلگشت بہشت نمودہ جسد مشش را بدہلی آوردند و متصل مزار کثیر الانوار سلطان المشایخ کہ سہ فرسخ از دہلی ست دفن کردند این بیت از گفتۂ ایشان ثبت افتاد

یان تلک پاؤن مین پھوسلے ہین	اک قدم بھر چلا نہین جاتا

کوثر تخلص مہدی علی خان ولد قطب الدین خان ابن آقا علی خان کوچک برادر موتمن الدولہ اسحق خان کہ از امراے نامی عہد فردوس آرامگاہ محمد شاہ بودہ مسقط الراس لکھنؤست دو سال است کہ بدہلی وارد شدہ بود

بتقریب اعظم الدولہ داعی را ہم با او تعارفی شد شخص حمیدہ اوصاف بنظر آمدہ شریک محفل مشاعرہ ہا می گشت و خود را از تلامذۂ ناسخ میگرفت او راست

چشم مین عشق کے اعجاز سے آنسو ٹھہرے
ورنہ کشتی مین ہے دریا کا سمانا مشکل

تیرا تو آسرا تھا جدائی مین یار کی ++
اے موت تو بھی مجھسے گریزان ہے ان دنون

خواب مین شب اُس پری نے شکل دکھلائی ہمین
جاگ اُٹھے بخت خوابیدہ جو نیند آئی ہمین

بوقت صبح وہ مانند آفتاب آیا
الٰہی شکر شب ہجر کی سحر دیکھی

تربت پہ میری ایسی برستی تھی بیکسی
بے اختیار شمع کے آنسو ٹپک پڑے

کیا ہی کشش ہے کوچۂ دلبر کی خاک مین
بہشت دیا بھی ہووے تو مثل صبا چلے

نامہ بر کوچۂ دلبر مین گم ایسا ہو جائے
کی مثل ہووے کبوتر تو وہ عنقا ہو جائے

خون بہا اُس سے نہ محشر کو مانگون گا مین
ایکبار آکے مری لاش پہ قاتل ہو جائے

دل پھٹ گیا کدورت رخ نگار سے
حیرت کی جا ہے آئینہ ٹوٹا غبار سے

ہون وہ بلبل کہ یہ تھا شوق اسیری پس مرگ
پر بھی اُڑ کر مرے صیاد کے گھر تک پہونچے

گویا تخلص شیخ حیات اللہ از اہل فرخ آباد بمناصب ممتاز در سرکار انگریزی بہرہ در ماندہ از وست

جس کم سخن سے کہے تقریر بول اُٹھے
ہے ہم مین وہ کمال کہ تصویر بول اُٹھے

گویا تخلص حسام الدولہ نواب فقیر محمد خان بہادر از امرای نامی لکھنؤ است وباوجود ہجوم دنیا بدین مائل قدردان اہل ہر فن است لاسیما با سخنوران در مقام التفات است کہ می باید و شعرای این دیار بہ بخشش رطب اللسان بودہ اند و بسیار ستودہ و بجایزہ ہا مراعات نمودہ و در مراتب سخن گستری از متعلقان شیخ امام بخش ناسخ است این ابیات از دیوانش انتخاب زدہ درین عجالہ ثبت نمودہ شد

صندلی رنگ پہ مین مرہی گیا
درد سر کس کا کہ یان سر ہی گیا

اُس نے صندل لگایا ماتھے پر
درد دونا ہوا مرے سر کا

نہ آنے کا ترا شکوہ عبث ہے
کبھی مین آپ مین آیا تو ہوتا ++

اُسے کو غفلت پئے یہ کہہ آتے ہین ہم
بھول جانا یاد دلواتے ہین ہم

ضعف سے زہتا ہے اب پاؤن پہ سر
آپ اپنی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

گر پڑے دانہ اگر جلنے لگے مثل سپند
یہ حرارت بعد مردن بھی ہے اپنی خاک مین

وصل اگر منظور تھا پرویز کا گھر کھودتا
کوہکن دیوانہ تھا شیرین تو پتھر مین نہین

درد پہلو مین رہا کرتا ہے جب سے تو نہین
ہجر مین بھی ایک دم خالی مرا پہلو نہین

سر رکھے رخ پہ رکھو مرا سر
میرے قاتل کی یہ نشانی ہے

ٹھکرا کے جبین حسین کو میری
قسمت کے لکھے نے یاوری کی ++

مین گر ناخوش ہون اپنی زندگی سے
سب ہے خوش یا الٰہی وہ جہان سے

یاد آیا کیا مین اپنا اٹھا خاک مین
رو دیا جب وہ غبارِ کو نظر آیا مجھے

جی ابھی نکلا نہ تھا تن سے کہ وہ راہی ہوا
توسن جانان سمند عمر سے چالاک ہے

حال عاشق و معشوق سے ایک
سنا ہے شمع سوزان کی زبانی

آیا جواب نامہ پس مرگ تب کھلا
تھی دیر اس لیے مرے خط کے جواب کی

زاہد و جرم کیا کرتا ہو مین مین پھر ثواب
دل ہے کعبہ اسے کرنا ہے سیہ پوش مجھے

حرف اللام

لطیف تخلص میر شمس الدین از مردم بندر سورت است بہ لکھنؤ اقامت ورزیدہ از وست

گھر مین جا بیٹھ رہا اُس سے خفا ہو تو لطیف
کیا ہی غصہ تری اس بات پر آتا ہے مجھے

لطیف تخلص میر لطیف علی از ارادت کیشان و تلامذۂ خواجہ میر درد است جواہر را نیکو شناختی از وست

رو کے ہین شیخ و برہمن سبھی دستِ کے ہاتھون
گبر نکلا نہ یہ کافر نہ مسلمان نکلا

رہتا ہے درد زرد دل ناتوان مین ++
کیونکر اثر نہ ہووے ہماری زبان مین

دامن کشیدہ جاتے ہو بہت غبار سے — تقصیر ایسی کیا ہوئی اس خاکسار سے

لطف تخلص مرزا علی اصلش در استرآباد است در دہلی نشو و نما یافتہ و در اوج عظیم آباد ساکن بہ حیدرآباد در رفتہ قصاید انشا کردہ و صلہ ہا یافتہ نسبت شاگردی بہ میر تقی داشتہ تذکرہ در حال ریختہ گویان بزبان ریختہ نوشتہ است بنظر رسید و این اشعار ہم از انتخابش انتخاب گردید

ہو گئی زنجیر پا اپنی یہ زلف پرشکن — ورنہ دل تجھ ہی کو دیتا کیا کوئی دیوانہ تھا

کیجیو اُس زلف کو شانہ سمجھ کر شانہ — لاکھ دل ٹوٹے اگر ایک وہ مو ٹوٹ گیا

اُٹھا یا قصہ سنبل صبا نے حد لیکن — نشانہ زلف کا تیری بہت دراز رہا

نہیں سمندر دیر دانہ پروہ آتش ہوں — کہ جس کے نام سے آتش کو احتراز رہا

نہ پہنچی ضعف سے لب تک دعا ہی ورنہ دل — در قبول تو اس آرزو میں باز رہا

جو عمر خضر ہو شاید تو وصل ہووے نصیب — یہ زندگی جو بھی اس میں تو امتحان رہا

سنتے تھے طوفان نوح آنکھوں نے دیکھا وہ تو لطف — دیکھیے یہ چشم گریان اور اب دکھلائیں کیا

ہر کوئی سبزہ رنگ خرامان کہ رشک سے — جوں شمع سبز جلتا ہے ہر سرو باغ کا

ساقی لگا دے خم سے منہ سے کہ بار بار — احسان کون کھینچے سبو و ایاغ کا

ترے کانوں تلک ابھی لطف کچھ آواز آتی ہے — ہے ایک عالم کو تیرے نالہ و فریاد کا شکوہ

ایک دن حال دل زار نہ دیکھا نہ سنا — سچ تو یہ تجھ سا بھی دلدار نہ دیکھا نہ سنا

دکھا دیں نے ستون چرخ کا عالم کے فرہاد — جو تجھ سے ہیں بھی کار فرما کوئی شیریں سا

فرہاد سا نہ رنگ نہ مجنون سا کیا حال — کس منہ سے اُسے کھینچیے پیغام محبت

ہوئے ہیں بعد قتل طلب گار حق سعی — تلک بستان میں دیکھی نئی خونبہا کی طرح

کیا کم ہے سلطنت سے سگ کوے یار اگر — قانع ہوا استخوان پہ ہمارے ہما کی طرح

ہے یہ بھی نئی ہے شب وصل میں سو بار — پوچھے ہے وہ کتنی رہی شب کچھ نہیں معلوم

کس کی دیتی بلا جو جانتے ہم — دیکھے دل اس بلائیں پڑتے ہیں

اگرچہ فرق زمین آسمان کا ہے تا ہم — ملی ہے وضع فلک کی بہت تری خو میں

اپنا تو بدگمانی سے بس کام ہو گیا	گو اور طرح اُس کی ہو چولی مسک گئی
خوبی کا بسکہ تیری اک عالم گواہ ہی	اپنی بغیر دیکھے ہی حالت تباہ ہی

حرف المیم

مایل تخلص میر محمدی سیدے بوده در جهان آباد شاگرد مولوی قدرت الله اکبرآبادی استاد نصیر دہلوست است از افکار اوست

کیا کیا کہون مین تجھے دل زار کی ہوس	مشہور ہی جہان مین بیمار کی ہوس

مایل تخلص محمد یار بیگ از اہالی لکھنؤ و از شاگردان قلندر بخش جرأت است او راست

پیتا ہون جام مے کے عوض کاسہ بنگ کا	مایل ہوا ہون جب سے مین اک سبزہ رنگ کا

مایل تخلص سید کاظم علی از اہالی خیرآباد است در ریعان شباب عمرش بسر آمد او راست

شب ہجران کی آہ ایک طرف	لاکھ ابر سیاہ ایک طرف

ماہر تخلص فخرالدین حسن پور اشرف علی خان فغان از شاگردان سودا و ساکنان لکھنؤ بوده او راست

ملی اتنی نہ فرصت بھی کہ اُٹھ کر مانگتے پانی	ہوا تیر نگہ یون آہ دل مین کارگر کس کا

مبتلا تخلص احتشام مرزا کاظم بیگ انتخاطب از پیشگاه وزیر الممالک به مردان علی خان ساشش از مشهد مقدس دوے در لکھنؤ از نہان خانه عدم بشهرستان وجود رسیده بزرگانش باحترام زیسته اند گویند که مبتلا بسیار سے صاحب دیوان است هم تذکره فراهم آورده او راست

شیشۂ دل چناک دیا تو نے +	سنگ دل آہ کیا کیا تو نے

مبتلا تخلص شخصے است که مرا از حالش بجز داشتند از وست

وہ ترے سایہ دیوار مین پائی راحت	چاندنی رات کو اے رشک قمر بھول گئے

مجذوب تخلص مرزا غلام حیدر بیگ از اہل جهان آباد شخصے است که سودا بفرزندیش برداشته بود از وست.

عداوت سے تمھاری کچھ اگر ہووے تو مین جانون ۔ بھلا تم زہر دے دیکھو اثر ہووے تو مین جانون
تمھارا ہم سے جو عہد وفا ہو اُس کو تم جانو ۔ مرے پیمان مین کچھ نوع دگر ہووے تو مین جانون
طوبے کے نیچے بیٹھ کے رو دون گا زار زار ۔ جنت مین تیرے سایۂ دیوار کے لیے

مجنون تخلص مجہول الاسم مشہور بدر دیش سر برہنہ شخصے بودہ از اولاد راسے بھیم ناتھ بزرگانش بیکدو واسطہ باسلام مایل شدند از تلامذہ میر تقی است گویند کہ در کوچہ و برزن عور محض سے گشت واین معنے دلیل تاثیر تخلص است اما مکشوف نشد کہ جنون سبب گردیدن باین تخلص است یا تخلص سبب گردیدن بجنون سخن کوتاہ این مطلع از وست

جس سے جی چاہے ہو تم نہ کسی سے پوچھو ۔ یہ کیا پوچھتے ہو اپنے ہی جی سے پوچھو

مجنون تخلص نامش معلوم نشدیکے از اہل عظیم آباد است کسب سخن از میر ضیا کردہ او راست۔

دن مین سو سو بار اُسکے رو برو جانا مجھے ۔ اس مین سودائی کہے یا کوئی دیوانا مجھے

مجرم تخلص میر فتح علی سید یست از دہلی بجستجوے کیمیا بر آمدہ عنقا شد او راست۔

اپنی خواہش پوچھتے ہو تو یہی چاہے ہے دل ۔ چپکے بیٹھے سامنے صورت تمھاری دیکھیے

مجرم تخلص رحمت اللہ در اکبر آباد بجمر فہ کسب معاش میکردہ از مدت ازان شغل درگذشتہ ولباس فقیرانہ در بر کردہ فیض صحبت میر محمد سے بیدار یافتہ ہنگام ورود دہلی بچشم میر سیدہ او راست

دل افگار دیا دیدہ خونبار دیا ۔ چرخ ناساز نے کیا کیا مجھے آزار دیا
کی مین نے شکایت تو وہ بولا یہ خفا ہو ۔ گر ہم مین جفا جو تو کسی اور کو چاہو
کل غیر کے گھر رہنے کی کیا جھوٹ ہے پیارے ۔ کہا جائیے حاضر ہون مجھے گھورتے کیا ہو

مجبور تخلص حق رسا از تلامذہ شاہ نصیر دہلوی است او راست

شب خوشی سے پانؤن پھیلا گھر مین تم سویا کیے ۔ ہم پس دیوار بیٹھے صبح تک رویا کیے

محزون تخلص منیر ناصر جان خلف سید محمد نصیر رنج تخلص کہ بالفعل سجادہ نشین خواجہ میر درد است سلمہ اللہ وغفر لہ کتب درسے نیک مستحضر دارد خصوصاً

در ریاضے امروز مہارتے کہ اوراست دیگرے را نیست گاہے لب بسخن میکشاید درین ہنگام بہ ممالک شرقی رفتہ با فقیر طریقۂ شناسائی بسلوک ہست ورہست

جھوٹ ہی اوس سے کب میں نے لڑائیں آنکھیں
تم نے بیفائدہ رو رو کے سجائیں آنکھیں

شاید اسوقت گیا آپ کا دھیان اور کہیں
بات کرنے میں جو تم ربط سخن بھول گئے

نہ تو نامہ ہی نہ پیغام زبانی آیا
حیف محزون سبھی مجھے یاران وطن بھول گئے

محزون تخلص عالم شاہ از مشائخ زادگان گڈھ مکتیسر است و مصحفے کہ اورا از امروہہ دانستہ از وادے تحقیق برکران افتادہ درینجا بحکم اہل البیت ادرے مافی البیت سخن شرف الدین مسرور مقبول است کہ وے را از خویشان است و قیام محزون در امروہہ مصحفے را منشاء خطا گشتہ بہمہ حال این اشعار از وست

بے محابا چاک کرتا ہے گریبان کے تئین
کسکے آنے سے چمن میں گل کو سودا ہو گیا

تم نہ فریاد کسی کی نہ فغان سنتے ہو
اپنے مطلب ہی کی سنتے ہو جہاں سنتے ہو

اہل دنیا تو نہیں دیتے ہیں محزون غم کی داد
کوہکن کو خواب شیرین سے جگاؤن تو سہی

محو تخلص حسین علیخان اکبرآبادی بخدمات انگریزے بسر بردہ اوراست

سنگ پھینکا ہی مری قبر پہ گل کے بدلے
گالیاں دے ہے پس مرگ بھی قل کے بدلے

محو تخلص شیخ عظیم اللہ از اہل میرٹھ است از واست

متاع دل گرانمایہ ہے لے اپنے پاس اے ہمدم
یہ دولت اسکو بخشیں گے جسے ہم یار دیکھیں گے

محب تخلص شیخ ولی اللہ از مردم این شہر است در لکھنؤ فوت کردہ با سودا اسلافتہ ساگردے داشتہ و از وظیفہ خواران سرکار مرزا سلیمان شکوہ بہادر است نکار از وست

تو ادھر تری حیا دیو چھنا کیا
صدقے ترے داہ پوچھنا کیا

خانۂ دل کہ نہ ہو عشق کا آئین جس میں
ہے وہ قرآن کہ نہیں سورۂ یٰسین جس میں

ترشح لائق اشک کب چھوٹے ہی خاک آگے جواب
جتنے خط لیجائے میرے نامہ بر بھیگے ہوئے

تم ہو مژگان اشک سے تجھ تک نہیں جاتی نگاہ
مانع پرواز ہیں طایر کو پر بھیگے ہوئے

تیسرے جو کہیں ستم رہیں گے
جیتے کاٹے گر ہم رہیں گے

بڑھ کچھ تو ایک بوسہ پہلے یار اور بھی | ہین ورنہ جنس دل کے خریدار اور بھی

محبت تخلص میر بہادر علی از شاگردان ثناء اللہ خان فراق است او راست

سادہ رو صاف بھی اب ہمسے ملاقات نہین | ناز و انداز و ادا غمزہ اشارہ ڈوبا
اگر حنا ترے ہاتھون سے خون بہا دل کا | تو لونگا دست نگارین سے خونبہا دلکا

محبت تخلص نواب محبت خان فرزند ارجمند حافظ الملک نواب رحمت خان مرحوم است کہ ایالت بریلی و متعلقات آن بر ایشان مسلم بوده و فور شہرت از تفصیل مستغنی کرده دست نیز چون پدر صاحب ورع و تقوی است و خداوند فہم و فراست بہره و لفظ حرف میز نیز گزیده افکارش این است

جس کو تری آنکھون سے سروکار رہیگا | بالفرض جیا بھی تو وہ بیمار رہیگا
عاشقون مین سے مجھے لکھا تونے | آج چہرہ مرا بحال ہوا
قید ہوتے ہی ہوا دونون جہان سے آزاد | مین تو بندہ ہون محبت کی گرفتاری کا
یہ بڑھا دیوانہ پن اپنا کہ ناصح دل ہوا | تھا مرا ہمدرد لیکن مجھکو سمجھانے لگا
آپ کچھ غیرون کو چھپ چھپ کے رقم کرتے ہین | یہ جو ہو جھوٹ تو ہم ہاتھ قلم کرتے ہین
بیٹھنے دیوے نہ وہ بزم مین اپنی جو مجھے | تو اٹھا لیجو لے بار خدایا مجکو
گالی کا انتظار تو حد سے گذر چکا | منہ کو کہان تلک ترے دیکھا کرے کوئی

محنت تخلص مرزا حسین علی نام نژادش از جہان آباد خودش در لکھنو نشو و نما یافتہ مشق سخن با قلندر بخش جرأت مے کرد بدینگونہ حکایت مے کند

احوال مرا دشمنان سے سنتا تھا و لیکن | کچھ بات جو پوچھا تو کہا مین نہین سنتا
اس بت نے جو غیرون پہ کیا لطف وہ یارو | مجھسے کہو پہر خدا مین نہین سنتا
آئی ہے فصل گل کی نسیم سحر سنا | مرجاؤن گا قفس مین نہ ایسی خبر سنا

محشر تخلص اکرام اللہ خان از بداؤن است در ابنا د مشاہیر بوده او راست +++

آچھپا شور قیامت ترے دامان کے تلے | فتنہ سوتا ہی ترے سایۂ مژگان کے تلے
ہمین نظر نہین آتا کہ جی سنبھلے محشر | کوئی دن اور اگر درد انتظار رہے

جدھر کو لے اڑے دل کی تپش کر دوں پروانا	نہیں ہے برق صفت ہاتھ میں عنان مرے

محشر تخلص مرزا علی نقی اصلش از کشمیر و منشاء وی لکھنؤ است بہر دو زبان فکر میکرد و غرور شاعری بسیار داشتہ بعد قتل مرزا علی مہلت کہ تفصیل این اجمال تحت ترجمۂ اوست خوفاً از آن جا فرار شدہ بدہلی رسیدہ با خواجہ میر درد پیوستہ از ایشان فائدہ بر داشتہ بہ لکھنؤ رفت چون سالے چند برین گذشت درثۂ مقتول مذکور قاتل سطور را بقصاص کشتند از اوست

دور میں اُس چشم کے گردون کو آسایش نہیں	کس گھڑی کس دم نئے فتنہ کی فرمایش نہیں
جان منتظر ہے آنکھوں میں وقت رحیل ہے	جلدی پہونچ کہ تیرے ہی آنیکی ڈھیل ہے

محسن تخلص میر محسن برادرزادہ میر محمد تقی است از اوست

حیف تیرے عقیق لب کا شوخ	زندہ کرتا ہے نام عیسے کا +

محترم تخلص خواجہ محترم علی خان از کلانیان عظیم آباد است سخن را بر شاہ گھسیٹا متخلص بعشق گذرانیدہ از اوست

قطعہ

اے محترم اتنی اشک باری	کھل جائے ہے ابر بھی برس کر
دوستوں نے مرے کہا اُن سے	محترم کو کہو تو یاں لائیں +
لگے کہنے کہ شرط کر لو تم	ہم جو مجلس میں اُس کو بلوائیں
روند ہووے کہ جس کے رونے کے	ساری محفل کے سب چھپ جائیں
پیغام پھر جنون کے آنے لگے ہیں مجھ تک	شاید بہار کے دن نزدیک آن پہونچے

محمود تخلص محمود خان برادرزادۂ اعظم الدولہ میر محمد خان سرور جوانیست خوش فکر و خوش ساز در تحریر کاہش مضامین بسمل بدام است و از شمیم تپش کار دل خون شدگان تمام جوانیست با سخنوریہا کم سخن و با صد زبان بے زبان بہ پیرایہ حلم و ادب آراستہ از احباب راقم است از نتائج افکار اوست

گھر سے بے پردہ وہ رشک مہ روشن نکلا	نالۂ دل بھی مری جان کا دشمن نکلا
اپنی برگشتگی بخت کا دیوانہ ہوں	کی شفاعت جو کسی نے تو وہ اغوا سمجھا

کیا اجل بھی آئی تھی اغیار ہی کے حصے مین
گو شب ہجر ہی پر صبح نہو وے تو ہی خوب
بیقراری سے ہی کچھ اُسکے عجب مجھپہ عذاب
واہ رے شوق اُدھر جب کوئی جاتے دیکھا
افسوس ہوا حشر مین کیا بیکسی کا
ہین اپنے تصور نے محالات کیے سہل
مجھکو خبر مرگ عدو سے بھی ہوا رنج
دشمن کو مری گور پہ لانا نہین اچھا
ہی زخم جگر ناوک قاتل کی نشانی
بیداد گذشتہ کی کرین کیونکہ شکایت
حسرتین زیست کی ہین گور مین رکھتی بیچین
پیچھے ہٹتا تھا قدم چلتے ہی اُس کوچے سے
میرے لیے ہی تیری ندامت بھی اک ستم
تھا وصل مین اک ہجر مین دو ہین مرے معشوق
وہ یہ سمجھا کہ ہوا ظلم اُٹھانا مشکل
نہ ڈرانا ر جہنم سے عبث اے واعظ
غلبۂ شوق کے عالم ہی نظر مین تاریک
بھاتی یہ لٹانا تو اُسے کب ہی میسر
اُس وعدہ فراموش نے آنیکو کہا تھا
جو پالے زہر ہین یہ گران جانیو نین ہم
عجز بے تاثیر کو اپنے صنم سمجھا فریب
جان کیا چیز ہی پر عشق مین تاثیر تو ہو
وہ رخ افروختہ ہی جرم عدو سے شاید

اے فلک گر وصل جانان کے نہ مین قابل ہوا
لائی ہی ناک مین دم گردش ایام اپنا
کسطرح غیر کو دے دون دل ناکام اپنا
مُنھ سے ناخواستہ نکلا دہین پیغام اپنا
قاتل جو ہمین سر بگریبان نظر آیا
پردے مین بھی مجھکو رخ جانان نظر آیا
وہ شوخ جو انگشت بدندان نظر آیا
مردے کو مسلمان کے جلانا نہین اچھا
اے چارہ گر واُس کو مٹانا نہین اچھا
اُس کو وہ مزہ یاد دلانا نہین اچھا
اُس نے کیا مجھکو کہین یاد کیا میرے بعد
وہ ہوا بام پہ کیا جلوہ نما میرے بعد
ہرگز تو اپنے جور وجفا پر نظر نہ کر
کم موت کی جانب نہین جانان سے تعلق
ہمکو جلنے سے بھی اب زہر ہی کھانا مشکل
ہی بجز ذکر عدو ہمکو جلانا مشکل
جس کے جو پاتے ہوا اُس کا بھی پانا مشکل
تصویر مگر سینہ پہ لیتے ہین بنا ہم
دروازے ہی پر سینے لگے آٹھ پہر ہم
اعدا کے گھر گئے تری مہمانیو نین ہم
کیا ملا و یگی خدا سے یہ جبین سائی ہمین
کوئی مرجائے اگر تو کوئی دلگیر تو ہو
کہ نہین نیم نظر تاب تماشا ہم کو

وہ صید ہون کہ شوق اسیری ہی خود مجھے
صیاد بے دماغ کو رنج کمین نہ ہو

ایسا ہی سبک زیست نے ہجران مین کیا ہی
گر چلے ہے تو اُف سے کوئی بیمار اُڑا دے

اس ناتوان کو بام پہ پہونچا دے ہمنشین
شاید کہ اُس کے گھر کی طرف کی ہوا چلے

دیکھتا کون ہی ہمو عدو کو خوشی
جب نظر کرتے ہین افلاک پہ ناچاری سے

خلاف طبع ہی اُس کے مگر کوئی خواہش
ہمارے ہاتھ جو گاہی لئے دعا نہ اُٹھے

بعد اُس کے ستم سے ہی یہ کہ بعد فنا
عدو کی گھر کے مری خاک سے بنا نہ اُٹھے

اب تو حد تاثیر کی اے اشک خونین ہو چکی
سب طراز دامن دلدار رنگین ہو چکی

مرتکب ہم سو گنہ کے ہو چکے پہ ہی دخوش
کیا وہ خود بھی قدردان لذت دشنام ہی

بسمل گیا مین گرمی رفتار سے
کیسا سے چلے تم سے ملنے کو اغیار سے

داغ سینے مین نظر آتا نہین
چارہ گر سینے ہین ماتم دار سے

خانۂ کعبہ کی تعظیم تو سبحان اللہ
لیک فرصت بھی ہو اُس در کی جبین سائی سے

مخلص تخلص میر باقر از اہل اکبرآباد است نسبت تلمذ بہ مصحفی خان یکرنگ داشتہ در زمان دولت محمد شاہ لوائے سخن می افراشتہ از وست

مین تو بندہ ہون ترے جور و جفا کا لیکن
سخت دھڑکا ہی مجھے اس دل سودائی کا

مخلص تخلص مخلص علیخان از رئیس سفید کردگان مرشدآباد است اور است

کوئی اپنے اسیر دستے تغافل یہ بھی کرتا ہی
قفس مین مرگئے جب ہم خبر صیاد کو پہونچی

مدحت لکھنوی سے از تلامذہ جعفر علی حسرت است اور است

لے گئی ہجر تری گور مین یار آخر کار
روز فرقت نے دکھائی شب تار آخر کار

مدہوش تخلص نامش معلوم نشد از شاگردان میر سوز بودہ اور است

مرا جس ناز سے تو نے لیا دل
خدا جانے ہی اُس کو یا مرا دل

مرزا تخلص آقا مرزا نام اصلش از مازندران است دوے در لکھنو متولد شدہ

مشیر پدر محمد اسمعیل نام تجارت پیشہ بود از تلامذہ میر است از وست

بالین سے جب وہ پھر گیا غش سے کھلی تب آنکھ
مجھ نارسا کے طالع خوابیدہ دیکھنا

پہچانے تا نکوئی کہ یہ کس کی لاش ہی ‏ ‏ ‏ سر تن سے لے گیا مرا قاتل تراش کے

مرزا تخلص مشہور بمرزا مینا ابن شمس حکیم میر فضل اللہ از سکنائے قصبہ پانی پت اشعار فارسی هم سے گفته در طلب مهارتی شایان داشته او راست

دل جو اپنا تھا سو ہی بیگانہ ‏ ‏ ‏ اس زمانہ مین کوئی یار نہین
سخت مشکل ہی ہجر مین جینا ‏ ‏ ‏ زندگی اپنے اختیار نہین
خالی اس سے نہین ہی کعبہ و دیر ‏ ‏ ‏ کونسے سنگ مین شرار نہین

مرزا تخلص ہدایت اللہ دہلوی از مہرہ فن موسیقی است او راست

دل ہاتھ سے اشک آنکھ سے جی تن سے چلا جائے ‏ ‏ ‏ اے وائے مصیبت کوئی کس کسکو سنبھالے

مرزا تخلص خواہر زادہ حکیم مرزا محمد خان و تلمیذ رستم بیگ شاگرا ست او راست

گر زلف دراز یار مین ہی صد گرہ مرزا ‏ ‏ ‏ دل صد چاک پر ہم بھی بسان شانہ رکھتے ہین

مروت تخلص صغیر علی نام فرزند حکیم کبیر علی از مردم سنبھل است از شاگردان جرأت آوردہ اند کہ مثنوی بہ تتبع میر حسن گفته و مناط دعوی وی درین فن همان بوده این بیت از و خوش کرده شد

غیرون پہ دیکھ دیکھ کرم اس نگار کا ‏ ‏ ‏ چین بر جبین ہی نقش ہمارے مزار کا

مرہون تخلص مرزا علی رضا وطن اصلی وے مشهد مقدس است و خود س درین بلده متولد شده بحیدرآباد رفته از تلامذه میر ممنون است او راست

ہر آرزو سے دل کو حرمان نے خون کیا ہی ‏ ‏ ‏ گردن پہ یاس کی ہی خون اپنی آرزو کا
جز یک نگاہ خشم کبھی اس کی خو نہین ‏ ‏ ‏ قسمت تو دیکھ یہ بھی کبھو ہی کبھو نہین

مزمل تخلص مزمل شاہ از قدماست این بیت از وست

مین نہ کہتا تھا کہ مزمل دے نہ دل ‏ ‏ ‏ انقدر ایسا رائگان کھونا نہ تھا

مسرور تخلص شیخ پیر بخش از سکنائے قصبۂ کاکوری کہ پنج فرسخ از لکھنؤ است اصلاح نظم از مصحفی گرفته همرکاب مرزا سلیمان شکوه بهادر گذارش درین بلده افتاده بود او راست

کہتی ہی یہ ہر وقت سے مجھے آبلہ پائی ۔ آگے کو قدم دشت مغیلان سے نہ اُٹھے
کرنے ہین وہ غنچے سے اشک کئی دن سے ۔ ہین پیچھے پڑے دل کے ہمارے کئی دن سے
گر ہے سیر لیلی محمل سوار جاے ۔ مجنون بھی ساتھ جون شتر بے مہار جاے

مسرور تخلص مرزا اسد بیگ از مردم جہان آباد تلمیذ میر عزت اللہ عشق است
اورا است

سدا اُس چشم میگون سے یہ دل مستانہ رکھتے ہین ۔ صراحی کی ہوس نے خواہش پیمانہ رکھتے ہین

مسرور تخلص شرف الدین احمد پسر غلام محی الدین عشق مبتلا از مردم میرٹھ است اشعار ریختہ بعبارت ریختہ گرد آوردہ است اورا ست

ہی غیر کے گھر وہ شمع محفل ۔ دن رات مجھے بھی جلن ہی

مسکین تخلص سید عبد الواحد خان جوانی حریف وظریف است ہنگام ورود دھلی سخن کہے گفت بر مومن خان میخواند ونیز با فقیر ربطے پیدا کردہ بود اکنون باندر بسر مے برد اورا ست

کیون نہ اُٹھنا بیٹھنا مشکل ہو اُس رنجور کا ۔ جس کو از خود رفتگی بھی اک سفر ہی دور کا

مسرت تخلص شیخ وزیر علی استفادہ شعر از حکیم عزت اللہ خان عشق کردہ از باشندگان دہلی است از چند سال بحیدرآباد رفتہ بجرگہ شعرای چندو لال است اورا است

اگرچہ روتے روتے کھو مین آنکھین ۔ نہ رکھا دیدۂ خونبار پر ہاتھ

مستمند تخلص یار علی خان از اہالی عظیم آباد است وتلامذہ مرزا ہجو فدوی اورا است

تن تنگ وصل کی ہی یار امید ۔ ہی مثل ایک دم ہزار امید

مسیح تخلص براتی نام سوداگری است کشمیری الاصل بودہ اورا است

شاید کہ موے زلف کا شانہ تھا دست غیر ۔ بیڈھب رہا تھا جیکو مرے پیچ وتاب رات

مشیر تخلص قطب الدین از مردم جہان آباد است گویند کہ از ارشد تلامذہ شاہ نصیر است فقیر اورا در محافل مشاعرہ دیدہ وکلامش ہمدرا انجا شنیدہ بسیر وطریقہ استاد است اورا است

یہ غل ہی کہ وحشی نے ترے پانون نکالے ‎ پھر دست جنون سلسلہ جنبان نہوا تھا

مشتاق تخلص عبداللہ خان المخاطب بمشتاق علیخان ایرانی نژاد است بزمرہ شعراے پایہ تخت بشمار می آید پارہ جفر و رمل را میدانست ہوس کیمیا سازی بسیار داشت اکثر خطوط را چون خط نہ بیاد و ولادیزی می نگاشت از وست

کی اک نگاہ یاس جو مژگان یار پر ‎ سو برچھیان لگین دل امید وار پر
جی بند ہو نکل بھی گیا تو کھلی رہی ‎ اے چشم آفرین ہی ترے انتظار پر
مٹے ہی دمبدم یا ان وصل کی تدبیر کا نقشہ ‎ دکھائی دے ہی بیڈھب کچھ ہمین تقدیر کا نقشہ
دم مرگ مت پوچھ لکنت کا باعث ‎ زبان پر گرہ گفتگو تھی کسی کے
کبھی اشک بھر آئے تو پی سکئے ہم ‎ کہ مد نظر آبرو تھی کسی کے
رنگ کیون سبز ہی چہرہ کا ترے اے مشتاق ‎ کسنے دیکھا ہی تجھے زہر بھری آنکھو نسے
اپنی ہم بندگی یہ بھولے تھے ‎ پر جو دیکھا وہان خدائی ہی

مشتاق تخلص حافظ تاج الدین ساکن میرٹھ چشمش از حلیۂ نور عور است از وست

کوہکن و پرویز کو قصہ اپنا اپنا سنانے دو ‎ ہی یہ وہی افسانہ شیرین ایک پری دیوانے دو

مشتاق تخلص محمد داصل نام شاعریست از بداون از وست

ہمارے کام یہ ہر چند آسمان پھرے ‎ تجھے قسم ہی جو تو اس طرف کو آن پھرے

مشہور تخلص از کانبان بریلی است باوجودیکہ متخلص بہ مشہور است حالش مشہور نیست از وست

خوشی سے کیون نہ اے مشہور اب بغلین بجائین ہم ‎ ملیگا یار ہم سے آج پھر بازو پھڑکتے ہین

مصدر تخلص میر ماشاء اللہ خان است پدر میر انشاء اللہ خان است عادتست کہ پسر بنام پدر شناختہ میشود و گاہی بخلاف نیز کہ ابتداے در طبع جا گرفتہ گاہی شائستہ دارد گاہی بسخن ہم توجہ میکرد از وست

کافر ہو سو اتر سے کرے چاہ کسو کی ‎ صورت نہ دکھاوے تجھے اللہ کسو کی

مصحفی تخلص غلام ہمدانی اصلش از قصبۂ امروہہ منضمہ فاضلات مراد آباد در عنفوان جوانی بجہان آباد آمدہ طرح اقامت افگندہ آخرہا بہ لکھنؤ رفتہ و تا نفس آخر ہمدرانجا قرار گرفتہ وفاتش را امروز دہ سال گذشتہ عمر بسیار یافتہ ابتدائیش انتہاے دورۂ سودا

بود باجرأت وانشا مشاعرات و مطارحات کردہ است شش دیوان ریختہ و دو تذکرہ تمام کردہ و دیوانی در فارسی و تذکرہ ہم دارد قوت مشق او از بیخا لوان یافت در بلاد مشرق بسیار مسلم و بہ استادی علم بودہ و اکثر سخنوران آن بلدان اکتساب فن ازو کردہ اند ہرچند بتقاضاے شیوہ بسیار گویان اکثر کلامش بر کم پایہ و از لطائف خالی است اما گزیدہ اشعار او در نہایت رفعت و الا و رتبت عالی است چنانچہ ازین ابیات کہ از دو دادین وی گزیدہ آمد پیداست و درست

مین اسی رشک سے مرتا ہون کہ کل غیر نے ہائے
ہاتھ ہنگام قسم کیون ترے سر پہ رکھا

کی ثانک اک آب دم شمشیر قاتل نے کمی
ورنہ پیمانہ ہماری عمر کا لبریز تھا

درد و غم کو بھی ہی نصیبہ شرط
یہ بھی قسمت سوا نہین ملتا +

کہتے ہو ایک آدھ کی ہی میرے ہاتھ موت
ہم بھی سمجھتے ہین یہ سُناتے ہو ہمکو کیا

تھا اگر روز قیامت تو بھی ہم شادان رہے
وہ جو اکدن اُس کے ملنے کا مقرر ہو گیا

اے مصحفی بتون مین ہوتی ہی یہ کرامت
دل پھر گیا نہ تیرا آخر خدا سے دیکھا

شوخی تو دیکھو تیر کو سینے سے کھینچ کر
کہتا ہی میرے تیر کا پیکان رہ گیا

نامے کے میرے پرزے لا ڈالے میرے آگے
نامے کا میرے قاصد یہ کیا جواب لایا

مرض عشق سے گرابکی سنبھل جاؤن گا
تو مین دو چار برس کو کہین ٹل جاؤن گا

مجکو قاصد کے تغافل نے تو مارا ہی ہی
روز ظالم یہی کہتا ہی کہ کل جاؤن گا

اُڑتے اُڑتے اُسکے کوچے مین جو جا نکلا کمین
حاملون نے دوش سے تخت سلیمان رکھدیا

چاک ہو جائینگے لاکھون ہی گریبان ظالم
چاک پر دیسے نہ یون ہاتھ دکھانا اپنا

مصحفی ہم تو یہ سمجھے تھے کہ ہوگا کوئی زخم
تیرے دل مین تو بہت کام رفو کا نکلا

دامن ترا بنے گا گریبان عاشقان
گر یونہین ٹھوکرین دم رفتار کھائے گا

مت میرے رنگ زرد کا چرچا کرو کہ یان
رنگ ایکسا ہمیشہ کسی کا نہین رہا

مین حسرتین لیے از بس جہان سے جاتا تھا
جنازہ دوش پہ یارونکے تھا گران میرا

صیاد کی گلی ہی وہ کوچہ کیا کہ جس مین
سرخاک پر پڑا ہی اکثر کبوترون کا

فصل گل فصل خزان دونون گئین اے صیاد
مرغ دل کونسے موسم مین رہا ہووے گا

بھیج دیتا ہی خیال اپنا عوض اپنے مدام
عشوہ و ناز و ادا اُسکی یہی کہتی ہے
چین سے کیونکہ مین سوؤن کہ شب ہجر مجھے
کیا یار کے دامن کی خبر پوچھو ہو ہم سے
تلوار کو کھینچ ہنس پڑے واہ
ترے کو مین اس بہانے تجھے دنکورات کرنا
آنے کی تیرے کھلکے مرا دل تو خوش کیا
گلی کو یار کی سمجھے ہی اپنا وہ کعبہ
تھا آپ ہی دیوان مرا نامۂ اعمال
بھیڑ مت ہر دم نہ آئینہ دکھا
سُن نے پائے نہ دہن اُسکے سے دشنام تمام
آنے دو اُسے جس کے لیے چاک کیا ہی
جب تک کہ چھڑکے گا گلاب آپ وہ آکر
ہر دم کو سمجھتے ہین دم باز پسین ہم
پھٹ چکا جب سے گریبان تب سے
وہی دشت اور وہی گریبان چاک
تو آئے نہ آئے وسلے ہم تو ہر شب
ہاے وہ دل کہ جسے مین نے بغل مین پالا
فلک گرہنستا ہی تجبیر کسی کو ++
بھلا تو ساتھ تو چلتا مرے جنازے کے
کھانے نہین دیتے ہین مجھے خون جگر بھی
وہ سنے یا نہ سنے اُسکو ہم اپنا احوال
چوکھٹ پہ جنکی مین نے رو رو کے رات کاٹی

کس قدر یار کو غم ہی مری تنہائی کا
لے سکے کون یہان نام شکیبائی کا
یاد آتا ہی وہ راتون کا جگانا تیرا
یان ہاتھ سے اپنا ہی گریبان گیا تھا
ہی مصحفی کشتہ اُس ادا کا +
کبھی اس سے بات کرنا کبھی اُس سے بات کرنا
قاصد نے گو کہ اپنی طرف سے بنائی بات
یہ مصحفی سے نہ پوچھو کدھر ہی سجدہ درست
کاہے کو فرشتون نے لکھا نامۂ اعمال
اپنی صورت سے خفا بیٹھے ہین ہم
جنبش لب ہی مین اپنا تو ہوا کام تمام
تا صبح سے گریبان کو سلاتے کے نہین ہم
اس غش سے کبھی ہوش مین آسکے نہین ہم
غافل تو ہوا ہم سے ذرا بھی تو نہین ہم
ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہین
جب تلک ہاتھ پاؤن چلتے ہین
تری راہ تا صبحدم دیکھتے ہین +
اب اُسے یون ہدف ناوک مژگان دیکھون
مین ہنسکر فلک کی طرف دیکھتا ہون
نہ آئی موت بھی روز وصال میرے تئین
نالے تو مرے حلق کے دربان ہوے ہین
پس دیوار کھڑے ہوکے سُنا جاتے ہین
سُنتا ہون صبح کیا وہ مہمان کسی کے گھر ہین

کوچے سے نکل کر ترے مین نالہ کرون گا
مین ہون وہ تلخ کام کہ روز وصال بھی
اپنا بھی جی سے جانا اب ہو چکا مسلم
اپنے مژگان رخنہ گر کو دیکھ
زلف کا بوجھ دے کمر پہ نہ جان
تھی شب وصل کھل گئی جو ہین آنکھ
کم ہوئی تری یان تک تو شہرۂ آفاق
کنج قفس مین ہم تو رہے مصحفی اسیر
ہم نذر تیغ یار کرین اُس کو مصحفی
جور فلک سے ہم نہ کبھی سر اُٹھا سکے
مصحفی یار ہین اسوقت کے سب مردہ پسند
نہ کہین صبح ہی ہوتی ہی نخواب آتا ہی
مین ترے واسطے سر پٹکون ہون دیوار و سے
یار کا صبح تک ہی وعدۂ وصل
او دامن اُٹھا کے جانے والے
تو دیکھے تو اک نظر بہت ہی
آتا ہی جی مین روکے ڈبو دون اسے ابھی سب
از بس دو چند شوق رہا مجکو نامہ پر
ہا لے کعبہ سے پھرا اب تک نہ ہرگز مصحفی
تو آکے بیٹھے دم نزع جس کی بالین پر
تمہاری تصویر کو لے کر شیرین
وے لگے دھڑکون کا یہ عالم ہی کہ بے منت دست
یہ شب ہجر مین اُٹھ اُٹھ کے قلق سے مارے

معلوم ہوا اب مجھے تاثیر نہین یان
آ کے جو لب پہ خندہ مرے زہر خند ہو
ہم رہ سکین ہین کوئی جب تم چلے سفر کو
آن کر بیٹھے مرے جگر کو دیکھ
زلف کو دیکھ اور کمر کو دیکھ
رنگ فق ہو گیا سحر کو دیکھ
کہ سر کے بال ترے دیکھنے کمر کو چلے
فصل بہار باغ مین دھو مین مچا گئی +
گریہ کے ہاتھ سے جو بدن مین لہو رہے
چون شمع زیر تیغ یہان عمر گھٹ گئی
بدنہ تھا ہم بھی تخلص جو مزاری رکھتے
رات کیا آتی ہی اک مجھپہ عذاب آتا ہی
چین کس طرح سے تجھے خانہ خراب آتا ہی
ایک شب اور بھی سب جیے ہی ہی +
تک ہم کو بھی خاک سے اُٹھا لے
اُلفت تری اس قدر بہت ہی +
یہ تھوڑ لیسی جو پانی کے باہر زمین ہی
آیا جو وان سے ایک تو پھر یان سے دو گئے
اُسکو وان کیا جانے کس بت سے محبت ہو گئی
وہ مر بھی جائے تو آنکھین کبھی نہ بند کرے
اپنی چھاتی سے لگا رکھتی ہی +
پرزے ہو ہو کے گریبان اُڑا جاتا ہی
دل کو دیتا ہون تسلی کہ سحر ہوتی ہی

مھندی کو اپنی دیکھ کے کہنے لگا وہ شوخ / ہے ہے کسی کا خون ہوا میرے ہاتھ سے
وعدۂ قتل سے رکھتا ہون دل اپنے کو مین شاد / کہ اسی وعدہ مین ایک وعدۂ دیدار بھی ہے
پیری مین بھی ہم الفت طفلان سے چھوٹے / لکھ پڑھ بھی چکے قید دبستان سے چھوٹے
وہ جی مین یہ نازان کہ مرا رعب تو دیکھو / مین خوش کہ خیال نگہ دور کسے ہے +
صبح کی شام ہوئی شام کی پھر رات ہوئی / یہی وعدے ہین تو کب اُس سے ملاقات ہوئی
مجھکو پامال کر گیا ہے ابھی + / یہ جو دامن اُٹھائے جاتا ہے ++
کس کے مژگان نے یہ کیا جادو / میرے دل مین گرمی جو کیل سی ہے +
اُس کو صحبت کا گر دماغ نہین / طبع اپنی بھی کچھ علیل سی ہے
رشک ہے بخت زلیخا پہ کہ ہم سے کمبخت / خواب مین بھی نہ کبھی وصل سے مسرور ہوے
ہرگز در اُس کا وا نہ ہوا ہم سے سیکڑون / سر کو پٹک پٹک کے پس دیوار مر گئے
غم کھاتا ہون جتنا مری نیت نہین بھرتی / کیا غم ہے مرنے کا کہ طبیعت نہین بھرتی
جب ساری سری خون مین ترے تیر کی بھرتی / تب زخم سے نیت ترے شمشیر کی بھرتی +

مضمون تخلص یکے از ہمعصران میر و مرزا است دیگر حالش معلوم نشد او راست

مے سے اُس بن کون ہے خوش واہ یہ بیہودہ ہو / کس کو ہے خواہش معاذ اللہ یہ بیہودہ ہو

مضمون تخلص شرف الدین از اولاد شیخ فرید شکر گنج است نور اللہ مضجعہ از مردم قصبۂ جاجمؤ کہ از متعلقات اکبر آباد است نوبتے وارد جہان آباد شدہ بود از تلامذہ خان آرزو است فکرتش مقصود بر ایہام است کہ شیوۂ اہل زبانش بودہ او راست

ہم نے کیا کیا نہ ترے عشق مین محبوب کیا / صبر ایوب کیا گریۂ یعقوب کیا
تیر مژگان برستے ہین مجھ پر / آب پیکان کا اُس طرف ہے ڈھال
ہمارا اشک قاصد کی طرح ہرگز نہین تھمتا + / دل بیتاب کا شاید لیے مکتوب جاتا ہے

مضطر تخلص کنور سین از سکنائے لکھنو است از عرصہ دوازدہ سال بعلاقہ تحصیلداری ڈبائی کہ از متعلقات بلند شہر است بسر اوقات میسازد با فقیر بارہا برخوردہ شوق شعر و شعرش از اندازہ افزون است و بمضمون انکسار فراوان دارد قصیدہ در واقعۂ کربلا نوشتہ

دو سہ بیت ازان برمن خوانده بود معلوم میشد که مضامین معقول یافته باشد خود را از تلامذه مصحفی میگیرد او راست

حل انداز وفا کو نسا غمازی ہوا — کہ جواب خط مضطر قلم انداز ہوا
سوز جگر کو دیدۂ پرنم کو دیکھیے — ان آفتون کو دیکھیے اور ہم کو دیکھیے
ابھی سے بیقراری ہی تو ہم نے — دل مضطر مقرر رات کاٹی

مضطر تخلص اسمش مرزا سکین تخلصے است ذہین وخوش اخلاط با فقیر تعارفی دارد وقتی از ملاقات در چند زمین سخنے افشانده بود این ثمر آنست

کیا کیا دست جنون یہ تری بیحیائی سے — مین تو خوش تھا کہ کفن مین بھی گریبان ہوگا
تھا خود وہ تڑپنے سے خجالت زدہ ہم تو — مضطر کے کبھی خون کا دعوی نکرین گے

مضطرب تخلص درگا پرشاد از کایتان لکھنو است و از تلامذه محمد عیسی تنہا او راست

ترے وعدون پر اب ہی دم شماری — بہت اختر شماری کر چکے ہم

مضطرب تخلص محمد حاجی فرزند قاضی رحمت اللہ خان کہ قاضی القضات دہلی بوده از تلامذه ممنون است بالفعل سری بنظم ندارد مرد خوبی است بعد مرگ پدرش خدمت قضا بوی تعلق گرفته گاه گاه برمیخوانده او راست

کٹتی کسی طرح سے نہین یہ شب فراق — شاید کہ گردش آج سے تجھے آسمان نہین

مظہر تخلص اسم شریفش مرزا جانجانان علوی نسب است بزرگان ایشان از ارباب مناصب بوده اند پدر بزرگوار ایشان بعلتی از عالمگیر بادشاه آزرده ترک منصب گفته مرزا در اکبرآباد نشو ونما یافته عاقبت میانه جہان آباد طرح سکونت انداخته کسب باطن از خدمت سید نور محمد بداؤنی نقشبندی مجددی فرموده نور اللہ مضجعه وقدس سره و بسبب پاکیزگی گوہر وحسن فطرت قطعاً بزخارف دنیا رو نکرده از ریعان شباب طالب شیخ و بہ تہذیب نفس مایل و بریاضت مصروف مانده شاه غلام علی که از مشاہیر شیوخ دہلی است از مریدان اوست و با ہمه فضایل ہمه تن درد مجسم دل نرم و ہنگامه عاشقی گرم داشت سورش در سر و به رعنا جوانان نظرش بود اگر سخنے بشرح نفاست

بیشتر

و نزاکت طبعش پردازد دفترے باید نوشت و فور شهرت ازان معذور داشته سخن کوتاه
فکر سخن فارسی بسیار میکرده هر چند اهل سخن را در زبان ایشان حرفهاست اما واقعاً
بعض خیالات بغایت پسندیده و مطلوب و مقبول دارد دیوانے مختصر فراهم آورده بیاضی
جمع کرده است خریطه جواهر نام بر تماشایش پیداست که سلیقه انتخاب هم شایسته
داشته بشیوه دیگر ارباب تذکره که در رطب و یابس تفرقه و تمیز نمیکنند نمیاند وقتی ابیات
ریخته هم میگفته در ماه محرم سنه ۹۲ الالعفی از تعصب کیشان بیباک و بیدردان سفاک
شهیدش کردند و او خونش بقاتل بخشید میر قمر الدین منت عاشق حمید امات شهید اتاریخ
وفاتش یافته این اشعار از خیالات اوست

لوگ کہتے ہین موا مظہر بیکس افسوس	کیا ہوا اُس کو وہ اتنا بھی تو بیمار نہ تھا
ہنسنے کی ہی توبہ اور دھومین مچاتی ہی بہار	ہائے بس چلتا نہین ورنہ مفت جاتی ہی بہار
خدا کے واسطے اس کو نہ ٹوکو	یہی ایک شہر مین قاتل رہا ہی

مظفر تخلص سید مظفر علیخان خلف سید قلندر علیخان بہادر از تلامذہ ممنون اور است

تجلو ہی پوچھتا تھا کل نزع مین مظفر	آیا بہت ہی رونا ہم کو جو تو نہ آیا

معقول تخلص حالش واضح نگشت از فکرت اوست

رقیبون پہ غضب ڈرہم سے گئے ہین	ہوا زخمی کوئی مرہم سے گئے ہین

معنی تخلص محمد امین از سکنائے جوانب شرقی است وفاتش میانہ کول اتفاق افتاد اوراست

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہی چشم یار کو	نیلا گنڈا ہی پہنایا مردم بیمار کو

معین تخلص معین الدین خان از تلامذہ رفیع سودا است در الہ آباد بسر می بردہ اوراست

ہون جنون وہ دوانا کہ بہار آنے سے پہلے	زنجیر مین رکھتے ہین معین مجکو جکڑ کر

معروف تخلص الٰہی بخش خان نام کوچک برادر فخر الدولہ نواب احمد بخش خان بہادر
کمین پور مرزا عارف جان برادر شرف الدولہ قاسم جان کہ از اعاظم امرائے عہد
ذو الفقار الدولہ نواب نجفخان بہادر بودہ غفر اللہ لہم اجمعین بفیض صحبت درویشان
بجادہ ایشان در آمدہ ترک زینے دنیا نمودہ با فن شعرا لغتے بیش از بیش داشت

در ۱۲۴۲ سنه یکہزار و دو صد و چہل و دو از ہجرت خیر البشر علیہ الصلوات اللہ الاکبر ازینجہان
گذران راگذاشت صاحب دو دیوان است اکثر خیالات رنگین و مضامین دلنشین دارد
این اشعار از دیوان اول التقاط یافت

اور لعباتین بڑی چھٹ گئین سب جیتے جی
کی وصیت یہ مجھے ارمان بھری آہ کہ رات
غیر روتے ہین مری حالت پہ وہ تو یار تھا
آہ وہ کون تھا خدا مارا
اس حوصلۂ زلف پریشان کا ہون عاشق
تھا شب وعدہ یہ احوال ہر اک کھٹکے پر
چشم تر سے گرچہ آمژگان پہ پانی پھر گیا
کر دیا تھا اُسکے حسن حیرت افزا نے یہ رنگ
کہتا ہو جب وہ ہنسکر ہو گریہ اختیاری
ہمسے کیا جان کہ یون جان فرشتے لیجائین
باغِ ہستی مین کھلا گل یہ نیا میرے بعد
سینۂ پُر داغ کی دولت لیے جاتے ہینگے ساتھ
بچے کیا طائر دل ایسے صیادِ ستمگر سے
کعبہ مین مے پیا کیے ہین یار
بات کا اپنی دان پناہ نہین
اُسکے جانے کی اگر کچھ بھی خبر رکھتے ہم
اُٹھے جہانسے ہم آتے ہی اُنکے اے معروف
کہا جو مین نے کہ ہے ناتوان کا سینے حال
سو گئے جو اُس کی ہم دیوار کے سایہ تلے
وضو کو مانگ کے پانی جَجَل نکر معروف

آنکھ مند سے پر چھٹا ایک مگر دیکھنا
سارے گھر کو ترے بیمار نے سونے نہ دیا
دیکھکر کڑھتا نہ آیا میرے گھر اچھا ہوا
جس نے اُس سے مجھے لگا مارا
عشاق کا دل حال پریشان مین رکھنا
چونک پڑتا تھا کہ ابکی تو مقدر آیا
اُسپہ بھی تو نوح کے طوفان پہ پانی پھر گیا
بزم مین تصویر گویا میری جا تھی مین نہ تھا
آتا ہی اور مجکو ملے اختیار رونا
جب تلک بینگے نہ آئین وہ اُسکی صورت
غیر سے وہ مرے پھولون مین ملا میرے بعد
مثل قارون کچھ نہین جائینگے ہم یان چھوڑکر
جو ادنیٰ صید کی خاطر بچھائے دام سو سو کوس
مسجد و خانقاہ ایک طرف
دوستی کا نباہ ایک طرف
ایسے دیوانے نہتے گھر مین جو در رکھتے ہم
غرض کہ ختم ہی بس اس سے اب سوا تعظیم
کہا کہ حال سُنا دے وہ ناتوان نہین
ہمکو اس تقصیر پر اُسنے بٹھایا دھوپ مین
یہ مفلسی ہی تیمم کو گھر مین خاک نہین

نہ تو سوجھے ہی نہ انکار کیا جاتا ہی
کہے ہی مجھسے کوئی تجھکو یاد آیا ہی
یہ اوج خاک نشینی مین عشق نے بخشا
ڈبو دیا مجھے اس چشم تر کو کیا کوسون
دیا ہی اپنے سے ظالم کو اُس نے دل معروف
آپ جسوقت رقیبونکی قسم کھاتے ہین
اپنی آنکھین باندھ تا آئے نہ تجکو مجھپہ رحم
مے کے پینے سے تو ہر چند نباہی توبہ
کیسی بیرحمی خدا نے اُسکے جی مین ڈالدی
دیکھکر رفتار اُس خوش قد کی کہتی ہی نسیم
جواب خط نہین دیتا نہ دے جواب تو دے
درد سر ہی ہو کسے صندل لگانے کا دماغ
کچھ تو سمجھ لیا ہی جو اُس کو دیا ہی دل
تو ایک مجھسے کاش وفا کر کہ بعد ازین
لاغر ہون یہ کہ سب اُسے باریک بین کہین
دیکھی جو سب نے شدت وان بھی مری بکا کی
عمر آخر ہو چکی قاتل نہین ملتا کوئی
وان زخم جگر پر بھی ترحم نہین کرتے
صید شاہین کی طرح ہون مین اسیر الفت
کس سے فریاد یہ مین جاکے کرون مثل سپند
گریہ و آہ و فغان سے ایکدم فرصت نہین
ہاے اُس شوخ کا یون روٹھکے جانا معروف
میرے مرنے سے ہوئی اُس پر خلق

رگ جان ہم کہ کمر کھینچ ہمین معلوم نہین
کرون ذرا جو نہ اُس بدگمان سے باتین
کرے ہی آہ مری آسمان سے باتین
جلا دیا مجھے سوز جگر کو کیا کوسون
اب اور اُس بت بیداد گر کو کیا سون
ہم رقیبون کے نصیبونکی قسم کھاتے ہین
میری آنکھین کسلیے باندھے ہی اسے جلا دو تو
پر معان سے یہ خجل ہون کہ الٰہی توبہ
بات رونے کی مرے سُن کر ہنسی مین ڈالدی
جان یہ کس نے تن سرو سہی مین ڈالدی
کہ قاصد آکے جو کچھ دے خبر شتاب تو دے
اس کا اک گھسنا لگانا درد سر یہ بھی تو ہی
کیون ناصحا عبث ہمین سمجھائے جائے ہی
مقدور کیا جو کوئی اُسے مجھے بیوفا کہے
گر میرے دست و پا کو کوئی دست و پا کہے
کیا کیا ہنسی ہوئی ہی دیوار قہقہا کی
کاٹ ڈالون جی مین ہی اپنا گلا تلوار سے
کیا فائدہ پھاڑا جو گریبان کسی نے
ذبح کرتا ہی مجھے جو کہ چھڑاتا ہی مجھے
خوبرو جو ہی جہان مین سو جلاتا ہی مجھے
ہم سمجھتے تھے محبت کام بیکارون کا ہی
اور یہ کہنا کہ ہمین اب نہ منائے کوئی
مین نہ مرتا تو نہ مرتا کوئی + +

ہم تو جھوٹے ہین محبت مین مگر ۔ امتحان بھی نہین کرتا کوئی

غرق عادت اپنے دیوانون کی دیکھ ۔ جس طرف کو وہ چلے پتھر چلے

بعد مرنے کے بھی میری سیہ بختی کی داد ۔ نعش کے ہمراہ تھا وہ موسے سر کھولے ہوے

دم بدم پاؤن سے تو ہم کو نہ ٹھکرا اجل جا ۔ خیر ہم دیکھ چکے فندق پا اچھی ہی

کس کی چشم شرمگین نے بے اجل مار مجھے ۔ سر پہ میرے جو قضا آئی تو شرمائی ہوئی

معترف ابتو دیکھتے ہو تم ہمین غریب ۔ ٹک منھ لگائے یار تو پھر ہم کو دیکھیے

دور جو بزم مین وہ آن کے بیٹھے ہم سے ۔ کیا ہی پچتائے کہ آگے سے وہین کیون نہ ہوے

روٹھنے کو تو چلے روٹھ کے ہم وانسے ولے ۔ مڑکے تکتے تھے کہ اب کوئی منا کر لیجائے

ناتوان مجھسے کو کس طرح کرے قاتل دو ۔ ہون مین وہ جز کہ جو لاتجزی ہو وے

اس بڑھاپے مین بھی کم ہو وینگے لہری ہمسے ۔ سبزہ رنگون سے چھنا کرتی ہی گہری ہم سے

معقل تخلص مغل علی خلف محمد عسکری کشمیر الاصل است ازوست

خورشید جو نکلا ہی اسوقت یہ لرزان ہوا ۔ اکوٹھے پہ کھڑا شاید وہ ماہ لقا ہوگا

مغموم تخلص میر مشیت علی از تلامذہ حکیم عزت اللہ خان عشق است ازوست

خیال چشم میگون مین قدم مستانہ رکھتے ہاتن ۔ ادولے ہین ہمارا نام جو دیوانہ رکھتے ہین

مفتون تخلص میرزا کرم بخش از دودمان گورکانی است ازوست

مفتون خمار بادۂ شب ہو تو پھر پیو ۔ ایک جام جا کے ساقی پیمان شکن کے پاس

مفلس تخلص محب علی حالش از تخلص پیداست در رامپور بعطر فروختن کسب معیشت میکرد ازوست

آؤن تو لاکھ بار پہ دربان ترے نہین ۔ مفلس سمجھے مجھ کے نہ بیٹھے کر و کرین

مقبول تخلص مقبول نبی فرزند انعام اللہ خان یقین است او از سکنائے این بلدۂ ارم تزئین از تلامذہ ثناء اللہ خان فراق شمردہ بود ازوست

دل گرفتاری کو اس زلف کی کب چاہیے تھا ۔ عشق نے ڈالی ہی یہ پاؤن مین زنجیر بزور

مقتول تخلص ابراہیم بیگ اصفہانی نژاد است مولدش جہان آباد اکتساب فنون نظمیہ از خدمت غلام ہمدانی مصحفی کردہ ازوست

مین یان خون رو یا ہون ہاتھون سے اُنکے
جو پاؤن مین اُس کے حنا باندھتے ہین

مقصود تخلص از سوقیان لکھنوست خرافاتش نہ سزاے آنست کہ درین اوراق مذکور گردد اما چون نوشتہ اند نوشتہ شد

بوسہ لینے سے خفا ہوتے ہو کیون مشفق من
بوسہ دیتے ہی کہ دونون کو مزا دیتا ہی

ملال از ساکنان لکھنو است از وست

موت آئی نہ سر شام جدائی مجکو
سخت جانی نے عجب رات دکھائی مجکو

ملول تخلص شاہ شرف الدین از درویشان است ورا است

تری جدائی نے یان تک ہمین ملول کیا
کہ زندگی کے عوض مرگ کو قبول کیا

مملو تخلص صفحۂ خاطر مؤلف از نقوش احوالش خالی است اورا است

سرو سا قد گل سا چہرہ جب دکھایا آپ نے
قمری و بلبل کو آپس مین لڑایا آپ نے
مصحف رخسار پر رکھتی قدم ہی بار بار
زلف کافر کو عبث سر پر چڑھایا آپ نے

ممتاز تخلص یکے از سکناے فیض آباد و شاگردان سود است اورا است

ہمارے رونے سے دل کا بخار اُٹھتا ہی
کہ جیسے پانی کے چھڑکے غبار اُٹھتا ہی

ممنون تخلص میر امانت علی از ارباب عظیم آباد دلی کسب علوم بدلی فایز شدہ در محافل مشاعرہ شامل مے شد و استفادہ از میر فرزند علی موزون میکرد اورا است

اے واے کہ تیرے لیے اس خاک نشین کو
جون باد لیے پھرتی ہی گھر گھر تپش دل

ممنون تخلص نقادۂ دودمان سیادت نظام الدین نام میین پور قمر الدین منت است اصلش از قصبہ سونی پت من توابع دار الخلافہ شاہجہان آباد و مولد و منشا یش ہمین شہر خجستہ بنیاد کسب فنون از خدمت والد بزرگوار خود کردہ مدتے بلکھنو بسر بردہ زمان دراز بزمرۂ شعراے پایہ تخت حضور والا سرافراز ماندہ از پیشگاہ خلافت فخر الشعرا لقب یافتہ اکنون از چندگاہ بکوہستان اجمیر میگزراند طرز گفتارش خیلے دلچسپ و دلنشین ست و ملاحت کلامش بہایت عذب شیرین در بستن مضامین یگانہ است و فکر صحیح صایب از غلطش استادانہ قوت نظم اکثر اصناف سخن دارد دیوانش بنظر رسید

وازان انتخاب درین اوراق ثبت گردید

برا مانے نے مت مرے دیکھنے سے
اٹھے سو شور محشر گرد ہو یان ایک جنبش مین
قربان ناز نعش مری دیکھ کر کہا
ہاتھ مین جنبشِ محمل کی عنان ہی اپنے
غمو سکے گریہی بالید گی ہی تو آخر
صبح تک کیا کیا نہ ہمکو تھین سماجتہائے شوق
لے لیا بوسہ تو اُسنے دین نہ کیا کیا گالیان
بیتابی دل تیرے شہیدونکی کہان جائے
روان ہی خون جیب و راست دونون آنکھو نسے
بخدا ابندے کا وہ ہی خطِ آزادی ہی
بدگمانی سے ڈرا ورنہ لیا تیرا جو نام
ممنون قضا نے ہم کو دیا کیا بغیر دل
کس نے ترے سینے سے سلے دیدۂ تر رات
کیا سینۂ فولاد نہ تھا نیشتر فولاد
کس قدر شرح گرانباری غم لکھی تھی
ہائے ری بیکسی دامن دبے یاد کی جیب
لڑتی تھی بہم آنکھ مُوا سیر مین دل مفت
یہ سانس سے میلا ہو وہ آہو نسے ہنوز رم
ہین روان ناقہ کے دنبال ہزارون بیتاب
کچھ چاندنی سی ہی در و دیوار پر مگر
تصورِ شب ترا تا صبح کس کس طرح یان باندھا
ہاتھ سے تیرے یہ احوال ہی دلبر اپنا

تمھین حق نے ایسا بنایا تو دیکھا
کیا تو نے غبار اے چرخ ہمکو کسکے دامان کا
گردن پہ کس کے خون ہی اس بیگناہ کا
ورنہ یان کس کو سر آبلہ فرسائی تھا
دل گرفتہ نہین سینے مین سمانے کا
رات رکھکر روبرو صفحہ ترمی تصویر کا
یان گنہ سے بھی زیادہ ہی مزا تعذیر کا
کچھ کم رگِ بسمل سے نہین تارِ کفن کا
جگر کا فکر جدا سوچ ہی جدا دل کا
نامہ اغیار کو گر ایکی رقم کیجیے گا
دیکھتا بوسے کے خاطر لب دلآلہ تھا
سو وہ بھی نذرِ کاہش و تشویش ہو گیا
پژمردہ جو پھولون کا سحر ہار نہ پایا
یون نقش جو شیرین کا سرِ سنگ نہ کھنچا
کہ مرے نامہ نے بازوے کبوتر توڑا
کہ مرا دستِ جنون بستۂ زنجیر رہا
سمجھا تھا لڑائی کو یہ نادان تماشا
تن آئینہ ہی دل ہی مرجان کا لوہا
دیکھیو پردۂ محمل نہ اٹھانا اپنا
تھمان قریبِ خانہ کوئی ماہرو ہوا
کبھی کھولی قبا گہ طرۂ عنبر فغان باندھا
دل نہین ہاتھ مین اور ہاتھ ہی دلبر اپنا

اے فوج چاک اب سر تاراج کس لیے
تخت تباہ تو مرے دامان کا ہو چکا

شغلِ شب فراق یہی تھا کہ دھیان مین
اِک اِک شکن گنا تری زلف دراز کا

دلمین جو جو ہین نکالین وہ ذرا بول کے خوب
آج اُس شوخ سے لڑ لیجیے دل کھول کے خوب

یون کرین چارۂ بیماریِ اغیار وہ لب
یہ مرے درد کی ہوتی ہے دوا یا قسمت

آمد سے ترے ہمیہ جو ہونی تھی سو ہو لی
اب دغدغۂ حشر نہ پروائے قیامت

نہین دیتی دکھائی صورتِ زیست
غضب صورت ہون آیا دیکھکر آج

مین نثار اُس شوخ کے اپنی بلائین آپ لین
آئنہ مین زلف چھوٹی اپنے منھ پر دیکھکر

یہ نجانا تھا کہ اُس محفل مین دل رہ جائیگا
ہم یہ سمجھے تھے چلے آئین گے دم بھر دیکھکر

توسن ناز کو یون رخصت جولان کب تک
کیا ترے زعم مین باقی ہے مری خاک ہنوز

خط پارہ پارہ کرکے دیا پھیر دیکھ لطف
میرے جواب خط مین ہین بھیجے ہزار خط

شاید کہ جائے طول سے وان خود بخود پہونچ
تحریر کیجیے جو بقصد اختصار خط

قاتل ہی وہ نہو دے جو مجنون کی نعش پر
کہتا تھا اک جوان بہت بار بار حیف

خط نہین جا چکا کہ گھبرایا
پھر رہا ہون جو آپ کا مشتاق

یون تو وہ ہے فرشتہ خو لیکن
ہے ذرا آدمی کشی کا شوق

مدت ہوئی کہ غرفے سے جھکے تھی وہ عذار
کوندے ہے برق سی طرفِ بام اب تلک

اس مرگ پر حیات فدا ہے کہ اُس نے آج
بڑھی کے اپنی خاک پہ میری چڑھائے گل

تپشِ دل نے نچھوڑا کہ کبھی ہم اکبار
لائین تسکین کے لیے لب پہ ترا نام تمام

مین اُس سخن کے تصدق وہ دیکھ آئینہ
یہ مجھسے پوچھے ہے کیون کیسے طرحدار ہین ہم

جلاد کی ہان جنبش ساعد پہ نظر تھی
کچھ ذبح کی ایذا دم بسمل نہین معلوم

اس ذوق سے کہتے ہین حدیثِ لب شیرین
گویا ترے ہونٹون ہی سے لیتے ہین مزا ہم

پوچھین گے گر آرزو دم ذبح
جلاد ہی کو بتائین گے ہم

یہ کہان نصیب کہ آئے تو یہ خیال اپنے مین ہو بہو
ترا نقشہ کھینچ کے روبرو گلہ شکوہ دو دو پہر کرین

شب وعدہ چشم ہے راہ پر جو ذرا بھی کھٹکے کسی کا در
تو صدا ہے یا تری جانکر کہون اب تلک تھے کدھر کہان

کیا کہیے وان مزاج تو نازک ہی اور یان
ممنون مبادا آئے کہین ہجر ناگہان
نہ کسی چشم کا سرمہ ہون نہ دامن کا غبار
درد دل تجسے سنا جاے دلیکن ظالم
بزم عشرت مین ہنسون کیا کہ برنگ مینا
ترے غم سے ہی یان تک کیا بیمزہ
سنتے ہی ہنستے مل گئی بسمل کی آرزو
یون رشک سے کم جو دہان رنگ حنا ہو
اس مرگ پہ سو جان مری صدقے کہ دم نزع
آہ خلوت مین جو تنہا کبھی پاؤن تجکو
کہین جانا ہی تو جا جاک کہ اگر جان بھی جانے
باولا ہین ہی تصور مین ترے ممنون کو
شب ہکو کشت دخون رہا فوج غم کے ساتھ
کون آئے ہی کہ سینہ مین بیدار ہوگئین
مکتب مین بھی سبق تھا الف لام میم کا
پاؤن ممنون سے نکالے مین بہت دیکھو تو
کس بت ہرجائی سے جا کر لگا کر ہاتھ آئے
غیر کو دے مے نعلین مجھے جنون مین کے
اضطراب دل ذرا فرصت کہ لون بوسے کئی
دل گر میان وہ ہم سے کہان اب کہ آج گل
مہربانی کے تصدق لگ کے سینے سے مرے
رکھ دیجیے قتل مین دم تیغ یہ دل
مجلس مین تیری اور سے آنکھین لڑائیے

قصر دراز بخت زبون ہی یہان نہین
ناکامیون سے وصل ہی مین آؤ خو کرین
خاک اپنی یہ ترے در کے سوا جائے کہان
ہم سے یہ عقدہ جان سوز کہا جائے کہان
بند منھ کرتے ہین گر خندہ کبھو کرتے ہین
کہ جینا بھی اپنا نہ بھایا ہمین
تھی خونبہا مین خندۂ قاتل کی آرزو
ہاتھ اُس نے کسی دیدۂ تر پہ نہ دھرا ہو
گھبرا کے کہے تو کہ بس اب دیکھیے کیا ہو
جس لیے تجکو بنایا ہی دکھاؤن تجکو
نہ بلاؤن نہ بلاؤن نہ بلاؤن تجکو
تو اگر آئے تو اک سیر دکھاؤن تجکو
سو حسرتین شہید ہوئین اپنے دم کے ساتھ
صد آرزوے خفتہ صداے قدم کے ساتھ
طفلی ہی سے ہوا ہون خوگر الم کے ساتھ
ہین بھی اس شہر مین زنجیر بنانے والے
لڑکے سو ٹکڑے کرین اسکی یہی تعذیر ہی
تو ذرا رشک سے خون دل بیتاب تو پی
پھر لب معشوق سینے مین کسی کا تیر ہی
ہنگامۂ محبت اغیار گرم ہی ++
یون لگا کہنے کہ ممنون آرزو کچھ اور ہی
لیکن خیال بوسۂ ابرو نہ کیجیے
پھر پاس جنگ نرگس جادو نہ کیجیے

الجھین صبا سے شانہ سے یا لپٹین بار بار ۔ بالون کا تیرے شکوہ سر مو نہ کیجیے
بس حنا زور آزمائی ہو چکی ۔ دلبرون سے ہاتھا پائی ہو چکی
رات تھوڑی حسرتین دل مین بہت ۔ صلح کیجے بس لڑائی ہو چکی
تفاوت قامت یار و قیامت مین ہی کیا ممنون ۔ وہی فتنہ ہی لیکن یان ذرا سانچے مین ڈھلتا ہی
رخصت کیوقت ہون ترے گریان کہ آدمی ۔ رو دے ہی اُس گھڑی کہ نہ جو وقت بس چلے
جگر کے درد سے رنگین نشان آہ کیے ۔ دل شہید کے غم مین علم سیاہ کیے
دامن ہی جھٹکنے کا ہو سودا اس کی روز ۔ لگا ہے غلطی سے جو مری خاک پر آئے
مین نامہ و پیغام سے گذرا کہین یارب ۔ کچھ قاصد بیچارہ کی اپنے خبر آئے
اُس دست حنائی نے آنسو جو مرے پونچھے ۔ حسرت سے لہو ٹپکا دو چار کی آنکھوں سے
ہوتی ہی پھر اغیار سے صحبت کی درستی ۔ تھے عہد یہی عاشق غمناک سے باندھے
اللہ رے فرط شوق جو ایکدم ہو تو یہان ۔ بیٹھا تی چھینکا لے ہی کس کس کے گھر سے مجھے
کون وہ چاندنی مین عطر لگا کر بیٹھا ۔ آج کچھ چادر مہتاب مین خوشبو سی ہی

منیر تخلص وجیہ الدین نام پور شاہ نصیر الدین است طبع خوشی داشتہ اما از بعلے کہ ہیچ از ضروریات این تمید انست از طریقہ راسخہ برکران است بر عنان جوانی داعی اجل را لبیک اجابت گفت او راست

قسم ہا دسے کہتی تھی تیشہ کی زبان ہر دم ۔ مغموم نہ ہو نادان سنگ آمد و سخت آمد
اس باغ جہان مین کبھی پھولے نہ پھلے ہم ۔ چون نخل چنار اپنے ہی آتش مین جلے ہم
بیان جور خوبان کل ترا بیمار غم سن کر ۔ یہ کہکر مر گیا ایک آہ بھر لیسے ہوتی تھی +
خونی دھارین یہ چھٹین دل سے دل افگارونکے ۔ رونگٹے سن کے کھڑے ہو گئے فوارون کے
غضب چہرہ پایا ستم آن پائی ۔ تجھے پائے تصور کیا جان پائی +

منیر تخلص خواجہ آفتاب خان شاگرد سعادت یار خان رنگین است از دست

جی چاہتا ہی زلف کا تیری بیان کرین ۔ شانے کے دانت توڑکے اپنی زبان کرین

مستی تخلص میر محمد حسین خلف سید ابو الحسن المعروف بمیر کلن کہ بحسن خط از مشاہیر این معمورہ بودہ اصلش از ایران دیار است و بزرگانش درین شہر سکنی اختیار کردند

ہے آخرہا بلکھنؤ رفت و در حضرت مرزا سلیمان شکوہ بہادر بخدمت انشاپردازے مامور بتقاضاے صحبت لب بسخن آشنائی کرد و بہمین تقریب منشی تخلص قرار دادہ وے ہم بدرستی خطوط معروف و موصوف بودہ است

پوچھو اُس پریکے حسن کا عالم کہ آفت ہی
بلا شوخی غضب رفتار قامت اک قیامت ہی
جو پوچھا اُس سے لوگون نے کہ منشی کون ہی بولے
مجھے کچھ یون ہی اُس سے دور کی صاحب سلامت ہی

منشی تخلص موتیچند از شاگردان نصیر کایتی است در دہلی قصص شاہ نامہ را بریختہ نظم کردہ است او راست

چشم ہی قہر بلا زلف قیامت قامت
اس لیے لوگ تمھین آفتِ جان کہتے ہین
خواہش نہین کہ ہاتھ مرے سیم و زر لگے
یہ آرزو ہی سینے سے وہ سیمبر لگے

منتظر تخلص نور الاسلام نظر بطریق اکابرش بصدق و صلاح مایل است لختی از صرف و نحو بہرہ ور از گزین تلامذہ مصحفیست او راست

ہر دم خیال یار جو پیش نظر رہا
ہجران مین بھی وصال ہمین بیشتر رہا
کل شب وصل جو تھی کیسی مچائی تھی دھوم
بولتا آج نہین مرغ سحر آخر شب
ہوئی تھی جامۂ یوسف کی بو گم
سو پائی تیرے پیراہن کے اندر
چاہت مرے دل کی آزما دیکھ
ظالم نہین تو بھی دل لگا دیکھ
طرفِ چمن نہ جا نہ سوے لالہ زار دیکھ
تو آپ باغ حسن سے اپنی بہار دیکھ
دولتِ حسن ہی جس پاس یہ اُس سے ہی سوال
کچھ نہ پایا جب نثار عید قربان کے لیے
پھر نلے اور ندے پر ہمین نوکر مجھے
لیجلے ہم جان بکف تب نذر جانانکے لیے
مارا ہی کوہکن نے سر اپنے پہ تیشہ ہاے
دل کو لگی ہو چوٹ تو کیا آدمی کرے
کیون سیر لالہ زار کو اُس بن گیا مین ہاے
جو تازہ ہو گئے مرے داغِ کہن کئی
ہمارے جی مین تو ہی زہر کھاکے سو رہیے
ولے یہ ڈر ہی نہ تہمت ہو یار پر اپنے

منتظر تخلص شیخ امام الدین از سکناے اکبر آباد است او راست

جس گھڑی یار گلستان کی طرف جاتا ہی
ہاتھ ہر گل کا گریبان کی طرف جاتا ہی

منعم تخلص قاضی نور الحق خدمت قضاے بریلی باوسے بودہ اعظم الدولہ وصف بسیارے ازو مذکور ساختہ از شعراے مسلم فارسی شمردہ و با مراتب علمی منوط دانستہ این مطلع کہ با عدم التفات بریختہ بخاطر داشت وے گفتہ بود از تذکرہ ایشان نقل کردہ شد

دہ نوک مژہ جیسے مرے دل مین گڑی ہی
ایسی تو کھٹکتی ہی کہ جلنے کی پڑی ہی

منعم تخلص موہن لال از تربیت یافتگان شاہ نصیر است او راست

کہین آیا ہی دلا آج قد یار نظر
کچھ قیامت کے سے آتے ہین جو آثار نظر
وہان اشارہ ابرو مطلع ہلالی ہی
ہی یہ آہ کا مصرع مقطع فغانی یہان

منصف تخلص منصف علیخان قوم افغان از تلامذہ نظام خان معجز بودہ از وطن اصلی خویش کہ عظیم آباد باشد حرکت بدہلی نمودہ چند سال است کہ ہم دربنجا وفات یافتہ بعلت تنگ معاشیہا بتعلیم اطفال بسر میبردہ در تدریس کتب مشہورہ فارسی سلیقہ خوشی داشتہ و تحقیق نکات معضلہ و حل غوامض مشکلہ ہم ہمین صحبت اساتذہ باوسے بودہ در نظم اشعار چندان دستگاہی نداشتہ فقیر را ہم اتفاق در خور دالشان شدہ او راست

گر عشق ترا یہ ہی تو یکدست جنون سے
دامان رہے گا نہ گریبان رہے گا
خیال جائے ترا کیون کہ میرے سینے سے
جدا ہوا ہی کہین نقش بھی نگینے سے

منشی تخلص میر شمس الدین سید نیست پاک گوہر اصلش از مشہد مقدس و دے بقصبہ سونی پت از عدم بوجود آمدہ میانہ جہان آباد دہلی نشو و نما یافتہ کسب فنون علمی فرمودہ بیعت طریقت با مولانا فخر الدین رحمۃ اللہ علیہ نمودہ دران مدت کہ بجہان آباد بود برسم سادات اہل سنت داشت حالیکہ بلکھنو آمد بر روش امامیہ بر آمد قصاید بمدح صاحب دولتان آنجا گفت و جایزہ ہا یافت و بہ کلکتہ رفت و ناظم آنجا را کہ مشہور بہ گورنر جنرل میباشد ستودہ ملک الشعرا لقب یافت و بحیدر آباد شتافت و از پیشگاہ نواب نظام الملک بصلہ قصیدہ دہ ہزار روپیہ را نقد و جنس ذخیرہ اندوخت بعد سیر و سفر دراز باز بہ لکھنو وارد شد و راجہ ٹکیت رائے را ندیم گشت بعمر چہل و نہ سال در کلکتہ بتقریبے گذارش اتفاق افتادہ بود داعے اجل را لبیک اجابت گفت و کان ذلک فی سنۃ ثمان و مائتین بعد الف و

عطا کرد آنکہ مرگ اورا بہ لکھنؤ نوشت بزبان فارسی در مراتب نظم قدرت و قوت داشتہ خیالاتش یکنیم صد ہزار بیت نوشتہ اند دو سہ بیت از مثنوی او چمنستان نام کہ بشرح تصنیفاتش گفتہ است آوردہ میشود **ابیات** درین عمر دہ مثنوی گفتہ ام + بہ آئین و طرز نوی گفتہ ام + چو اشعار من در عدد میرسد + شمار قصاید بصد میرسد + بود شعر من در غزل سی ہزار + ز پانصد رباعی گرفتم شمار + + در نثر کتابی موسوم بہ شکرستان کہ بزعم خود بشیوہ سعدی نوشتہ ازو یادگار است گاہے بفکر ریختہ ہم می پرداخت و ہست

اس آنے کا کچھ ہی لطف پیارے	ہر دم جو کہو کہ جا ئین سے گے ہم
گر اُس لب جان بخش کی مین بات سناؤن	عیسی بھی جو جھر بولے تو صلوات سناؤن
قدم رکھ گیا کون سینے پر اپنے	گل داغ مین آج مہندی کی بو ہی
مدعی اُس سے سخن ساز بسا لوسی ہی	پھر تمنا کو یہان مژدۂ پا بوسی ہی
تہمت عشق عبث کرتے ہین مجکو منت	ہان یہ سچ ملنے کی خو بو نسے تو اک خوسی ہی

موزون تخلص میر فرزند علی از مردم سامانہ از تلامذہ شمس الدین فقیر است طبعی موزون داشتہ از تاریخ گوئی بہرہ برداشتہ بہ لکھنؤ رفتہ رنگ سکونت ریختہ اور است

ہی محو آئنہ ساں سارا جہان تیرا	منھ دیکھے کیون نہ ہر اک لے میرجان تیرا
شمع ہر بزم نہ ہو نا ھی گز	دل جلون کا بھی کہا سیکھیے گا
اسپنے کوچے کو خار بست کیا	یہ بچانا بر ہنہ پا ہین ہم
سینہ و دل کو مین کرتا ہون کدورت سے صاف	کس کی آمد ہی الٰہی کہ یہ گھر جھڑتے ہین
نرگس کا پھول بھیجے نامے مین یار کو	معلوم تا کرے وہ مرے انتظار کو
وابستہ محبت تھے پیمان کی درستی پر	دل ٹوٹ گیا میرا تم عہد شکن نکلے
پھول جھڑتے ہین ترے منھ سے مری آنکھو نسے	حسن اور عشق کی کیا خوب گل افشانی ہی

موزون تخلص چھتر سنگھ از کایتان دہلی است خود را نبیرۂ مادھو رام کہ استادی دستمال اطفال است میگفت اور است

بیت ابرو کو ترے دیکھ کے اے مطلع حسن	جو ترے کوچے سے نکلا سو غزل خوان نکلا

موج تخلص خدا بخش از سرایندگان مشهور است خانه در اکبرآباد در فن خویش ساز و برگ خوشی داشته بیشتر بدهلی گذرانیده بارها بچشم آمده مرد خوش صحبتے ظریفے بود چند سال است که در لکهنو فوت کرده طبعی موزون داشته گاهی فکر شعر میکرده از او است

لاکھون کٹوا دیے سر آن مین ہنستے ہنستے	اے مرجان کوئی تو تو تماشا نکلا

مونس تخلص حکیم سعادت علی نام از سادات کرام است و از ارباب بنارس مرد خجسته ولطیف و شگفته و ظریف است بتقریب ورود بلده شهر فقیر را با ایشان ملاقات دست بهم داده بلکه از جانبین ابواب ربط و دانست بررخ هم کشاده طبیب مسیح نفس است سابقا گاه بیگاه بفکر اشعار بدل خسته اکنون مطلقا بدین فن متوجه نیست روزے علی سبیل الحکایت ابیاتے چند از نزاده هاے طبع وقاد خود خوانده بود شعرے ازان ثبت گشت

زمان جوش گریہ ہچکیان لینے لگا مونس	خلل انداز ہے اب نالۂ شبگیر مین آنسو

مومن تخلص سفته بها لعل کان سخندانے یکدانه گهر دریاے معانی فرمان فرماے اقلیم سخن پایه بلند ساز این فن بدور آور ساغر باده بیغش نواگر نغمهاے دلپذیر و دلکش صاحب جایگاه رفیع صورت معانی بیان و بدیع مهر سپهر نکته دانے واقف سیر آسمانے شاعر حکمت پرور حکیم سخن گستر فرید عصر یکتاے دوران جامع فنون شتی حکیم محمد مومن خان الذی اعطاه الله تعالی استعداد امن الجمع من اشتات الکمال و جبری فی ریاض قلبه من ینابیع فیضه الاقدس انهار الافضال از دودمان گرامی و از خاندان نامی است عد فضایل عمیم و جلایل نخیمش حد رقم نیست و شمار محامد بزرگ و مکارم سترگش اندازه قلم فرو مهد این عجاله هم از اطالت آبی است ورنه بهمین زبان الکن نغمه بر لب مرغ گلستان شکسته و بهمین بیان کجمج طوطی خوش لهجه را ز بان گفتار بستی داستانهاے پاستانیان که بطمطراق تمام افسانه گوش عالم است عد اهمگنان فراموش میکردند و حکایات پیشینیان که بصد شور و شغب ثبت جریده روزگار است سهو آنها دمی آوردند باجمله بحکم مالا یدرک کله لا یترک کله نبذی ازان اشعار میرود که هرچند نظر بکمالات متنوعه شاعری دون مرتبه او است اما چون سخن درین فن است اعراض

ناستحسن زبان جادو طرازش سحر را بمرتبهٔ اعجاز رسانیده و سخن دلپذیرش طول را بهپایهٔ
ایجاز گردانیده گوهر افشانی طبع نیسان بارش دامن دامن کان جواهر در جیب و آستین
مفلسان انداخته و گلریزی اندیشهٔ بهار نثارش چمن چمن ریاض جنت بچشم نظارگیان
جلوه گر ساخته در جنب تفرد ذاتش ماهتاب که بیکتائے علم است مانند ستارگان بتعدد
مشهور و بضیائے شمع فکرتش ذرات نامحسوس بجلوهٔ خورشید درخشان مشاهد و منظور
در بیش چنین نیر گیتی آرا نوری کم از سُها و در بارگاه چنین خدیو فریدون فر خاقانی
کمینه چاکر اعنی سیکے از وظیفه خواران خوان نعمت او رست دا بو فراس سیکی از
غاشیه برداران میدان مکرمت او دعوی گران بلند آهنگ همه دانی در حضرتش نغمهٔ هیچدانی
می سرایند و مدعیان طلیق اللسان به پیشگاهش لب می بندند و زبان باظهار لکنت
میکشایند با این همه صفات که مذکور شد بے تحریک محرکے بفکر سخن نمی پرداز د چنانچه
اکثر کلامش بخواهش داعی آثم صورت ظهور گرفته و هم تدوین افکارش را فقیر باعث
گشته دیباچه آن که ریختهٔ خامهٔ نسست دران به تفصیل این ماجرا باز کرده ام و اکنون
که التفاتے بنظم ریخته کمتر دارد گاهی گاهی که داد سخن سنجی و سحر آفرینی میدهد بر جان
درسے زبانان منت ها می نهد بزعم فقیر بقوت شاعری ایشان کم کسے برخاسته در هر
جنس سخن آنچنان مکانتی وافی دارد که کسے را در یک صنف هم میسر نیامده و با وجود
تخالف لسانین بهر دو لفظ چندان دستگاهی نصیب او گشته که پارسیان از
آن خودی انگارند و هندیان خود بشرف این نسبت چه نازها که دارند فرد مناجاتیان
بح خوان من اند خرابا تیان خود از آن من اند ملا ظهوری ترشیزی سه صد سال
پیش این بیت گوئی در خصوص ایشان گفته و شاید که ترا ازین در از نفیسها اشتبا هی
بخاطر گذر د حمل بر کثرت ایتلاف و التیام کنی با ازین گفتگو هاے غرضی در میان دانی
لا ابل بکذا لارتبته فیه اگر حظے از فهم خداداد داری بیا و بدیوانش نظر کن و بتصدیق و
تکذیب من زبان انصاف بکشا از روز ولادت الی حال بسبب موالفت جهان آباد
و اهل جهان آباد بسمتی حرکت نکرده بوصال یاران رنگین و بوصل شاهدان شیرین

عمری خوش میگزارد دیوانش مملو از اصناف سخن است و مثنویات متعدد دارد کہ ہر یکے رشک گلشن است و غیرت چمن مکرر ملاحظہ شد و ازان انتخاب یافت و ثبت افتاد

اُس نقش پا کے سجدہ نے کیا کیا کیا ذلیل
مین کوچۂ رقیب مین بھی سر کے بل گیا

نجاؤں گا کبھی جنت مین مین نجاؤں گا
اگر نہ ہوئے گا نقشہ تمھارے گھر کا سا

یہ ناتوان ہون کہ ہون اور نظر نہین آتا
مرا بھی حال ہوا تیری ہی کمر کا سا

محو مجسا دم نظارۂ جانان ہوگا
آئینہ آئینہ دیکھے گا تو حیران ہوگا

خواہش مرگ ہو اتنا نہ ستانا ورنہ
دل مین پھر تیرے سوا اور بھی ارمان ہوگا

کیا ستاتے ہو کہ ہی ہجر مین جینا مشکل
تم سے بیرحم پہ مرنے سے تو آسان ہوگا

کیونکہ امید وفا سے ہو تسلی دل کو
فکر ہی یہ کہ وہ وعدہ سے پشیمان ہوگا

درد ہی جانکے عوض ہر رگ وپے مین ساری
چارہ گر ہم نہین ہونے کے جو درمان ہوگا

اُن سے پریوش کو نہ دیکھے کوئی
مجھکو مری شرم نے رسوا کیا

دعوے تکلیف سے جلاد نے
روز جزا قتل پھر اپنا کیا

خدا کی یاد دلاتے تھے نزع مین احباب
ہزار شکر کہ اُس دم وہ بدگمان نہ ہوا

وصل کی شب شام سے مین سو گیا
جاگنا ہجران کا بلا ہو گیا

ساتھ مرنے چلنے کا بہانہ تو دیکھ
آکے مری نعش پہ وہ رو گیا

دل لگانے کے تو اُٹھائے مزے
جی بلا سے رہا رہا نہ رہا + + +

تو فلک مرگ ہمسے سب غافل
اب کسی کا بھی آسرا نہ رہا

سوے صحرا لیچلے اُس کوسے میرے نقش پا
تھا یہی ڈر ان دنون تلوا مرا کھجلائے تھا

دمانو نکا نصیحت پر نہ سنتا مین تو کیا کرتا
کہ ہر ہر بات مین ناصح تمھارا نام لیتا تھا

نقد جان تھا نہ سنلے دیت عاشق حیف
خون نمرا دسرگردن نمرا درہا

چھوٹنا دام شکستہ سے بھی آسان نہین
مین گرفتار خم گیسوے صیاد رہا

کشتۂ ناز بتان روز ازل سے ہون مجھے
جان کھونے کے لیے اللہ نے پیدا کیا

کیا تم نے قتل جہان اک نظر مین
کسی نے نہ دیکھا تماشا کسی کا

دم حساب بہ روز حشر بھی یہی ذکر
وہ کرتا ہی بیباک عاشق کشی یون
اُلجھا ہی پاؤن یار کا زلف دراز مین
ان نصیبون پر کیا اختر شناس
مہ نو بنگئے ہم طول شبہاے جدائی سے
یہ عذر امتحان جذب دل کیسا نکل آیا +
روز جزا جو قاتل دلجو خطاب تھا
پھرنے سے شام وعدہ کھٹکے یہ کہ سو رہے
وقت وداع بے سبب آزردہ کیون ہوے
دیکھا نہ ہی یہ رشک وحسد وہ بلا کہ آج
ہون کیون نہ محو حیرت نیرنگہاے شوق
کیا جی لگا ہی تذکرہ یار مین عبث
خود گلا کاٹ ہوا جب کہ مین بسمل نہوا
کیا گلے ہوتے گرا اور ون پہ بھی رحم آجاتا
بیخود تھے غش سے محو تھے دنیا کا غم نہ تھا
موت کے صدقے کہ وہ بے پردہ آگئے لاش پر
دشنام یار طبع حزین پر گران نہین
بدکام کا مآل برا ہے جزا کے دن
میرے گھر بھی پھرتے چلتے ایکدن آجائیگا
واعظ بتون کو خلد مین لیجائین گے کہین
بوسے دم غضب سے لیے اُلٹی سمجھ تو دیکھ
بجلی گری فغان سے مری آسمان پر
برمین عدو سے ہوئے بغل سے مری اُٹھے

ہمارے عشق کا چرچا کہان کہان نہوا
نہین کوئی دنیا مین گویا کسی کا
تو آپ اپنے دام مین صیاد آگیا
آسمان بھی ہی ستم ایجاد کیا
کہان تک دیکھیے وہ حسن روز افزون نہ ٹھہریگا
مین الزام اُس کو دیتا تھا قصور اپنا نکل آیا
میرا سوال ہی مرے خون کا جواب تھا
آرام شکوہ ستم اضطراب تھا
یون بھی تو ہجر مین مجھے رنج و عذاب تھا
سنبل کو تیری زلف کا سا پیچ و تاب تھا
جو دل مین شعلہ تھا وہی آنکھون مین آب تھا
ناصح سے مجکو آج تلک اجتناب تھا
اُن کو آسان نہوا جو مجھے مشکل نہوا
شکر صد شکر کہ میرا سا ترا دل نہوا
جینا وصال مین بھی تو مرنے سے کم نہ تھا
جو نہ دیکھا تھا تماشا عمر بھر دکھلا دیا
اے ہم نفس نزاکت آواز دیکھنا
حال سپہر تفرقہ انداز دیکھنا
دو مبارکباد اب کی یار ہرجائی ملا
ہی وعدہ کافرون سے عذاب الیم کا
بل جو پڑا جبین پہ تمنا کو لب ہوا
جو حادثہ کبھی نہ ہوا تھا سو اب ہوا
وہ کیا کہ سب کو جذبۂ دل سے عجب ہوا

دکھلائے گی جلوہ نزاکت کہ ہے اُنھین
یہ زلف خم بخم نہ ہو کیا تاب غیر ہے
آغوش گور ہو گئی آخر لہو لہان
دھو دیا اشک ندامت نے گناہونکو مرے
تھا روز بختین غم شبہائے دراز آہ
اس حال کو پہونچے ترے قصہ سے کہ اب ہم
راز نہان زبان اغیار تک نہ پہونچا
یہ کاروبار سے بھی ہین کم اے کشش دل
آغشتہ بخون دست کو پونچھتے ہین وہ
چشمۂ حیوان بنا اُس کے لبونکی شرم سے
ہٹ گیا ہوگا ڈوپٹہ منہ سے سو ہمین کہین
یہ کسی سے ہو کہ ان لطفون پہ گستاخی نہ ہو
سرشتہ تسخیر سے ہم خود مسخر کیون نہ ہون
نو فلک ہین کیا کرے یہ نالۂ آتش فشان
ہجر بتان مین مجکو ہے مومن تلاش زہر
شوخ کہتا ہے بے حیا جانا
شعلۂ دل کو ناز تابش ہے
کیا پوچھتا ہے تلخی اُلفت مین پند گو
بوئے سمن سے شاد تھے اغیار بے تمیز
وہ ہنسے سن کے نالہ بلبل کا
جلوہ دکھلائے تا وہ پردہ نشین
آفرین دلمین رہی خنجر دشمن کے سبب
وہ ہی خالی تو یہ خالی یہ بھرے تو وہ بھرے

دشوار چاک پردۂ حائل کو تھامنا
تیرے جنون زدہ کی سلاسل کو تھامنا
آسان نہین ہے آپکے بسمل کو تھامنا
تر ہوا دامن تو بارے پاکدامن ہوگیا
طفلی سے ہے اختر شمری مشغلہ اپنا
راضی ہین گر اعدا بھی کرین فیصلہ اپنا
کیا ایک بھی ہمارا خط یار تک نہ پہونچا
مذکور رہے ایسا پس چلمن ہے ہمارا
اُٹھے تف جلا دین دامن ہے ہمارا
پانی پانی بسکہ اعجاز مسیحا ہو گیا
شب یہان رہنے کا تیرے سبمین چرچا ہو گیا
غیر ہمسا کب ہوا ہر چند ہمسا ہو گیا
آنکھ کی پتلی جو تھی جادو کا پتلا ہو گیا
ایک دشمن سر سے کھویا اور پیدا ہو گیا
غم پہ حرام خوار توکل نہ ہو سکا
دیکھو دشمن نے تم کو کیا جانا
اپنا جلوہ ذرا دکھا جانا
ایسی تو لذتین ہین کہ تو جان کھا گیا
اُس گل کو اعتبار نسیم و صبا کیا
مجھے رونا ہے سنے خندۂ گل کا
مین نے دعوا کیا تحمل کا
اپنے قاتل سے خفا تھا کہ مین خاموش ہوا
کاسۂ عمر عدو حلقۂ آغوش ہوا

کیا شاد شاد ہون کہ وہ ہی تلخکام تر
مٹی نہ دی مزار تلک آکے اسپہ بھی
دے تسلی تو وہ ایسی کہ تسلی نہو وے
سجدے پہ سر قلم ہو دعا پر زبان کٹے
رکھدے سر اپنے زانوے نازک پہ شوق سے
چشم غضب سے مشورہ قتل کھل گیا
تارے آنکھین جھپک رہے تھے
اس ضعف مین تو سینے سے آنا ہی لب تلک
اے اور حشر مجھے شب ہجران بھی کم نہین
مانع قتل کیون ہوا دشمن
مومن آتش پرست مین کہ ہی سب جائز
خورشید رشک غیر کی بھی ہم کو ہو گئی
[illegible] ان سے چھوٹ جا[illegible]
[illegible] باطن سے ہوش تھے
شوق وصال دیکھ کہ آیا عدو کے گھر
زلف مشکین مین کھاتے کو رستے
ناتوان سے [illegible] چھوڑا مثل خار
[illegible] اٹھایا لاش کو
[illegible] تو نہین یہ کہ ہو وبال
[illegible] کہ شوق ہمکنار مین
[illegible] تم اسے کیا کہتے ہین بھلا
بیزار ہان سے جو نہ ہو کے تو مانگتے
[illegible] ہجوم شوق

میرے جو شور شون نے عدو کو مزا دیا
کہتے ہین لوگ خاک مین اس نے ملا دیا
خواب مین تو مرے آئے وہ مگر آخر شب
گویا نہ وہ زمین ہی نہ وہ آسمان ہی اب
تیرا مریض عشق بہت ناتوان ہی اب
جو بات دلمین تھی سو نظر سے عیان ہی اب
تھا بام پہ کون جلوہ گر رات
کہتے ہین اپنے نالے کو ہم نارسا عبث
بدنام ہو جہان مین تیری بلا عبث
جان ہی جائے گی ہماری آج
حسرت حرمت صہبا و مزامیر کھینچ
اب اور مجھ نکالے آزار کی طرح
کہتے تو ہین بھلے کی وہ لیکن بری طرح
غش ہو گیا مین رنگ [illegible] دیکھکر
سوجھا نہ مجھے شب مہتاب دیکھکر
کیا خبر تھی اٹھین [illegible] ہی دل
خود الجھ کر رہ گئے دامن مین ہم
اپنے پانون سے چلے مدفن سے ہم
مومن نماز قصر کرین کیون سفر مین ہم
لگاتے تھے گلے سے غیر کی تصویر اکثر ہم
انصاف کیجے پوچھتے ہین آپ ہی سے ہم
شاہ شکایتون پہ تری ملنی سے ہم
آج اور زور کرتے ہین بیطاقتی سے ہم

کھا کھا کے زخم سوئے نمک زار پر دریغ
خنجر تو نہ توڑ سخت جانی
اگر ہے دل غیر نقش تسخیر
آب دہو لے ہے ملک محبت راس نہین ہی ہمکو تو
وہ جفا کش ہین اے فلک کہ کیا
اے تب ہجر دیکھ مومن ہین
لاش پر آنے کی شہرت شب غم دیتے ہین
کیا دوا سے ہو تری رنجش بیجا کا علاج
کیا پڑی رہتی ہی اے پردہ نشین چون بیمار
خو نہیں قاتل بیدرد سے مانگا کسنے
دیکھ مضطر کیون نہ پھیرے دشنہ پھر
سنے ہے دعا بھی سنے اثر گویا کہین
نہ مین اپنا نہ دل اپنا نہ تم میرے نہ جان میری
ذرا سمجھو تو جان من وصال غیر پر مر دم
گرہی شوق شہادت ہی تو مومن جی سے جھکے
یار سے یا دشمن جان سے آلہی چارہ گر
اضطراب شوق شاید غیر اُسکے پاس ہو
یہ سنے جھجانی بُری گو مجھی کو جھانکو تم
ہی جلوہ ریز نور نظر گرد راہ مین
مت کیجو دیر آنے مین کیا جانے کیا بنے
جانے سے ہے چارہ گر شب ہجر ایمن مت بلا
ظالم وہ بیوفا ہی عدو جس کے رشک سے
شیرین پہ طعن تلخی فرہاد کس لیے

کھو بیٹھے اپنی جان تن آسانیون مین ہم
پھر کس کو سے گلے لگائین گے ہم
تو تیرے سے لیے جلائین گے ہم
ہوتے ہین لاغر اور زیادہ جتنا ہم غم کھاتے ہین
اُس ستمگر نے انتخاب ہمکین
ہی حرام آگ کا عذاب ہمین
اے پری ہم ملک الموت کو دم دیتے ہین
چارہ گر کیون نہ مجھے رنج سے ہم دیتے ہین
بد دعائین ترے چلون کو جو ہم دیتے ہین
کہ فرشتے مجھے یان داغ درم دیتے ہین
یار سے وہ مجھے تماشائی نہین
عرض عاشق کے پذیرائی نہین
اثر کس کو ہو وے بھی گر فریاد بیکس مین
مری جان کون ہی یہ کسکی جھوٹی کھاتے ہو قسمین
مار ڈالے کاش کوئی کافر دلجو ہمین
لیچلے مرتے ہی زندان سے سوے صحرا ہمین
جانب جلوون نظارہ دم بدم کیونکر کرین
کہ روز پردہ حائل کے ٹکڑے ٹکڑے ہین
آنکھین ہین کس کی فرش تری جلوہ گاہ مین
پھینکا ہی جذب شوق نے یوسف کو چاہ مین
وہ کیون شریک ہون مرے حال تباہ مین
اتنا تجھے آ گیا خلل اپنے نباہ مین
مجھکو بھی کچھ مزا نہ ملا تیری چاہ مین

ہے دوستی تو جانب دشمن نہ دیکھنا
تا نہ پڑے خلل کہین آپ کے خواب ناز مین
اُس سے اب التفات کی غیر کو ہین شکایتین
منظور ہو تو وصل سے بہتر ستم نہین
کیا خوش ہون کو سے غیر مین گر نقش پا ہو
بے التفاتیان جو عدو سے سُنی نہ تھین
ہے جرم پائمال عدو کو کیا کیا
تا صبح کہان تلک تری باتین اُٹھا سکون
عاشق کشی ہے شیوہ اگر بوالہوس سہی
دامن قاتل کو وقت قتل کیونکر چھوڑتا
گر یقینی وان دعا ہوتی ہے اے مومن قبول
بسکہ بن آئی مر گئے ہم شب انتظار مین
مرگ ہے انتہائے عشق یان رہی ابتدائے شوق
تھا قلق برہنگی دشمن جان شب فراق
اُس بت کو ترک دین سے نہین مومن اعتماد
دیکھنا کس حال سے کس حال کو پہونچا دیا
مین گلہ کرتا ہون اپنا تو نہ سن غیرون کی بات
غیر سے سرگوشیان کر لیجیے پھر ہم بھی کچھ
نیم بسمل ہین ٹھہر جائے تپش دل کہ ابھی +
اے اجل کاش الٹ جائین شب ہجر آئین
محضر قتل ہے مکتوب گنہگاران کا
آبرو رہ گئی مرنے کی کہ روتے تو ہین وہ
نہ ہے بغلمین تو بھی تو یان نیند اُڑ گئی

جادو بھرا ہوا ہے تمھاری نگاہ مین
ہم نہین چاہتے کمی اپنی شب دراز مین
سن کے مرا مبالغہ منت احتراز مین
آتا رہا ہون دور کہ ہجران کا غم نہین
وہ شوخ جانتا ہون کہ ثابت قدم نہین
ہم جانتے تھے وصل مین رنج و الم نہین
مجھکو خیال بھی ترے سر کی قسم نہین
سچ ہے کہ تجھمین طاقت جور و ستم نہین
آخر کچھ اپنی جا نکے دشمن تو ہم نہین
بیکسی سے جان تھی اپنے کفن کی فکر مین
جائین گے کعبہ بھی طفل برہمن کی فکر مین
دن جو رہتے تھے عمر کی نکلتے رہے مزار مین
زندگی اپنی ہو گئی رنجش بار بار مین
کاٹکے اپنے سر کو ہم بھیجتے ہین کنار مین
کیونکر نہ مین شکایت اغولے دل کرون
بخت تیرے عاشقونکے نارسا کہنے کو ہین
ہین یہی کہنے کو وہ بھی اور کیا کہنے کو ہین
آرزو ہائے دل رشک آشنا کہنے کو ہین
روئے قاتل کا نظارہ کوئی دم کرتے ہین
وہ دعائین کہ تری جان کو ہم کرتے ہین
سر قاصد کو وہ فتوے سے قلم کرتے ہین
اشک شادی ہی سے گو چشم کو نم کرتے ہین
یہ سوچ ہے گیا نہوا عدو کے خواب مین

ان نالہ ہاے شب کا اثر صبح دیکھیو
کشتۂ غیرت ترے پانی جو اسنے سے ہی غیر
بچا ہون روز جزا داد یہ ستم دیکھو
ہین غیر مرے نکلنے سے خوش
ربط اُس سے ہی مثل شعلہ و شمع
اُس کو مین چھوڑ جائے مجھکو
بس نام کے صدقے جسکی دولت
کیا کیجیے کہ طاقت نظارہ ہی نہین
جز نۂ سپہر ہین مرے دشمن تو اور بھی
پانی کے بدلے برسے گی آج آگ ابر سے
سے شبنم خراب مہر وکتان سینہ چاک ماہ
کیسے نکلے رقیب کے کیا طعن اقربا
نہین منظور اگر بوالہوسی کا شکوہ
رشک سے جلتا ہون روز لے شمع بار عام مین
یاد دلوادی تپش نے تیری شوخی وصل کی
مجلس مین مرے ذکر کے آتے ہی اُٹھے وہ
اُس غیرت ناہید کی ہر تان ہی دیپک
وفا سنبھلا رہے گا دل ہمارا
پسینے کی جگہ آنے لگا خون
سمجھتا کیونکہ دیوانے کی باتین +
ہمارا غش تو کیا مر جائین تو بھی
نوزات فکر جو ہین یون رنج اٹھانا کب تلک
مومن تم اور عشق بتان لے پیر مرشد خیر ہے

آیا خلل گر اُس ستم آرا کے خواب مین
مرتے دم پاتا ہون ذوق خون دشمن آب مین
کب آ ز ملتے ہین جب وقت امتحان نہین
گویا کہ مین اُن کا مدعا ہون
مر جاؤن گر ایک دم جدا ہون
ہر چند عدو کا نقش پا ہون
مومن رہون اور بتون کو چاہون
جتنے وہ بیحجاب ہین ہم شرمسار ہین
لیکن بڑے غضب یہی دو تین چار ہین
اُٹھے ہماری قبر سے بھی کچھ بخار ہین
یا اور بھی ستم زدۂ روزگار ہین
یہ ا ہی جی بچا ہے تو باتین ہزار ہین
غیر کو تم مرے اشعار سناتے کیون ہو
دن کو ہی مجبور ہی صدمہ جو ہجر رات کو
مر گئے ہم دیکھکر چین ہاے بستر رات کو
بدنامی عشاق کا اعزاز تو دیکھو
شعلہ سا چمک جائے ہی آواز تو دیکھو
تمھاری خاطر نامہربان کو
چھپاؤن کس طرح زخم نہان کو
نہ پایا محرم اپنے رازدان کو
لکھولے طرۂ عنبر فشان کو
ہین بھی ذرا آرام لون تم بھی ذرا آرام لو
یہ ذکر اور منھ آپ کا صاحب خدا کا نام لو

گو آپ نے جواب بُرا ہی دیا ولے
یان وصل ہی تلافیٔ ہجران مین لے فلک
جب تو چلے جنازۂ عاشق کے ساتھ ساتھ
سنگ اسود نہین ہی چشم بتان
شکست رنگ پہ ہنستے ہین ہنستے ہین ہم بھی
مجھے تو کہتے ہو مست دیکھ میری جانب تو
کچھ شور محبت کی تو لذت ہی نہ پوچھو
لٹے وہ شکوہ کرتے ہین اور کس ادا کے ساتھ
بے پردہ غیر پاس اُسے بیٹھا نہ دیکھتے
اُسکی گلی کہان یہ تو کچھ باغ خلد ہی
تھے وعدہ کیے پھر آنیسے خوش یہ خبر تھی
مین اپنے گریبان کے ٹکڑون کا ہون پیرو
ہی دست مری نبض کی تف سے ید بیضا
ہنگام وداع آہ گلا کاٹ رہے تھے
جون شاخ گل لے جوش جنون زار ہون یعنی
ہم اور یہ بدعت نیش دل کے سبب سے
لے جامہ زیب مین ہون وہ مجنون کہ قیس کا
میرا قلق بھی قبلہ نما سے نہین ہے کم
جلنا ترا بتون مین بھی تاثیر کر گیا
منظور نظر غیر سہی اب ہمین کیا ہی
بس بس نکرو بات کہ یاد آئی ہی مجکو
توبہ گنہ عشق سے فرمائے ہی واعظ
آزردہ حرمان ملاقات سے گئے کیا

سے مجھے بیان نکیجے عدو کے پیام کو
کیون سوچتا ہی تازہ ستم انتقام کو
پھر کون وارثون کو سنے اذن عام کو
بوسہ مومن طلب کرے کیا مُنھ
دکھائین گے اُٹھین وقت خمار آئینہ
اور آپ دیکھتے ہو بار بار آئینہ
ہی آپ کے بھی حسن سے کتنا نمکین یہ
بیطاقتی کے طعنے ہین عذر جفا کے ساتھ
اُٹھ جاتے کاش ہم بھی جہان سے حیا کے ساتھ
کس جا پہ مجکو چھوڑ گئی موت لا کے ساتھ
ہی اپنی زندگانی اُسی بیوفا کے ساتھ
چلتے ہین جنون مین مرے پائون سے سوا ہاتھ
یہ معجزۂ تازہ مسیحا کے لگا ہاتھ
کیا کھینچتے دامن کو ترے کام مین تھا ہاتھ
جب چاک ہوا جامہ تو بس ٹوٹ گیا ہاتھ
مومن مرے سینے پہ رہے بعد فنا ہاتھ
پھٹ جائے سینہ میرے گریبان کے جوڑ دیکھ
یا ورنہین سمجھے تو ذرا منھ کو موڑ دیکھ
مومن یقین نہین ہی تو پتھر کو پھوڑ دیکھ
بیدید تری آنکھ سے دل کیسے بھرا ہی
ناصح سے جو کچھ بیخودیون مین بھی سنا ہی
یہ بھی کہین دل دیکے گنہ گار ہوا ہی
یعنے کہ نہ ملنا ہی نہ ملنے کی سزا ہی

پرہیز سے اُس کے گئی بیماری دل آہ
مین ترک وفا سے بھی وفادار ہون مشہور
مومن نہ سہی بوسہ یا سجدہ کرین گے
خوشی نہ ہو مجھے کیونکر قضا کے آنے کی
ہی ایک خلق کا خون سر پہ اشک خونکے مرے
سمجھ کے اور ہی کچھ مرحلا مین لے ناصح
مین اگر آپ سے جاؤن تو قرار آجائے
کر ذرا اور بھی لے جوش جنون خوار و ذلیل
باندھو اب چارہ گرو جلے کہ وہ بھی شاید
ٹھہر جا جوش تپش ہو تو تڑپنا لیکن
فصد کی حاجت مجھے کیا چارہ گر
مت کرو کنگھی نہ یہ درد حنا
کر نصیحت گر مین سچ ہون سادہ لوح
وعدہ کر کے وہ نہ آئے نامہ بر
جا بجا نہرین ہین جاری مین نے اشک
لاغری سے زندگی مشکل ہوئی
گر علاج جوشش وحشت چارہ گر
چھڑکے ہی کان ملاحت نون کیا
حسن روز افزون پہ غرا کس لیے اے ماہرو
پوچھے آنسو دار ہنسکے کیا کرون اب ہائے ہائے
ابتو مرجانا بھی مشکل ہی ترے بیمار کو
ہیند گو یہ تو ہی فرما کس کو سودا ہی یہ کون
شکوۂ دشمنی کرین کس سے

بیگانگیون مین بھی عجب ربط رہا ہی
کیون بخشیے جو لے دشمن ارباب وفا ہی
وہ بت ہی جو اورون کا تو اپنا بھی خدا ہی
خبر ہی نعش پہ اُس بیوفا کے آنے کی
سکھا دی طرز اُسے دامن اُٹھا کے آنیکی
کہا جو تو نے نہین جان جلسکے آنے کی
پر یہ ڈرتا ہون کہ ایسا نہ ہو یار آجائے
مجھے ایسا ہو کہ ناصح کو بھی عار آجائے
وصل دشمن کے لیے سوے مزار آجائے
چارہ سازون مین ذرا دم دل زار آجائے
بہ گیا خون دیدۂ خونبار سے
دل چھدا اے طرۂ طرار سے
تو نبھے گی خوب اُس عیار سے
تو نے پوچھا ہوئے گا تکرار سے
پوچھے ہون گے دامن کہسار سے
ہی گران تر جان جسم زار سے
لا دے اک خنجر مجھے بازار سے
خود لپٹ جا سینۂ افگار سے
یونہی گھٹتا جائیگا جیسا کہ بڑھتا جائے ہی
داغ میرے خون کا دامن سے چھوٹا جائے ہی
ضعف کے باعث کہان دنیا سے اُٹھا جائے ہی
اور کی سنتا نہین اپنی ہی بکتا جائے ہی
وان شکایت ہی دوستداری کی

تاب نظارہ نہین آئینہ کیا دیکھنے دون
غور سے دیکھتے ہین طوف کو آہوے حرم
ایک ہم ہین کہ ہوے ایسے پشیمان کہ بس
تم اُٹھ گئے محفل سے ذکر آتے ہی مجنون کا
سنے پردہ پس چلون یکبار تم آ بیٹھے
کیا ہو گئی خود بینی اب غیر سے چھینک ہی
کہتا ہی مرے آگے وہ محجوبہ عدو غش ہی
پامال اک نظر مین قرار و ثبات ہی
پیغام بر رقیب سے ہوتے ہین مشورے
چھٹ کر کہان اسیر محبت کی زندگی
کیونکر خدا کو دون کہ بتون کو ہی احتیاج
مجھکو مارا مرے حال متغیر نے کہ ہی
لذت مرگ سے ہجران مین دعا ہی کہ خدا
جو مر جاتا تو یہ دکھ کاہے کو سہتا اگر مین
گر تصور سے ہو ہم بزم تو بیتاب رہے
عیش مین بھی تو بجا نگے کبھی تم کیا جانو
بخت بد نے یہ ڈرایا ہی کہ کانپ اُٹھتا ہون
ذکر کر سنتے بیٹھے برائی ہی سے شاید میرا
سنا اُسنے مرا نالہ اثر بھی کچھ ہوا شاید
نکرتی تھی نصیحت اُسکے منہ پر قیامت کی
خیال خواب راحت ہی علاج اُس بدگمانی کا
کیون ہی رنگ زرد پر گلگونہ اشک سرخ کا
میسر ہی تغیر رنگ کو مت دیکھ
اور بنجائین گے تصویر جو حیران ہونگے
کیا کہین اُسکے سگ کوچہ کے قربان ہونگے
ایک وہ ہین کہ جنھین چاہ کے ارمان ہونگے
سایہ سے مرے وحشت لے رشک پری اتنی
ہر تاب نظر کس کو کیون جلوہ گری اتنی
یا خوش نگہی وہ کچھ یا بد نظری اتنی
ہی ہی مری الفت سے ہی بیخبری اتنی
اُس کا نہ دیکھنا نگہ التفات ہی
سنتا نہین کسی کی یہ کہنے کی بات ہی
ناصح یہ بند غم نہین قید حیات ہی
مومن یہ نقد دل زر جانکی زکات ہی
کچھ گمان اور ہی دھڑکے سے دل مونس کے
یہ مزا ہو نہ نصیبون مین کسی بیکس کے
تھمتا مین تو شاید دشمنون کی بد دعا لگتی
کس قدر وہ مرے ملنے سے حذر کرتا ہی
اے شب غم کوئی کس طور سحر کرتا ہی +
تو کبھی لطف کی باتین بھی اگر کرتا ہی
اب وہ اغیار کی صحبت سے حذر کرتا ہی
کہ دشمن کہہ گیا بیفائدہ کیون غل مچاتا ہی
عجب فتنہ ہی ناصح بھی کہ یہ فتنہ اُٹھاتا ہی
وہ کافر گور مین مومن مرا ستانا ہلاتا ہی
کس لیے ملنے لگی رنگت ہماری آپکی
تجھکو اپنی نظر نہ ہو جاے

بات ناصح سے کرتے ڈرتا ہون +
اسے قیامت نہ آئیو جب تک
رشک دشمن کا فائدہ معلوم
وفای غیرت سے شکر جفانے کام کیا
ہمنفسو نہ تم تو مرے حال پہ ہین ہون وہ ذلیل
مین اور اسکو بلاؤ ان کا روز حشر تئین لو
دمبدم رنگ ہر تغیر مرا حیران سے ہے
دیکھا عذاب رنج دل نذار کے لیے
سے تو ہی بھیجدے کوئی پیغام تلخ اب
عدو اس اوج پر شاکی ہے شاید غصہ آجاوے
عذاب ایزدی جانکاہ ہی مانا بس اب مومن
اجل سے خوش ہون کسی طرح ہو وصال تو ہی
کہان تلک گلہ ہاے تغافل قاتل
جفاے یار کو سونپا معاملہ اپنا
تسلی دم واپسین ہو چکی +
وہ ہمدوش ہو گا کبھی تو غیر سے
خیال اجل سے تسلی کرون
چشم خونبار مرے آپ نے تلووں سے ملے
ہو سکے آزردہ پشیمان ہون کہ مین جس سے کہون
بجان بلب ہون خبر وصل سنادے قاصد
وہ بدخواہ سمجھا تو میرا اسے
کھلائے نہ کیون سمرسہ گوسالہ کو
کیونکر یہ کہین منت اعدا نکرینگے

کہ فغان سے اثر نہ ہو جائے
وہ مری گور پر نہ ہو جائے
مفت جی کا ضرر نہ ہو جائے
کہ اب ہوس سے بھی اعدائے بوالہوس گذرے
کہ جس کی ذلت وخواری سے تم کو شان لگی
اسے بھی کرنے محبت کا امتحان لگی
رنگ کیسا مری تصویر مین ابزاد بھرے
عاشق ہوے ہین وہ مرے آزار کے لیے
تجویز زہر ہی ترے بیمار کے لیے
ملادے خاک مین یہ تو بھی شکر آسمان کیجے
خدا کے واسطے ذکر ستمہاے بتان کیجے
نہ آئے نعش پہ وہ پر یہ احتمال تو ہی
ہم آپ کاٹ لین آخر یہ سر وبال تو ہی
اب آگے ہو نہ ہو امید انفصال تو ہی
ہمین ہو چکی جب نہین ہو چکی +
مری قسمت لے شانہ مین ہو چکی
وہ طاقت بھی جان حزین ہو چکی
ورنہ ایسا بھی کہین رنگ حنا ہوتا ہی
ہی کہوے کوئی ایسے سے خفا ہوتا ہی
اب ہلانے مین ترے کام مرا ہوتا ہی
عیش دوستی تم کو دشمن سے ہی
تجسل سا مری چشم پرفن سے ہی
کیا کیا نہ کیا عشق مین کیا کیا نکرینگے

ہنس ہنس کے وہ مجھسے ہی مرے قتل کی باتین
اس طرحسے کرتے ہین کہ گویا نکرینگے
گر ذکر وفاسے یہی غصہ ہی تو اب سے
گو قتل کا وعدہ ہو تقاضا نکرینگے
توبہ ہی کہ ہم عشق بتون کا نکرینگے
وہ کرتے ہین اب جو نکیا تھا نہ کرینگے
گر حسن گلوسوز نے پھر آگ لگائی
کیون آب دم تیغ سے ٹھنڈا نکرینگے
کبھی بدگمانی اب اُٹھین کیا عشق حور کی
جو آکے مرتے دم ستم مجھے صورت دکھا گئے
بیزار زندگانی کا جینا محال تھا
وہ بھی ہماری نعش کو ٹھوکر لگا گئے
واعظ کے ذکر مہر قیامت کو کیا کہون
عالم شب وصال کے آنکھون مین چھا گئے
رشک دشمن بہانہ تھا سچ ہی
مین نے ہی تم سے بیوفائی کی +
آئے وہ دست غیر مین دیے ہاتھ
آہ ٹوٹی شکستہ پائی کی
مرگئے پر ہی تجھسے صیاد
اب توقع نہین رہائی کی +
روز جزا ندے جو مرے قتل کا جواب
وہ ہم سخن رقیب کو اُس کم سخن سے ہی
کچھ بھی کیا نہ یار کے سنگین دلی کا پاس
سب کاوش رقیب بجا کوہکن سے ہی
اُن کو گمان ہی گلۂ چین زلف کا
خوشبو دہان زخم جو مشک ختن سے ہی
مشاک پری کیے سے عدو کے یہ وحشتین
نفرت بلا مجھین مرے دیوانہ پن سے ہی
یارب انکا بھی جنازہ اُٹھے
بار اُس کو سے اُٹھاتے ہین مجھے
شعلہ رو کہتے ہین اغیار کو وہ
اپنے نزدیک جلاتے ہین مجھے
جان گئی پر نہ گئی جور کشی
بعد مردن بھی دباتے ہین مجھے
اب یہ صورت ہی کہ اسے پردہ نشین
مجھسے احباب چھپاتے ہین مجھے
جان سے جاتی ہین کیسا کیا حسرتین
کاش وہ دل مین بھی آنا چھوڑ دے
اُس دہن کو غنچۂ دل کیا کہون
ڈر لگے ہی مسکرانا چھوڑ دے
ناتوانی سے نزاکت سے ہے زیاد
مجھسے تو دامن جھٹکنا چھوڑ دے
شب ہجر مین کیا ہجوم بلا ہی
زبان تھک گئی مرحبا کہتے کہتے
نہین یا صنم مومن اب کفر سے کچھ
کہ خو ہو گئی ہی سدا کہتے کہتے

وہ مٹاوے نامۂ مضمون وصل
گر ہو خط کاتب تقدیر سے

یون بنا کر حال دل کہنا نہ تھا
بات بگڑی میری ہی تقریر سے

دوستو لے آؤ قاتل کو کسی تدبیر سے
سر کٹا سنگے کہ اب تو جنگ ہے تقدیر سے

کام جز الفت نہین لے کاتب اعمال یان
فائدہ حرف مکرر کی بھلا تحریر سے

اے فسونگر چشم جادو پر نہین چلتا عمل
دیکھنا بھی چھٹ گیا اے سرمۂ تسخیر سے

حسن کی نیرنگیون سے کم نہین اثر رنگ عشق
تو بتو جاوے ملا لو رنگ کی تغییر سے

ہو گئی ساری زمین صرف حروف نور قم
اک جہان ویران ہی میرے نامہ کے تحریر سے

کیون کہا تھا یہ کہ بکتے بکتے سر پھرنے لگا
اب تو باندھو گا مین ناصح اس کو بھی زنجیر سے

کہتے ہین سب یہ رہا آوارہ بعد قتل بھی
ہو گئی کتنی مری نام آوری تشہیر سے

اُن کو جلدی جانے کی مجکو عذاب جانکنی
دونون کا دم ناک مین ہی موت کی تاخیر سے

میرے لکھے کو مٹایا آپ نے اچھا کیا
تھا شگون ہی مدعایان نامہ کی تحریر سے

ایسے نازک کے شمایل کیون نہ دلین نقش ہو
کھچ گیا سینے پہ نقشہ غیر کی تصویر سے

اے جنون اپنی اسیری بعد مردن بھی رہی
حلقۂ ماتم مین آئے حلقۂ زنجیر سے

نالہ ہاے بوالہوس نے کھو دیا آزار شوق
تو ہم اچھے ہو گئے درمان سنے تاثیر سے

بزم دشمن سے نہ اُٹھے وہ کسی تدبیر سے
مل گئے ہم خاک مین محشر تری تاخیر سے

مہر تخلص رجب بیگ از فکرت اوست

مین جان بلب ہون رونے دے اے نکتہ چین مجھے
آیا ہے یاد خال لب نازنین مجھے

مہر تخلص منشی مہر چند وطن اقامت ئے فرخ آباد است بیشتر در لکھنو و اکبر آباد بسر بردہ عمرش صرف پیشکاری تحصیل بواضع مختلفہ نمودہ است

اے کمان ابرو جہان جاتا ہون وان تیر لگا
پھونکتا ہی ایکدم مین پاس میرے پر لگا

نیند آ گئی ابرو کے تصور مین جو مجکو
تھا خواب مین کھینچے ہوے تلوار کوئی شخص

یہ تو اپنے خواب مین بھی بر نہ آئی آرزو
ہم خیال وصل جانان بستر باندھا کیے

سرمگین چشم کے بیمار کی لے جلد خبر
بولتا ہی نہین کہتے ہین بڑی دیر ہوئی

مهلت تخلص مرزا علی از لکهنو است عرض سخن با جرأت کرده نوشته اند که دیرا با علی نقی محشر منازعت اتفاق افتاد هردو بر کشتن هم راضی شد نداز دست محشر زخم کاری باو رسید با اصرار پرسندگان نامش بر زبان نیاورد واین قصه را به محشر داشت وبهمان صدمه روحش کالبد خاکی را گذاشت ورست

مرنے کے بعد بھی نہ گئی دل کی یہ تپش	آرام زیر خاک بھی اب خاک کیجیے

میر تخلص افصح فصحا اشعر شعرا سخنور عالی مقام محمد تقی نام از اهل اکبرآباد خواهرزاده سراج الدین علی خان آرزو دست لطافت با طبعش همزاد است وبا کلامش حرف غیر زمزمه بلبل و فغان خاد طوطی ناطقه شکر بارش رونق بازار عنادل شکسته وصفر خامه گلستان نگارش ناله برلب مرغ بستانی بسته صفحه خیالش بجلوه ریزی لاله عذاران انکار دلاویز چون اندیشه عاشق قطعه گلزار است در نسخه قلمش در شگفانیدن گلهاے مضامین تازه همرنگ ابر نوبهار صدآه دردناک بتاثیر یک مصراع اونیست وهزار عزایم تسخیر هم فسون نیم بیتش کو حلاوت سخنش بکام مشتاقان گوارا تر از شهد لعل شکر بار است ونمک گفتارش بمذاق شوریده طبعان بامزه تر از پسته تبسم دلدار نظمش اگر سحر است سحر حلال است وفکرش اگر از قوت مکتسبی است از چه اعجاز مثال با فنون نظمیه ربط تمام دارد لاسیما در غزل سرائی ومثنوی گوئی گوے سبقت میر با یه پست وبلند که در کلامش بینی ورطب ویابس که در ابیاتش بنگرے نظر نکنی واز نظرش نیفگنی که گفته اند **فرد** شعر گر اعجاز باشد بے بلند وپست نیست + در ید بیضا همه انگشتها یکدست نیست + وبخے سخن در ینباب تحت ترجمه مرزا رفیع سودا گذشت وبغایت چیده وسره است فلتیذکر ششش دیوان ریخته با صناف سخن نظم کرده مسدس که بمضامین واسوخت گفته غازه شهرت بررودارد از اقسام شاعری در قصیده فکر خوشی نداشته چندانکه غزلش بلند مرتبه تر است همچنان قصیده اش پست پایه تر در بدو حال بشاهجهان آباد آمد وتمتع نیافته ناکام برگشته در لکهنو میگذرانید وباحتیاج از سرکار نواب وزیر الممالک بهادر می یافت

ہمدران جا بسیر ملک عدم شتافت دیوانہایش ملاحظہ شد و ازان انتخاب افتاد و درینجا بقلم آمد

ہمارے آگے ترا جب کسی نے نام لیا
دل ستم زدہ کو ہم نے تھام تھام لیا

غم رہا جب تک کہ دم مین دم رہا
دل کے جانے کا نہایت غم رہا

حسن تھا اُس کا بہت عالم فریب
خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا

یاد اُس کی اتنی خوب نہین میر باز آ
نادان پھر وہ جی سے بھلایا نجائےگا

اتنی گذری جو ترے ہجر مین سو اُسکے سبب
صبر مرحوم عجب مونس تنہائی تھا

چشم خون بستہ سے کل رات لہو پھر ٹپکا
ہم نے جانا تھا کہ بس ابتو یہ ناسور گیا

آیا تو سہی وہ کوئی دم کے لیے لیکن
ہونٹون پہ مرے جب نفس باز پسین تھا

مسجد مین امام آکے ہوا آج وہانسے
کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا

اُلجھاؤ پڑ گیا جو ہمین اُسکے عشق مین
دل سا عزیز جان کا جنجال ہو گیا

تو وہ متاع ہے کہ پڑی جس کی تجھپہ آنکھ
وہ جی کو بیچ کر بھی خریدار ہو گیا

آنکھون مین جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہین
مرتا ہون مین تو ہائے رے صرفہ نگاہ کا

ہم نے جانا تھا لکھیگا تو کوئی حرف اے میر
پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

خدا کو کام تو سونپے ہین مین نے سب لیکن
رہے ہے خوف مجھے وانکی بے نیازی کا

دل کی کچھ قدر کرتے رہیو تم
یہ ہمارا بھی ناز پرور تھا

فلک کا منھ نہین اس فتنے کے اُٹھانے کا
ستم شریک ترا ناز ہے زمانے کا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
اب جس جگہ کہ داغ ہے یان پہلے درد تھا

عاشق ہین ہمتو میر کے اس ضبط عشق کے
دل جل گیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

قاصد جو وہانسے آیا تو شرمندہ مین ہوا
بیچارہ گریہ ناک گریبان دریدہ تھا

کسی عاشق کا ترے چہرے ناخن کا خراش
خط تقدیر کے مانند مٹایا نہ گیا

کیا ہے گلشن مین جو قفس مین نہین
داغ دل دیکھے بس یہ چمن دیکھا

دل دینے کی ایسی حرکت اُسنے نہین کی
جب تک جیےگا میر پشیمان رہیگا

ہم خستہ دل ہین تجھسے بھی نازک مزاج تر
تیوری چڑھائی تو نے کہ یان جی نکل گیا

ہستی مین چھوڑ دیر کو کعبے چلا تھا مین
لغزش بڑی ہوئی تھی ولیکن سنبھل گیا

علاج کرتے ہین سودائے عشق کا میرے
خلل پذیر ہوا ہی دماغ یارون کا

کیسا چمن کہ ہم سے اسیرون کو منع ہی
چاک قفس سے باغ کی دیوار دیکھنا

آنکھین خراب ہوئیو نہ ٹک ابر بہار سے
میری طرف بھی دیدۂ خونبار دیکھنا

کف جانان سے ممکن ہی رہائی میر کوئی ہو
اچنبھا ہی جو اُسکے ہاتھ سے رنگ حنا چھوٹا

تیرے کوچے کے رہنے والون نے
یہین سے کعبہ کو سلام کیا

حال بد مین مرے ذرا آ کر +
آپ کو سب مین ننگ نام کیا

شہرۂ عالم اُسے یمن محبت نے کیا
ورنہ مجنون ایک خاک افتادۂ ویرانہ تھا

ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے فلک
اُس شوخ کو بھی راہ پہ لانا ضرور تھا

داغ فراق وحسرت وصل آرزوے شوق
مین ساتھ زیر خاک بھی ہنگامہ لے گیا

جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہی وہ زلف
کسی نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا

ہر زخم جگر داور محشر سے ہمارا
انصاف طلب ہی تری بیدادگری کا

جاتا ہی یار تیغ بکف غیر کی طرف
اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

تھی صعف عاشقی کی بدایت ہی میر پر
کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

نی خون ہوا آنکھون سے بہا اور نہوا داغ
اپنا تو یہ دل میر کسی کام نہ آیا

سخت کافر تھا جس نے پہلے میر
مذہب عشق اختیار کیا

جہان سے مٹنے کو خالی کبھی نہین پایا +
ہمارے وقت مین تو آفت زمانہ ہوا

سب گئے ہوش وصبر وتاب وتوان
لیکن اے داغ دل سے تو نہ گیا

دل مین کتنے مسودے تھے ولے
ایک بیش اُس کے روبرو نہ گیا

سبحہ گردان ہی میکدہ ہم تو رہے
دست کوتاہ تا سبو نہ گیا

اب تو جاتے ہین میکدے سے میر
پھر ملین گے اگر خدا لایا

سمجھے تھے ہم تو میر کو عاشق اُسی گھڑی
جب سن کے تیرا نام وہ بیتاب سا ہوا

پھر آج میر مسجد جامع کے تھے امام
داغ شراب دھوتے تھے کل جانماز کا

کل سے ہی کو مین نے میر کو چھیڑا کہ اُسنے آج
شب میکدے سے وارد مسجد ہوا تھا مین
اپنا بھی قصد تھا سرِ دیوار باغ کا
مستی مین لغزش ہو گئی معذور رکھا چاہیے
خانہ خراب میر بھی کتنا غیور تھا
کم کم اُٹھتا وہ نقاب آہ کہ طاقت رہتی
کہتے تو ہو یون کہتے یون کہتے جو وہ آتا
آزار دل نہین ہی کسی دین مین درست
اُس سرے دلکے خرابی ہوئی اے عشق دریغ
میرا ہی مقلد عمل تھا
پشیمان ہوا دوستی کر کے مین
اعجاز منہ تکے ہی ترے لب کے کام کا
رقعہ ہمین جو آئے ہی سو تیر مین بندھا
کیونکر گلی سے اُسکی مین اُٹھ کے چلا جاتا
کہتا تھا کسو سے کچھ تکتا تھا کسو کا منہ
ہم کوئے مغان مین تھے ماہ رمضان آیا
کھلا نشے مین جو پگڑی کا اُسکے پیچ اے میر
ڈرتا ہی مین رہا کہ پلک کوئی گر نجائے
دور بہت بھاگو ہو ہمسے سیکھے طریق غزالونکا
عشق ہمارے خیال پڑا ہی خواب گیا آرام گیا
ماہ اُس کو سے کہلے سارے شہر مین
نہ گیا اُس طرف کا خط لکھنا
دروازے پر کھڑا ہون کئی دنسے یار کے

یہ درد دل کہا کہ سے مجھے دردِ سر رہا
پر شکر ہی کہ صبح تلک بیخبر رہا
ٹوٹا ہی تھا قفس کو کہ صیاد آ گیا
اے اہل مسجد اسطرف آیا ہو نہین بہکا ہوا
مرتے ہوا پر اُس سے کبھی کم نہ جا پھرا
کاش یکبار ہمین منہ نہ دکھایا ہوتا
یہ کہنے کی باتین ہین کچھ بھی نکھا جاتا
کیا جانے ان بتون نے ستم کیون روا رکھا
تونے کس خانۂ مطبوع کو ویران کیا
مجنون کے دماغ مین خلل تھا
بہت مجکو ارمان تھا چاہ کا ++
کیا ذکر یان مسیح علیہ السلام کا
کیا دیجیے جواب اجل کے پیام کا
یان خاک مین ملنا تھا لوہو مین نہانا تھا
کل میر کھڑا تھا یان سچ ہی کہ دوانا تھا
صد شکر کہ مستی مین جانا نہ کہان آیا
سمندِ ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا
آنکھو نے رات اُس کے جو تلوے کو ملا کیا
وحشت کرنا شیوہ ہی کچھ اچھی آنکھون والونکا
جی کا جانا ٹھہر رہا ہی صبح گیا یا شام گیا
مجکو مشکل منہ دکھاتا ہو گیا
ہاتھ جب تک مرا قلم نہ ہوا
حیرت نے حسن کی سے مجھے دیوار کر دیا

کاش اُس کے روبرو نکرین مجکو حشر مین
پھر نہ آئے جو ہوے خاک مین جا آسودہ
ہم تو آگے ہی مر رہے ہین میر
خوگر ہوے ہین عشق کی گرمی سے خار و خس
میرے سنگ مزار پر فرہاد
دو قدم ساتھ جنازے کے نہ آیا وہ میر
جاتا ہی آسمان لیے کوچے سے یار کے
جیمین تھا اُس سے ملے تو کیا کیا نہ کہیے میر
مرتا ہون مین تو آدم خاکی کی شان پر
قیامت تھا سماں اُس سنگین پر
ہر گام سدرہ تھی بتخانہ کی محبت
مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہی +
ضعف یان تک کھچا کہ صورت گر
میر صاحب ہی چوکے اے بدعہد
تناسب پہ اعضا کے اتنا تبختر
کچھ ہو رہیگا عشق و ہوس مین بھی امتیاز
آنکھ ہی اب قبلہ چلا خانقاہ پر
منتظر قتل کے وعدیکا ہون اپنے یعنی
حالانکہ عمر ساری مایوس گذری تسپر
اب اُسکے غم سے جو کوئی چاہے سو کھائے داغ
دل لگا ہو تو جی جہاں سے اُٹھا
شاید کہ دیوے رخصت گلشن ہون بیقرار
سم گرے اُس کے در ہی پر مر کر

کتنے مرے سوال ہین جنکا نہین جواب
غالباً زیر زمین میر ہی آرام بہت
تیغ کھینچے پھرے ہی یار عبث
بجلی پڑی رہے ہی مرے آشیانے بیچ
رکھے تیشہ کھیے ہی یا استاد
جانتا تھا کہ اسے ہی مری رفتار پسند
آتا ہی جی بھرا در و دیوار دیکھکر
پر جب ملے تو رہ گئے ناچار دیکھکر
اللہ رے دماغ کہ ہے آسمان پر
کہ تلوارین چلین ابرو کے چین پر
کعبے تلک تو پہونچے لیکن خدا خدا کر
یعنے آگے چلین گے دم لے کر
رہ گئے ہاتھ مین قلم لے کر
ورنہ دینا تھا دل قسم لے کر
بگاڑا اسنے تجھے خوبصورت بنا کر +
آیا ہی اب مزاج ترا امتحان پر
صوفی ہوا کو دیکھکے کاش آئے راہ پر
جیتا مرے لو رہا ہی گنہگار ہنوز
کیا کیا رکھین اُسکے امیدوار خواہش
باقی نہین ہی چھاتی مین اپنے تو جائے داغ
موت کا نام پیار کا ہی عشق
میرے قفس کو لے تو چلو باغبان تلک
اور کوئی وفا کرے گیا خاک

سب موے ابتدائے عشق ہی مین
سوجی سے عندلیب خریدار اُسکی ہی
اگر راہ مین اُس کی رکھا ہی گام
ہوتا نہ دلگا تو یہ سرانجام عشق مین
جی جائے کسی کا کہ رہے تم کو قسم ہی
اُس کے کوچے کی خاک لائین گے ہم
اے بتو اس قدر جفا ہم پر ++
اُسکے کوچے مین نکر شور قیامت کا ذکر
نہ تنگ کر اسے اے فکر روزگار کہ مین
چلا نہ اُسکے دہن چپکے چپکے پھر تو میر
اُس کے نزدیک کچھ نہین عزت
کہون کب تک دم آنکھون مین ہی میرا
شیخ عزلت تو تہ خاک بھی پہونچی بہم
ہمین تو نزع مین شرمندہ آکے ہنسنے کیا
نہ نگہ نہ پیام و نہ وعدہ
ایک بیمار جدائی ہون مین آپہی تیر
کیا تیر ستم اُسکے سینے مین بھی ٹوٹے تھے
مانند شمع ہم نے حضور اپنے یار کے
جو بے اختیاری یہی ہی تو قاصد
خوش نہ آئی تمھاری چال ہمین
دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
اک وہم نہین بیش مرے ہستی موہوم
جفائین دیکھ لیان بیوفائیان دیکھین

ہوویں معلوم انتہا کیا خاک
اے گلفروشس کچھ تو سمجھ کر بہائے گل
سے گئے گزر رہے خضر علیہ السلام
لگتے ہی جسکے مر گئے ہوتے بلا سے ہم
مقدور تلک در پے آزار رہو تم
اپنا کعبہ جدا بنائین گے ہم
عاقبت بندہ خدا ہین ہم
شیخ یان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین
دل اُس سے دم کے لیے مستعار لایا ہون
ابھی تو اُسکی گلی سے پکار لایا ہون
میر جی یونہین خوار ہوتے ہین
نظر آہی رہے گا کوئی دم مین
صفت ہی سیر کہ پھر عالم ایجاد نہین
رہا ہی ایک رمق جی سو کیا نثار کرین
نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین ++
پوچھنے والے جدا جان کو کھاجاتے ہین
جس زخم کو چھیڑون ہون پیکان نکلتے ہین
کار وفا تمام کیا ایک آہ مین
ہمین آکے اُس کے قدم دیکھتے ہین
یون نکرنا تھا پایمال ہمین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین
اسیر بھی تری خاطر نازک پہ گران ہون
بھلا ہوا کہ تری سب برائیان دیکھین

ایک سب آگ ایک سب پانی ++
مدعی مجکو کھڑے صاف برا کہتے ہین
ابکی ہمت صرف کر جو اُس سے جی اُچٹے مرا
عشق کا گھر ہی میر سے آباد
نازک مزاج آپ قیامت ہین میر جی
کاشکے دل دو تو ہوتے عشق مین
سب گئے دل دماغ و تاب و توان
جلائے ہی جی نجات کے غم مین
کرتا نہین قصور ہمارے ہلاک مین
شیوہ اپنا ہے پر دلائے نومیدی سے ٹھہری
قتل کیے پر غصہ کیا ہی لاش مری اُٹھوانے دو
سر کاٹ کے ڈلوا دیے انداز تو دیکھو
کب میسر اُس کے منھ کا دیکھنا آتا ہی میر
اُس تیغ زن سے قاصد کہیو مری طرف سے
اُٹھ جائے رسم نالہ و آہ و فغان کی سب
اجرت مین نامہ بر کے دیتے ہین جان ملک تو
عشق کیا کیا ہمین دکھاتا ہے
خط لکھے کوئی سادہ نہ اُسکو ملول ہو
کہتے ہو اتحاد ہے ہم کو
دوستی ایک سے بھی تجکو نہین +
نامرادانہ زیست کرتا تھا
رات ساری تو گئی سنتے پریشان گوئی
نزدیک اپنے ہمنے تو سب کر رکھا ہی سہل

دیدہ و دل عذاب ہین دونون
بے چلکے تم سنتے ہو بیٹھے اسے کیا کہتے ہین
پھر دعا اے میر مت کیجو اگر ایسا کرین
ایسے پھر خانمان خراب کہان
جون شیشہ میرے منھ نہ لگو مین نشہ مین ہون
ایک رہتا ایک کھوتے عشق مین
مین رہا ہون سو کیا رہا ہون مین
ایسی جنت پڑے جہنم مین ++
یارب یہ آسمان بھی ملجائے خاک مین
کچھ بھی وہ مغرور دے تو منت ہم سو بار کرین
جانے نسے بھی ہم جاتے رہے ہین آؤ تم بھی جانے دو
پامال ہی سب خلق جہان ناز تو دیکھو
پھول گل سے اپنے دلکو تم بھی بہلایا کرو
ابتک بھی نیم جان ہی گر قصد امتحان ہو
اس تیرہ روزگار مین تو میر اگر نہو
اب کار شوق اپنا ہو پہنچا یہان تلک تو
آہ تم بھی تو اک نظر دیکھو +
ہم تو ہون بدگمان جو قاصد رسول ہو
ہان کہو اعتماد ہے ہم کو +
اور سب سے عناد ہے ہم کو +
میر کی وضع یاد ہے ہم کو
میر جی کوئی گھڑی تم بھی اب آرام کرو
پر میر اس مین مردن دشوار کیون نہو

تلوار کے تلے بھی ہین آنکھین تری اُدھر
خط آگیا پر اُس کا تغافل نہ کم ہوا
کہنے سے میر اور بھی ہوتا ہے مضطرب
ہوگا کسی دیوار کے سایہ کے تلے میر
ہوتے ہو بیدماغ تو دیکھو ہو ٹک ادھر
یہ اضطرار دیکھ کہ اب دشمنوں نے بھی
قبلہ و کعبہ خداوند بندہ نواز و مشفق +
پر کہون کیا تم شوق کی اپنے تاثیر
آگے تھے ابتدائے عشق مین ہم
وصل اُس کا خدا نصیب کرے
اُس کے ایفائے وعدہ تک نہ جیے
آزردہ دل [illegible] تھا تو بارے میر
واں اُس سے [illegible] حرف تو ہو گو کہ یہ سر جائے
تجھکو [illegible] ہے مجھکو [illegible] نہ
کہین [illegible] ملامت کو جا کر میر کیا جانین
دل کو تسکین نہین اشک دمادم سے بھی
آج پھر فتنے نے [illegible] میدان
مین جو بولا کہا کہ یہ آواز ++
آہ میری زبان پر آئے +
جب نام ترا لیجیے تب چشم بھر آئے
اُس ستمگار کے کوچے کے ہواداروں مین +
باہم سلوک تھا تو اُٹھاتے تھے نرم گرم
آلودہ اُس گلی کی جو ہون خاک سے تو سر

تو اس ستم کا میر سزاوار کیون نہو
قاصد مرا خراب پھرے ہی جواب کو
سمجھاؤن کب تلک مین اس دل خانہ خراب کو
کیا کام محبت سے اُس آرام طلب کو
غصہ ہی ہم پہ کاش کے اکثر رہا کرو
کہتا ہون اُس کے ملنے کی کچھ تم دعا کرو
مضطرب ہوکے لٹے مین نے لگا کیا کیا کچھ
ہر ہر حرف پہ وہ کہنے لگا کیا کیا کچھ
اب ہوے خاک انتہا ہے یہ
میرے دل چاہتا ہے کیا کیا کچھ
عمر نے ہم سے بیوفائی کی +
کس بھروسے پہ آشنائی کی
ہم تعلق بعید ہی سے تقریر کرینگے
وا [illegible] آ بنی اپنی قسمت ہے
اُنھین معلوم جب ہوتا کہ ویسے ہی جدا ہوتے
اس زمانے مین گئی ہے برکت غم سے بھی
کل لڑائی سی لڑائی ہو چکی +
اُسے خانہ خراب کی سی ہے
پھر بلا آسمان پر آئے +
اس زندگی کرنے کو کہان سے جگر آئے
نام فردوس کا ہم لے کے گنہگار ہوے
کا ہے کو میسر کوئی دن نے جب بگڑ گئی
آب حیات سے بھی نہ وہ پاؤن دھوئیے

میکدہ سے تو ابھی آیا ہی مسجد مین میر
ہو نہ لغزش کہین صحبت ہی یہ بیگانون کی

جن جن کو تھا یہ عشق کا آزار مرگئے
کتنے ہمارے ساتھ کے بیمار مرگئے

گھبرا نہ میر عشق مین اس سہل زیست پر
جب بس چلا نہ کچھ تو مرے یار مرگئے

وہ حرف اُسکے منھ کے تو لکھیو شتاب
قاصد چلا ہی چھوڑکے تو جان بلب مجھے

لپنے تو ہونٹھ بھی نہ ہلے اُس کے روبرو
رنجش کی وجہ میر یہ کیا بات ہوگئی

اب رحم پر اُسی کے موقوف ہی کہ یان تو
نے اشک مین سرایت نے آہ مین اثر ہی

گھر دودِ جگر سے بھر گیا آہ
کب تک مری چشم تر نہ ہووے

سرگذشتین نہ مری سُن کہ اُچٹتی ہی نیند
خاصیت یہ ہی مرجان ان افسانون کی

ہو بجا تو ہوگا سمع مبارک مین حال میر
اس پر بھی جی مین آئے تو دل کو لگائیے

کیا کرون شرح خستہ جانی کی
مین نے مرمر کے زندگانی کی ++

میرے تغیر حال پر مت جا
انقلابات ہین زمانے کے +

دمِ آخر ہی کیا نہ آنا تھا
اور بھی وقت تھے بہانے کے

اس کدورت کو ہم سمجھتے ہین +
ڈھب ہین یہ خاک مین ملانے کے

دل و دین ہوش و صبر سب ہی گئے
آگئے آگے تمھارے آنے کے

اک شخص مجھی سا تھا کہ تھا تجھ سے یہ عاشق
وہ اُس کی وفا پیشگی وہ اُس کی جوانی

یہ کہکے مین رو دیا تو لگا کہنے نہ کہہ میر
سُنتا نہین مین ظلم رسیدون کی کہانی

پاس ناموس عشق تھا ورنہ
کتنے آنسو پلک تک آئے تھے

چاک پر چاک ہوا جون جون سلایا ہمنے
اس گریبان ہی سے اب ہاتھ اُٹھایا ہمنے

سرہانے میر کے کوئی نہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہی

بہت سعی کیجیے تو مر رہیے میر
بس اپنا تو اتنا ہی مقدور ہی

اب چھیڑ یہ رکھی ہی کہ عاشق ہو تو کہین
القصہ خوش گذرتی ہی اس بدگمان سے

جس جگہ دورِ جام ہوتا ہی
وان یہ عاجز مدام ہوتا ہی

میر صاحب بھی اُس کے یان تھے پر
جیسے کوئی غلام ہوتا ہی

کبھو وا دے عشق دکھلائیے
آئے کبھی جو دلسے تو یان رہتے تھے اُداس
کھل گئی بات تھی سو ہر اک پر
وہ تو بگڑے ہی میرؔ سے ہر دم
کعبہ مین جان بلب تھے ہم دوری بتانسے
نکتہ دان بھی خدا نے تم کو کیا
آسمان شاید ورے کچھ آ گیا
میر دریا ہی سنے شعر زبانی اُس کی
تیز یو نہین نہ تھی شب آتش شوق
رحم بھی دینا تھا تھوڑا ہائے اُس خوبی کیساتھ
وہ کہان دھوم جو دیکھی گئی چشم تر سے
یہ رات ہجر کی یان تک تو دکھ دکھاتی ہی
ڈر کیون نہ محلے مین رہے رونے سے میرے
پیدا کہان ہین ایسے پراگندہ طبع لوگ
مقدور تک تو ضبط کرون پر مین کیا کرون
قاصد کے تصنع نے کیا دل کے تئین داغ
واعظ ناکس کی بات تو نہر کوئی جاتا ہی میر
حیرت سے دیکھ رہیو نے نامہ بر منھ اُسکا
حسرتین اُس کی سر پٹکتی ہین
پتھر کی چھاتی چاہیے ہی میر عشق مین
فریاد شب کی سن کے کہا بید ماغ ہو
ترے بندے ہم ہین خدا جانتا ہی
پھرتے ہین میر خوار کوئی پوچھتا نہین

بہت خضر بھی دل مین گمراہ ہی
آخر کو میر اُس کی گلی ہی مین جا رہے
تو وہی منھ چھپا لے جاتا ہی
اپنی سی یہ بنا لئے جاتا ہی
آئے ہین پھر کے یار وابکی خدا کے ہان سے
پر ہمارا نہ مدعا سمجھے
رات سے کیا کیا رکا جاتا ہی جی
اللہ اللہ ری طبیعت کی روانی اُسکی
تھی خبر گرم اُس کے آنے کی
تجھسے کیا کل گفتگو یہ داور محشر سے تھی
ابر کیا کیا اُٹھے ہنگامے سے کیا کیا برسے
کہ شکل صبح مری سب کو بھول جاتی ہی
سیلاب نے اس کوچے مین گھر مول لیا ہی
افسوس تم کو میر سے صحبت نہین رہی
منھ سے نکل ہی جاتی ہی اک بات پیار کی
بیتاب تجھے دیکھنے کچھ بات بنائی
آدمی مینخانے جاو تم کس کے کہنے پر گئے
بس اور کچھ نکھو ہرگز مری زبانی
مرگ فرہاد کیا کیا تو نے +
جی جانتا ہی اُس کا جو کوئی وفا کرے
دیکھو تو اس بلا کو یہ شاید کہ میر ہی
خدا جانے تو ہم کو کیا جانتا ہی
اس عاشقی مین عزت سادات بھی گئی

جی ہی دینے کا نہین کرتے فقط ۔ اُسکے در سے جانے کی حسرت بھی ہے
اُسکا غضب سے نامہ نہ لکھنا تو سہل ہے ۔ لوگون کے پوچھنے کا کوئی کیا جواب دے
خدا کرے مرے دل کو ٹک اک قرار آئے ۔ کہ زندگی تو کرون جب تلک کہ یار آئے
نہین ہے چاہ بھلی اتنی بھی دعا کر میر ۔ کہ اب جو دیکھون اُسے مین بہت نہ پیار آئے

حرف النون

ناجی تخلص محمد شاکر از سخن گویان این دیار است در عہد محمد شاہ طبعش با ایہام مایل او راست

ترے نگاہ کی حسرت سے اے کمان ابرو ۔ ہمارے سینے مین تودا ہوا ہے تیرون کا
محبت سے علی کی دیکھ ناجی ۔ ہوا ہے دل مرا اب حیدرآباد
اگر سلیمان کا تخت دین مت لے ۔ کہ سب آخر کو جائے گا برباد
دیکھ دلبر تری کمر کی طرف ۔ پھر گیا پانی اپنے گھر کی طرف
غم نہین گر دلبری سے دلکو لیجاتا ہے وہ ۔ پاس میرے جب تو آتا ہے جو دل پاتا ہے وہ
عرض غصہ مین کبھی اہل وفا کی نہ سنے ۔ ہٹ پہ آجائے وہ کافر تو خدا کی نہ سنے
تصور سے ترے رخ کے گئی ہے نیند آنکھون سے ۔ مقابل جسکے ہو خورشید کیونکر اُسکو خواب آوے

نالان تخلص محمد عسکری از افلاس زدگان دہلی است مصحفی از اول شاگردان خویش اورا گفتہ دو سال است کہ نود سالہ فوت کرد است

سحر کے ہونے کا از بس خیال رہتا ہے ۔ شب وصال بھی دل کو ملال رہتا ہے
وہ بدگمان ہون کہ اُس بت کے سایہ پر بھی مجھے ۔ رقیب ہی کا سدا احتمال رہتا ہے

نالان تخلص علی از موزونان عظیم آباد بودہ ادراست

کچھ اندنون مین تم نے یہ روز خو نکالی ۔ ملنا کسی سے جا کر بدنام ہم کو کرنا

نادم از اوسط الناس دہلی است تخلص بنظر میر حسین تسکین میرساند او راست

آنے ہی سے تیرے شام ہوئی جلد کس طرح ۔ کیا آفتاب داغ دل بیقرار تھا
آج پھر دیکھین کہ ہوتی ہے سحر کس طرح سے ۔ شام ہی سے جوش پر کچھ نالۂ شبگیر تھا

ناصر تخلص نواب ناصر جنگ فرزند نواب مظفر جنگ بنگش است کہ شمع جلالت ایشان

چون چراغ مہر مستغنی از فروختن است در سنہ ۱۲۶۳ روز کسوف شمس ماہ عمرش منخسف شد او راست

لٹکے تو بھی ہی بر سر پیچش کمند زلف
پیچھے پڑی ہے کا ہے کو کاکل بلا کی طرح

نادر تخلص گنگا سنگہ از مردم لکھنؤ شاگرد میر حسن است این بیت بنام مشار الیہ داخلہ شد

قاصد تو اس بہانے سے اس پاس جائیو
اے کس کا خط ہے مجھ کو ذرا پڑھ کے سنائیو

نادر تخلص میر محمد عارف علی کشمیری الاصل بودہ است در دہلی میباند او راست

سو طرح سے بات اگر کیجئے تو کھاتا ہے نہیں
مجھ میں اور اس میں بجانوں پڑ گئی ہے کیا گرہ

نازک تخلص وجیہ نام از بتان لغمانی است او راست

یاد آتے ہیں ان آنکھوں میں اندوہ کشتے سے
ساقی مے گلرنگ سے جب جام بھرے ہے
ہے نالہ و زاری کا مرے شور فلک تک
پردہ بہت مغرور کوئی کان دھرے ہے

ناظم تخلص جواہر سنگھ است در لکھنؤ دیگر رودادش بگفتن نشد منه

وصل ایسا ہو گیا اس سے جو نصیب میرا
رات کو میں یار سے یکجان دو قالب ہو گیا

نامی تخلص مرزا حبیب علی بیگ از اعزہ لکھنؤ است میر الدولہ حیدر بیگ خان عم او است از وست

بس کہ مدت سے ہے راہ انتظار یار پر
چھا گئی آخر سفیدی دیدۂ خونبار پر

نامی تخلص مبارز الدولہ نواب مرزا احسام الدین حیدر خان بہادر سلسلۂ قرابت ایشان
با والی لکھنؤ میرسد و از امرائے جلیل الشان است صاحب فطرت سلیم و فکرت مستقیم
رضی الافعال شریف الخصال عدیلش معدوم و نظیرش نایاب از احبای والد بزرگوار
این فقیر در حساب است استفادۂ سخن از خدمت میر مستحسن خلیق کردہ اکنون بنظم اشعار می پردازد
اما رغبتی بشنیدن باقی است از نتایج طبع شریف او ست

دم شماری میں مجھے چھوڑ کے جانا کیا تھا
جان جانے کو بھی عاشق کے بہانا کیا تھا

ربط محبت جو باہم تھا ہم میں انہیں چھوٹ گیا
دونوں طرف سے ہے جو کشیدہ رشتۂ الفت ٹوٹ گیا

تابش خور سے نہ کس طرح وہ کملا جائے
عارض یار رہا ہے ہمہ رنگ گل تازۂ صبح

تھک گئے ہم تو شب ہجر میں نالے کرتے
کیوں سنا تا نہیں مرغ سحر آوازۂ صبح

قتل کے دم بھی نہ کچھ نامی نے قاتل سے کہا
کیا بیاں تم سے کروں اس کم سخن کی سرگذشت

امید دلدہی اُس سنگدل سے سخت بیجا ہی — گران جانے والون کا یہ پتھر کا کلیجا ہی
مرید پیر مغان پیر خانقاہ سے کئے — یہ بیطریق سے گئے ہم نے رد براہ سے کئے
نہ اپنون سے اسے الفت نہ بیگانون سے ملتا ہی — دل وحشی کا اپنے طور دیوانون سے ملتا ہی

نامی تخلص با آنکہ تخلصش نامی نامش معلوم نیست اوراست

آتش عشق سے نامی کا جگر جلتا ہی — آپ ہنس ہنس کے یہ کہتے ہین کوئی آدیکھے
واہ کیا خوب مثل ٹھیک بندھی ہی اسدم — قطعہ — گھر کسی کا جلے اور کوئی تماشا دیکھے

ناسخ تخلص شیخ امام بخش از ارباب لکھنؤ است نسیم چمن طبعش نکہت ریز و شمیم گل فکرش دلاویز طائر بلند پرواز غورش جز بشاخ سدرہ آشیان نسازد و مرغ تیزبال خیالش جز ببام فلک جلوہ نیندازد والا مایہ عالی پایہ بلند اندیشہ نازک خیال است و در تلاش مضمون تازہ و معنی سیراب سلے مثل و مثال از اقسام سخنوری بغزل سرائی مائل و غیر از غزلیات و رباعیات صنفے آخر از و دیدہ نشد تمامیہ عمر بلکھنؤ گذرانیدہ و نوبتی از کارکنان دولت آنجا نا امین بودہ مجال سکونت نیافتہ بہ الہ آباد شتافتہ و باز بہ کانپور عود نمودہ و اکنون بسبب تغیر و تبدیل دورۂ ارا کین سابق رجوع بمرکز کردہ گویند کہ در ایام فراق لکھنؤ و احباب لکھنؤ اشعار درد آمیز گفتہ و قصہ نقل و حرکت او دراز است کہ این مختصر گنجائے آنرا بر نیاید و معہذا اخلاف عنوان است کہ بنقل و بیان حکایات آمدہ قصد متعلق نگشتہ الا ماشاء اللہ دیوانش بنظر رسید بعد مدتے از ترتیب و تبیض این رسالہ پدید آمد کہ دیوانے دیگر از افکار و قادش فراہم آمدہ و ہم در شہر رسید اما خاطر آسودگی جو از انتخاب آن بایستاد و معہذا الکتاب شہرت گرفتہ و متداول گشتہ دخل و تصرف ناملایم افتاد این اشعار انتخاب دیوان اول است و یکدو سہ شعر از غزلہائے جدید ہم کہ بعض احبا از لکھنؤ ارمغان کردہ بودند نگارش یافتہ

مہندی سے ہی شعلہ قدم اُس رشک پری کا — پاپوش نے سیکھا ہی چلن کبک دری کا
ہنے جو تبی بنائی ہی ترسے مو باف کی — نافۂ مشکین بنا ہی منہ ہر ایک ناسور کا

ایڑیاں بھی اب رگڑ سکتا نہیں کروٹ تو کیا
ہو چکا تابوت بن اُٹھنا ہے رنجور کا

عکس پڑتا ہی جو تیرا آئینہ مین بیشتر
اضطراب اس واسطے جاتا رہا سیماب کا

یہ ساعد و نکا ہی اُسکے عالم کہ جسنے دیکھا ہوا وہ بیدم
نیام تیغ قضاے مبرم لقب ہی قاتل کی تیغ کا

مرتبہ کم حرص رفعت سے ہمارا ہو گیا
آفتاب اونچا ہوا اتنا کہ تارا ہو گیا

محشر مین ہم کو نامۂ اعمال دیکھکر
قاصد خیال آئے گا خط کے جواب کا

کافر ہون سیر ہم رہین محروم واعظا
کرمیکدہ پہ حکم نہ جاری فرات کا

دے دوپٹہ تو اپنا ململ کا
ناتوان ہون کفن بھی ہو ہل کا +

پر لگائے مجھے وحشت نے اُڑا پھرتا ہون
مجھسے پامال کوئی حنا ریبیا بان ہوا

آئے اجل ایکدن آخر مجھے آنا ہے ٹلے
آج آتی شب فرقت مین تو احسان ہوتا

وصل سے یان آج بھی ہی عید کل بھی عید تھی
کیا شب فرقت مین ظالم طول تھا اکسال کا

ذبح کر ڈالونگا گر ابکی تو بولا شب وصل
مین نے سو بار تجھے مرغ سحر چھوڑ دیا

تھی شہادت سے غرض سو اس ادا مین ہو گئی
گو نہ قاتل سے نزاکت کے سبب خنجر اُٹھا

دور سے دیکھی دکھائی روشنی جائے سواد
یاد رکھ قاصد نشان ہی یہ دیار یار کا

لاغر ایسا ہون کہ مین اکثر ہوا سے اُڑ گیا
میرے پیکر مین ہی عالم کاغذی تصویر کا

لگے کشتِ آرزو کے آبرو میری رہی
برق ہی گرتی جو مین باران رحمت مانگتا

ہاتھ دوڑائے زمین سے سو شہید ناز نے
آگیا جلتے مین قاتل کا جو دامن زیر پا

دینگے تیرے بازوے نازک کو پھر تکلیف تیغ
لائیو لیتے شہیدون کے نہ مدفن زیر پا

بس مین ہوتا نہ پرائے مین کبھی اے ناسخ
آہ میرا مرے قابو مین اگر دل ہوتا

بیچلی موت مجھے سوے حسینان بہشت
ایکدم پاس جو وہ حور شمائل نہ ہوا

روز روشن تیرہ بختی سے نہ دیکھا عمر بھر
شکل شب گویا مین اس محفل مین مہمان رہگیا

اشک نے ناشر کو نادم کیا برسات نے
منھ کے باعث رہے گھر رات جانان ہو گیا

شوق اسے کہتے ہین مجنون جو لحد سے نکلا
شور محشر کو بھی آواز حدیخوان سمجھا

مجھسے انصاف تو کر چھٹ نہ سکا ایک رقیب
مین سنے کیونکر تری الفت مین زمانہ چھوڑا

کیا خبر تھی کہ تری غیر کے دل مین ہے جگہ
کس یقین سے ہم اُس کے تصور مین محو تھے
ثابت قدم ہم اپنی وفا پر جو ہین سو ہین
کی ہے یان شدت سے شدت بر شکال اشک نے
ہاتھ مین تیرے نہ ٹھہریگا وہان مکتوب شوق
ہے بیان کس کو شب فرقت مین ہوش
اُسنے جب سنا یہ کھودی تھی شبیہ شیرین
لیئے صنم کو رہے کے شب وصل باغ مین
رشک آیا کیا ناسخ میکش جو سلے مے فروش
لے میکشو نزاکت ساقی کو دیکھنا
رنج اُٹھائے ہین حسینو نے جہان مین اسقدر
خط جو ہم کر چکے تحریر تو بہو بچانے کو
بس یہی تدبیر اب انکے بھگانے کی رہی
شب جو اُلٹی اُسنے رو سے حیرت افزا سے نقاب
جنت کو جائین گے لیے دوزخ بغلمین ہم
پہلے تیشہ مارتے خسرو کے اے شیرین دہن
حال دل لکھنے کی ناسخ جو نہین پاتا ہار
انتقام اسکا کہین لے نہ فلک ڈرتا ہون
عشق مین دل نے پھسایا تو ہوا غیر کو رنج
دکھلا گیا کبھی نہ وہ چشم سیاہ کو
سر رگڑ دون آستان بت ناز نین سے مین
فیلسوفی محتسب کی دیکھنا اے میکشو
پیشتر نشہ ایجاد سے بیہوش ہون مین

رات ہم نے نہ کوئی تیر اٹھکانا چھوڑا
کنج لحد مین شور قیامت مخل ہوا
ناسخ ہزار بار وہ پیمان گسل ہوا
کیون نہ وان آجائے موسم سبزے کے آغاز کا
یاد رکھ قاصد یہی ہے بس نشان کوے دوست
ہو چکی ہو گی ہزارون بار ناسخ
قبر فرہاد کو لازم ہے اُسی کا تعویذ
بھاگا مین آشیانہ مرغ سحر دور
مسجد وان مینا بیٹھے اپنی اپنی دوکان چھوڑ کر
لاتا ہے رکھ کے شکل سبو جام دوش پر
بعد مردن بھی نہ آنکھ اپنی پڑیگی حور پر
آشیانون سے نکل گئے کبوتر باہر
جبین ہے ہو جاؤن عاشق جو دروازے یار پر
چاندنی مثل سفیدی رہ گئی دیوار پر
ناسخ رہی جو بعد فنا بھی وفا کے داغ
جی کھوتے مفت اپنا ہوتے گر فرہاد ہم
پھینک جاتا ہے وہ اشعار ترے کوچے مین
جھوٹے وعدے نے جو وہ شاد کیا کرتے ہین
نہین اپنے مین مروت جو ہے بھگانے مین
آنکھین مری سفید ہوئین انتظار مین
ہے جبین داغ سجدہ مٹا دون جبین سے مین
توڑتا ہے شیشہ مے میکدے کی راہ مین
خم گردون بھی نہ تھا جب سے کہ مے نوش ہون مین

جو مجکو یار نے مارا تو غیر کو کر و قتل
عزیز وا اُس کے سوا اور انتقام نہین

عشق کا ہو درد اسے ناسخ نہ کیونکر لا دوا
زخمہاے تیر مژگان کا نشان ہوتا نہین

وہ اُدھر رخصت ہوا اُٹھا ادھر طوفان اشک
تیرتا جاتا ہی اُس قاتل کا توسن آب مین

ہم مست بھی ہین تارک لذات زاہدا
ایکدن تو دیکھ کیسی ہی تلخی شراب مین

صبح فرقت تیرگی مین شام سے کچھ کم نہین
چاند نکلا ہی افق سے نیر اعظم نہین

ہر کسی کا کام رکھتا ہی ادھورا آسمان
گر ہم پہونچا سر سویدہ تو پتھر نہین

قوی ہون گو ستم آسمان سے زار ہو نہین
اُلجھتے دامن محشر پھٹے وہ خار ہو نہین

ہوا اگرچہ سبک دشمنون کی نظرون مین
برا اپنے دوست کے دل پر ہنوز بار ہو نہین

بارہا بیٹھ کے کعبہ مین لنڈھائی ہی شراب
محتسب کیا ہی خدا کا ہمین جب پاس نہین

کیون اُٹھا لائے ہین ہمدم مجکو ناسخ بعد قتل
جبین سے نشہ بڑا تھا کوچۂ سفاک مین

ہی جو یون مکروہ طبع پاک کو مضمون غیر
وصل کا مضمون شایان اپنے دیوان مین نہین

رحمت حق جوش پر ہی کیون نہ عصیان کیجیے
منفعل پھر سیکشی سے ابر و باران مین نہین

بھلا تکبر و غیبت سے زاہدا حاصل
رند کیا ہی مزے کے گناہ کرتے ہین

رفعت کبھی کسی کی گوارا ہیان نہین
جس سرزمین پہ کے ہم ہین وہان آسمان نہین

دھوکا نکھا ظرف وضو کو تو دیکھ کر
مسجد ہی میفروش کی ناسخ دوکان نہین

صبح محشر سے سوا صبح شب وصل ہی شیخ
آج ہی جتنے زیادہ غم فردا ہم کو

دم اخیر تو کر لون نظارہ جی بھر کر
آلہی تیغ سفاک آبدار نہ ہو +

دو شب تار سے تشبیہ ہمارے دن کو
تیرگی سے نظر آتے ہین ستارے دن کو

نہ کیون بندہ رقیبون کو جلائے لے تو ہر دم
جہنم مین خدا ابھی ڈالتا ہی اپنے دشمن کو

یون نزاکت سے گران ہی سرمہ چشم یار کو
جس طرح ہو رات بھاری مردم بیمار کو

رحم آجائے اگر مورا ان کو سے یار کو
کھینچ لیجائین لحد سے میرے جسم زار کو

دعائے مرگ دے اُسکو تری جور و جفا سُنکر
مسیح آئے ترے بیمار کی جو چارہ سازی کو

بھولے نہ بعد مرگ بھی ہم رقص یار کو
ٹھوکر کی آرزو ہی ہمارے مزار کو

آئی شب وصال ہوئی صبح شام سے
ہوش اُڑتے ہین جو سُنتا ہون تری آواز کو
تیرے کوچے کے سوا ہو جو تمناے بہشت
کیسی شب وصل آئی نظر شام وسحر ساتھ
خط نکل آیا وہان باقی ہی یہان مضمون شوق
فندقونسے گوری گوری انگلیان ہین مثل شمع
مے پرستو آؤ کرین محتسب کو سنگسار
زار انتظار خط نے کیا اسقدر مجھے
یہ آدمی ہی کہ برسون جمال رہتا ہی
یہ پھک رہا ہی مرا جسم آتش غم سے
ٹھوکر ایک پاے حنائی سے لگایا چاہیے
داغ فرقت زیست بھر سوز جہنم بعد مرگ
یان سرکاوش توانائی کے عالم مین تھا
تنگ ہوکر جب کہا مین نے کہ مرجاؤن کہین
تم تے آتے کیون نہ اُلٹے پاؤن بھاگے در سے
بادکے مانند ساقی لے اُڑا پانی مجھے
آیا مہ صیام علی الرغم محتسب
فرقت قبول رشک کے صدمے نہین قبول
فصل گل ہی چار دن ایام توبہ ہین مدام
یہ لگی چاٹ مرے زخمون کو تسکین نہ ہوئی
دو چار حسرتین پہونچین اگر اور بھی ہم سے
تارے سیاہ ہوتے ہین تشبیہ کے لیے
ڈر تھا اثر کا اُسکو وہ بھی نکل گیا

قسمت نے آفتاب کیا ماہتاب کو
کیا ترے پردے سے نسبت پردۂ ساز کو
جاؤن دوزخ کو مرا حشر ہو شداد کے ساتھ
گھڑیالیون نے دونون بجائے ہین گجر ساتھ
دیکھیے کب ہو فراغت نامہ کی تحریر سے
ہی بجا تمثیل ناخن گیر کو گلگیر سے
بچ رہے ہین سنگ کچھ مینائیکی تعمیر سے
پہچانتا نہین ہے مرا نامہ بر مجھے
ورنہ ماہ کو یکشب کمال رہتا ہی
کہ طوق بھی مرے گردن مین لال رہتا ہی
پھول کوئی میری تربت پر چڑھایا چاہیے
ان بتو نکو کس توقع پر خدایا چاہیے
آج جسم ناتوان کیون خار پاے مور ہی
بدگمان سمجھا کہ اس کو اشتیاق حور ہی
صبح ڈرتی ہی بہت میری شب دیجور سے
کشتی مے ہو گئی تخت سلیمانی مجھے
روزے شراب سے سر بازار توڑیے
کیا آئین ہم رقیب تری انجمن مین سے
عمر بھر اے میکشو باب اجابت باز ہے
ہو گئی یار کے کتنے ہی نمکدان خالی
ہستی کی طرف منہ نکرے کوئی عدم سے
مضمون ڈھونڈھتا ہون اگر اُسکے خال کے
نادم ہوا ہون منہ سے مین نالہ نکال کے

شرق سے کانپتا نہین نکلا یہ بے سبب
خورشید ڈر گیا مرے رو سیاہ سے

دھوئی کیون اشک کے طوفان سے لوح محفوظ
سرنوشت اپنی ہی ناسخ نے مٹائی ہوتی

شوق مے نے کردیا اس درجہ مجکو بیحواس
محتسب سے راہ پوچھی خانۂ خمار کی

اے مؤذن کر دعا جاوے اذان
وصل کی شب اور کوئی دم رہے

وصل کو لکھا ہی ناسخ درد عاشق کی دوا
دل ہمارا قابل تشخیص جالینوس ہی

دامن اگر نہ فتنۂ محشر سنبھالتا
چلنا محال تھا اسے دامن کے بوجھ سے

میرے لاشے کے وہ ہمراہ لحد تک ہووے
اے اجل تیرا قدم مجکو مبارک ہووے

نثار تخلص عبد الرسول از موزونان اکبرآباد است و معاصر میر و سودا بود است

ہاتھ سے ان خامہ زیبوں کے نکل جاوینگے ہم
یہ گریبان دامن صحرا کو دکھلاوینگے ہم

یا مرد کی جو مہربانی ہی
یہ مدد ہم پر آسمانی ہی

اُس کے عارض کو دیکھ جیتا ہون
عارضی میری زندگانی ہی

جب حرف محبت کے باہم سے گئے گذرے
ہم تمسے گئے گذرے تم ہم سے گئے گذرے

تم انجمن مین رات عجب آن سے گئے
بسمل کٹے پڑے ہین کئی جان سے گئے

نثار تخلص نثار علی بلگرامی مردے است عاشق مزاج بود است

اترے ملک فلک سے یوسف زمین سے نکلے
ممکن نہین کہ تجھ سا کوئی کہین سے نکلے

بوسے کے بدلے گالی شیرین لبون سے پائی
یہ بھی نصیب اپنے زہر انگبین سے نکلے

نثار تخلص محمد امان فرزند سعادت اللہ معمار گویند کہ بانے جامع دہلی از پدران او ست وے نیز در فن تعمیر دست خوشی داشتہ کسب این فن از خدمت شاہ حاتم کردہ از دست

اس ابر مین وہ ساقی گلفام نہ آیا
کیا یار جو یارون کے کبھی کام نہ آیا

چھوٹے تہ تنہا مجھے جب کہ وہ گھر جائیگا
جان ادھر جائیگی اور یار ادھر جاوے گا

اُسکے پانون سے لگی رہتی ہی دن رات حنا
خوب دنیا مین بسر کرتی ہی اوقات حنا

اے محتسب نظر کی تو نے اگر سبو پر
سنتا ہی مر مٹین گے ہم اپنی آبرو پر

نالے کو مرے پڑھکے پتنگ سے ہی زمین پر
دیکھی رقم شوق کی تاثیر سو کیا خاک

خوبی مین ترے حسن کے کچھ حرف تو کب ہی	لیکن یہ ذرا خط ہی سو اصلاح طلب ہی
زخمی کو محتسب کی ہر طرح سے راحت ہی	گر نون بھی تو چھڑکے تو سنگ جراحت ہی
مجھ مین اور اُس مین سبب کیا جو لڑائی ہو گی	یہ ادائی کسی دشمن نے اُڑائی ہو گی
گردش کا اُس نگاہ کے اب طور اور ہی	اے ساکنان میکدہ یہ دور اور ہے
صورت موافقت کی کبھی سوجھتی نہین	صاحب کی وضع اور مرا طور اور سے ہے
اُس آئینہ طلعت کی اب مجھسے یہ صورت ہی	ظاہر مین صفائی ہی باطن مین کدورت ہی

نجف تخلص میر نجف علی از قدماست او راست

کس طرح ربط نہ ہو زلف سے دیوانون کو	ربط ہوتا ہی پریشان سے پریشانون کو

نجات تخلص سید زین العابدین گویند کہ در فارسی ید طولی دارد علی الخصوص در قصائد
و گفتار فارسی او در لطف نیست گاہی بفکر ریختہ ہم پرداختہ او راست

یان تلک سر کو پٹک ہجر مین توڑے پتھر	کہ نہین دامن کہسار مین چھوڑے پتھر
آنکھین پتھرا گئین تیسرے بن سے ٹپکے آنسو	بل بے ہجران تری قدرت کہ نچوڑے پتھر

ندرت تخلص مرزا مغل نام از پیشینیان ست او راست

تجھے تو پاسے تخت عیش ہی نقش قدم اُسکا	بڑی دولت ہی ندرت جو میسر ہووے پابوسی

ندیم تخلص مرزا علی از مرثیہ گویان مشہور است و شریک دورہ میر و مرزا ہمہ پلی بسر میبردہ از دست

جدائی مین ترے ہم کیا کہین کس طرح جلتے ہین	بجائے مو بدن سے آگ کے شعلہ نکلتے ہین

نزہت تخلص مرزا ارجمند بخدمت نامہ نویسی در سرکار نواب اعتماد الملک قیام داشتہ او راست

چاک کر پھینک دیا ہاتھ کا اُلجھاؤ گیا	ایک قصہ تھا گریبان کے سلوانے کا

نزاکت تخلص مہ جلوہ مہر تمثال نادر الحسن بدیع الجمال جانفواز دلارام رجو نام
اصلش از بلدہ نارنول و از آوان صبا جلوہ فرماے شاہجہان آباد است و رونق
افزای این شہر فرخندہ بنیاد شاہدیست شیرین و دلبریست نمکین از شعشعہ عذارش
تاب کش خورشید خجل و از جلوہ قامت زیبایش شمشاد پا در گل غنچہ از لب خندانش
طرز تبسم آموختہ و شمع از عارض رخشانش چہرہ برافروختہ نسیم کویش عطر بیز تر

از باد بہاریست و شمیم مویش رنگ ریز تر از ناف آہوان تتار خجستہ روئے و خجستہ خوئی و خجستہ گام خوش ترکیب و خوش حرکات و خوش خرام تازہ گل گلشن جوانی است و نورس ثمر باغ زندگانی در گلستان حسن سرویست نوخاستہ و باچنین صفات ظاہر بمحاسن باطن آراستہ از حسن صورت چگوید کہ بمعنی صد چندان ازان بہت اصفائی فکر وجودت ذہن و درستی فہم وحید عالم و یکتاے زمان طبع لطیفش بمقتضاے فطرت بکسب فنون کمال مالوف است و بحسب سرشت از اوضاع ناپسندیدہ نفور و بسجایاے مرضیہ مشغوف از زیرکے و فطانت و شوخی و متانت بکلی بہرہ ور و از آئین دردمندے و بیدردے و وفاپروری و بیرحمی بخوبی باخبر گاہ گاہ بفکر سخن میپرداز د و ابیات دلکش منظوم میسازد طرز کلامش نیکوست و این چند شعر از وست

بسکہ رہتا ہی یار آنکھون مین + ہی نظر بیقرار آنکھون مین
محفل گلرخان مین وہ عیار لے گیا دل ہزار آنکھون مین
سرمۂ خاک پا عنایت ہو آگیا ہی غبار آنکھون مین
کہیے جو رقیبون سے برائی تو کہے وہ ہی وہی وفادار جو ایسون سے نباہے
بڑا ہی خون دل سر سے قدم تک جابجا میرے بنایا تھا مجھے گویا کہ خاک کوے قاتل سے
کہتا ہی آپکی بھی ہی گیا عاشقی غلط گر کہیے تیرے عہد مین الفت نہین رہی
کیا کیا عذاب اُٹھائے ہین اندوہ عشق کے جز نام اب تو کچھ بھی نزاکت نہین رہی
ہون نزاکت دلے کوئی کیا ذکر دم رخصت ترے سنبھال سکے
کیون نہ مین قربان ہون جب وہ کہے ناز سے ہم کو جفا کا ہی شوق اہل وفا کون ہی
مرے شوق پنہان کی تاثیر دیکھو کہ دلدار بھی دلربا جانتا ہی
نزاکت ہون ہر ناتوان محبت لطیفہ مرے نام کا جانتا ہی
نا منصفی اور اسے بت بیدادگر ایسی چاہت تری غیرونکو بھی ہوگی مگر ایسی
حرمان ہی اگر چاہ کی تعزیر تو ظالم تقصیر نہ ہوگی کبھی یار دگر ایسی
ہم بزمی دشمن کو چھپاتا ہی تھا قاصد کہتا ہی کسی سے کوئی نادان خبر ایسی

نسیم تخلص گلزار علی نام شرف الدین مسرور گوید کہ از پدرش کسب سخن میکرد از کلام اوست

جنت اگر ملے تو تجھے اب نہین تلاش — اسے ولے کیا کرون کہ ہے وہ رشک حور دو
غیر دیکھے ساتھ اُس کو تو سارے تپاک ہین — اک ہم ہی اُسکے نسیم اُڑانے کو خاک ہین

نسیم تخلص مرزا راجہ کدار ناتھ بہادر نبیرہ راجہ رام ناتھ بہادر شخصے بود متین بشمار اعزہ می آمدہ پیشکاری نظارت دربار سلطانی از عہد متعلق بوے بودہ دو سالی است کہ اینجہان را بدرود کردہ از نتایج افکار اوست

قتل ہاتھو سے ترے عاشق رنجور ہوا — درد سر روز کا تھا خوب ہوا دور ہوا

نشاط تخلص مولوی الٰہی بخش از اہل علم و دانش است خانہ در قصبہ کاندہلہ دارد کسب فنون علمی از خدمت مولانا عبد العزیز طاب ثراہ نمودہ و امتیاز تمام یافتہ سیما فقیہ بے عدیل ہست از اوست

سبع ابرو کا اگر کچھ بھی اشارا ہو جائے — آپ کا نام ہو اور کام ہمارا ہو جائے

نشاط تخلص ایشر سنگھ عرف بسنت سنگہ کایتھ فرزند سندر داس کہ متصدی دفتر خالصہ شریفہ بود خود را شاگرد انشاء اللہ خان میکرد از اوست

کوئی تڑپے ہے مارا چشم کا اور کوئی قامت کا — ترے کوچے مین ہے گرم آج ہنگامہ قیامت کا
پاؤن تک دسترس کہان ہے نشاط — ہاتھ سے ہاتھ لگ نہین سکتا
ہو اجازت تو ذرا بیٹھیے دم سایہ مین — تیرے دیوار کے آ پہونچے ہین ہم سایہ مین
تڑپون ہون دیکھنے کو ہے وقت آخری یہ — وہ آئے یا نہ آئے یار بلا تو دیکھو

نصیر تخلص شاہ نصیر الدین سجادہ نشین یکے از خلفا شاہ صدر جہان علیہ الرحمہ والغفران است از مدت شصت سال بر سر عشق ریختہ است باکثر معمورہ ہاے مشہور مثل لکھنؤ و حیدرآباد وغیرہ مکرر رفتہ و با شعراے مشہور ہر دیار زیر خوردہ و مطارحہ و مشاعرہ کردہ و باستادے نام بر آوردہ ہنگام قیام جہان آباد بتاریخ پانزدہم و بست نہم ہر ماہ محفل مشاعرہ منعقد میسازد زمین ہاے سنگلاخ طرح میکند با فقیر تعارف و آشنائی داد و مرد نیک و صاحب صفات حسنہ ہست از اوست

پشت لب پہ ہی ترے یہ خط ریحان ایسا منھ تو دیکھون لکھے یاقوت رقم خان ایسا

نکلے تھی دم تیشہ زنی سنگ سے آواز فرہاد یہ دشمن ہی تری جان کا لوہا

قیامت آپ کا قد اُس کی دلپذیر ہوا چھڑی سے لے سرو چمن ہنوز قصیر ہوا

کمان و تیر نمط ربط تھا مجھے اُس سے جب اُس نے آپ کو کھینچا مین گوشہ گیر ہوا

خود بخود طاق سے شیشہ جو گرا اے ساقی روح تھی کس کی یہ مینا ے مے ناب مین بند

قدم رکھ مرے چشم پر آپ سے گے گھر مین بھرا ہی نوح کا طوفان حباب کے گھر مین

کبھو نہ اُس رخ روشن پہ چھائیان دیکھین گھٹا مین چاند پہ سو بار چھائیان دیکھین

سب سے ملاؤ ابرو ہم سے نفاق رکھو اس دوستی کو اپنی بالاے طاق رکھو

دیجے دل مین کیون جگہ اس آہ بے تاثیر کو جس مین پیکان بھی نہو رکھنا ہی کیا اُس تیر کو

یہ عالم اُس کے خط سبز نے دکھایا ہی کہ جس کو دیکھ کے عالم نے زہر کھایا ہی

شوق نظارہ ترا کھینچ کے لایا تھا اُسے گرچہ تھی قیس کے پاؤن مین سلاسل بھاری

دیکھ لیتے جو اُٹھا کر ترے کیا ٹوٹتے ہاتھ لیلی ایسا تو نہتا پردہ محمل بھاری

دل کا کیا مول بھلا زلف چلیپا ٹھہرے ترے کچھ گانٹھ گرہ مین ہو تو سودا ٹھہرے

جنبش لب یہ قیامت ہی کہ جی اُٹھے ہم آج اک بات مین تم رشک مسیحا ٹھہرے

دل یہ کہتا ہی کہ مت یاد بتان دلواؤ چھیڑنے کا مرے پھر آپ مزا دیکھین گے

دیکھنے بیٹھا جو وہ مہ اپنے گھر کی چاندنی جب تلک بیٹھا رہا ہرگز نہ سرکی چاندنی

پردہ آنکھ یار سے لڑتی ہی رات سے تار نگہ کو رشتہ ہی چاک قنات سے

نظیر تخلص شیخ ولی محمد اکبرآبادی خانہ در جوار روضہ تاج گنج کہ بیرون شہر مذکور است دارد الحق مثلها فی البلاد کہ در خصوص باغ شداد آمدہ است مُہر دہان گشت ورنہ در ثناے این گلستان همین معنی برزبان آمدی گویند کہ نظیر در حلم و خلق و انکسار بے نظیر روزگار است بتعلیم صبیان بسر میبرد کم مدت است کہ ازین خاکدان بر روضۂ رضوان رفت اشعار بسیار دارد کہ برزبان سوقیین جاریست و نظر بآن ابیات در اعداد شعرا نشایدش شمرد امابرعایت ابیات منتخب قطع نظر کردہ شدہ است

سبھونکو مے ہین خونابِ دل پلاتا تھا — فلک ہمین یہ تجھے کیا یہ زہر کھاتا تھا

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کرین گے فریاد — وہ بھی کمبخت ترا چاہنے والا نکلا +

داغ مرنے کا وہی محرم جانے جس کو آہ — موت آ پہونچی شتاب اور یار آیا دیر کر

سرِ چشمۂ بقا سے ہرگز نہ آب لاؤ — حضرتِ خضر کہین سے جا کر شراب لاؤ

عشق پھر رنگ وہ لایا ہے کہ جی جانے ہے — دل کا یہ رنگ بنایا ہے کہ جی جانے ہے

ہین دست و گریبان ہون دم بازپسین سے — ہمدم لُٹے لاتا ہے تو لاجلد کہین سے

کچھ نہ دیکھا ہم نے جز بیداد تیرے ہاتھ سے — لے مرے بیداد گر فریاد تیرے ہاتھ سے

نظیر تخلص گمنیت رائے ہندوے است شاگرد شاہ نصیر اور است

کیا زرد ہو مین عشق کے آزار سے آنکھین — ہم چشم ہین اب نرگس بیمار سے آنکھین

نظیر تخلص شخصی است در بنارس خود را شاگرد سودا میگوید از کلام اوست

تا ایک نظر دیکھے تجھے لے مہ تابان — رہتا ہے سدا مہر درخشان ہمہ تن چشم

نظام تخلص نواب عماد الملک غازی الدین خان بہادر وزیر یست جلیل القدر امیریست عالی شان حالش مستغنی از شرح و بیان مرزا رفیع سودا در از شناگستر انست قصیدہ کافیہ کہ بطمطراق تمام در مدح وے گفتہ مشہور و برزبان خاص و عام مذکور است و ایشان را در اکثر السنہ سخنہای موزون است میر شمس الدین فقیر و دالہ داغستانی در خدمت ایشان ندیم بودہ این اشعار پاکیزہ نتیجہ طبع ایشان است

اعجاز لب اس کا دم عیسا سے نہین کم — وہ پنجۂ سیمین ید بیضا سے نہین کم +

معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے ورنہ — مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

نوازش تخلص نوازش حسین خان المشتہر بمرزا خانی نبیرہ نواب ناصر خان از تلامذہ میر سوز است و صاحب دیوان دیوانش بنظر نیامدہ اور است

نہ باتون با تونین بات نکلے اُسکی شاید لبِ لتنے ذرا — عزیز و جب تک جیا نوازش کسی کے نے سخن نہ دیکھا

مرے چشم خونبار سے کر حوالے — لگا چاہیے گرار غوانی دوپٹا

یہ بل کرتا ہے تو نوکِ مژہ کی آبداری پر — تجھے بھی طنطنہ کتنا ہے اتنی سی کٹاری پر

مجھے رونا نہ اپنے حال پر کس طرح سے آوے
نوازش برق بھی ہنستی ہے میری بیقراری پر

یہ سانس ہے پیکان ہے نشتر ہے کہ دل ہے
کانٹا سا کھٹکتا ہے یہ کیا دیکھو بر مین

اُس تند خو سے بوسے مین نے بصد سماجت
جب سو کیا تو پاس ملنگے تب تین چار ٹھہرے

نیاز تخلص مولوی نیاز احمد صوفی مشربی است صافی طینت در بریلی سکونت دارد از دوست

وہ جو نقش پا کی طرح رہی تھی نمود اپنے وجود کی
سو کشش نے دامن ناز کی اُسے بھی مین سے مٹا دیا

مجھے چین خواب عدم مین تھا نہ تھا زلف یار کا کچھ خیال
یہ جگا کے شور ظہور نے مجھے کس بلا مین پھنسا دیا

صبر و قرار و شکیب طاقت و تاب و توان
اور تو سب چل بسے رہ گئی اک جان تو

ہجر کی جو مصیبتین عرض کین اُس کے روبرو
ناز و ادا سے مسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو

نیاز تخلص میر محمد نام اکبرآبادی تعلیم اطفال شیوۂ اوست اور است

کہان ہے دسترس اپنی جو پہونچے تیرے دامان تک
نہ پہونچے ناتوانی سے یہ ہاتھ اپنے گریبان تک

حرف الواو

وصف تخلص حسن بخش خان اعظم الدولہ انور اپنی عمدہ شاگرد خویش نوشتہ اور است

آتا ہے دل مین چاک گریبان کیجیے
صحرا کے آج چلنے کا سامان کیجیے

واصل تخلص محمد واصل سر خیل حجاب مشکوے سلطنت است از وست

سرگرم ناز کیون نہو وہ رشک آفتاب
عالم مین اُس کے حسن کا بازار گرم ہے

وجیہ تخلص نواب وجیہ الدین خان بہادر کہین برادر حسام الدولہ نواب حسام الدین خان بہادر است کہ سرخیل کارپردازان شاہی بودہ شعر را بر فاخر مکین گزرانیدہ در فارسی برین تخلص میکرد

این بیت از افکار اوست

تسکین نہ درد دل کو کوئی آج ہو نہ کل ہو
سنے یار بیکلی ہے دو ہی ہے ملے تو کل ہو

وحشت تخلص از شاگردان جعفر علی حسرت است دیگر حالش معلوم نشد از دست

آہ آگے تو نکلتی تھی جگر سے باہر
اب جگر نکلے ہے خود دیدۂ تر سے باہر

وحشت تخلص میر ابوالحسن از اہالی بلدۂ مینو سواد جہان آباد است از وست

مین نے شروع نزع مین کی تھی تجھے خبر
پہونچا تو اُس گھڑی کہ مرا کام ہو گیا

واقف تخلص درویشے بود در فیض آباد فی الواقع اشعار دلچسپ دارد او راست

سر وہی بازار خوبان گرم بازاری نہین	کتنے یوسف دیکھتا ہون پر خریداری نہین
خوبرو ہوسکے باوفا ہووے	مین نہ مانون اگر خدا ہووے
عشق مین کیا فضل و ہنر چاہیے	آہ مین تھوڑا سا اثر چاہیے
صبح پر وصل یار کی ٹھہری	ہاے پھر انتظار کی ٹھہری

واله تخلص از ہندوان فیض آباد است بدہلی ہم آمده او راست

اعجاز لب اُس کا دم عیسا سے نہین کم	وہ پنجہ رنگین ید بیضا سے نہین کم
معدوم کو کیونکر کوئی ثابت کرے واله	مضمون کمر یار کا عنقا سے نہین کم

واله تخلص مرحمت خان نژادش از کشمیر است و وے درین معمورہ سکنے و در لکھنو بدارو غگی اخبار انگریزی امتیاز داشت آبایش با وقع و وقار بوده اند بفارسی ہم فکر میکرد و آنجا ثاقب تخلص دارد او راست

گنے جو بندون مین اپنے تو ایکبار مجھے	تو خلق مین ہو خدائی کا اعتبار مجھے
ہے عیان جلوہ ترا انسان کی تصویر سے	صورت معنی ہے ظاہر لفظ کی تحریر سے

وحشت تخلص غلام علی خان خلف الصدق میر فرحت اللہ خان داماد مولانا محمد رشید الدین خان غفر اللہ لہما از دودمان کریم است و از اکابرزادگان فخیم مولدش مرادآباد و در بنارس و شاہجہان آباد نشو و نما یافتہ بالفعل بمناصب ممتاز انگریزی در بلند شہر بسر می برد ماہ منیر اوج سخن سنجی و سخندانی است و مہر انور فلک مضامین و معانی گلہاے فکرش دستہ بزم گلرخان را شاید و جواہر نظمش آویزہ گوش یاقوت لبان را باید زہے صولت کلامش کہ از زبان حسود بخواست بجاے طعنہ نعرہ احسنت خیزد و خہی ذوق گفتارش کہ در زہر خند شراب از دہان اعدا ریزد عرصہ نظم پامال کردہ ترکتاز رخش ادست انصاف نیست کہ گوئے فن شعر در نجش ادست و قطع نظر ازین باوجود حداثت سن و عنفوان شباب در اکثر کمالات جاہی بلند و مکانتی ارجمند دارد و ہم بمقتضای سن از رموز عشق ماہر و آشفتگے از سیمایش ظاہر دست سراپا دقاق

است ومخلص دور از نفاق سالہاست کہ من واو نرد محبت باختہ ایم ودر شش جہت دو شش آوازہ یگانگی ویکدلی انداختہ از گرامی شاگردان مومن خان است واین اشعار از کلام آن نکتہ دان

وقتِ مضمون سے لکھا مری تقدیر کا
کھل گیا اُس پر کہ یہ خط ہے اُسی دلگیر کا

بسکہ رنج افزاے طبعِ نازکِ جانان نہین
آسمان پر ہے دماغ اس آہ بے تاثیر کا

اُس نے دکھلایا جو خطِ غیر منھ فق ہوگیا
ہاتھ آیا اپنے یہ نسخہ نیا اکسیر کا

تھی زبس مرضی قاتل تو جدا زندہ ہوا
روز محشر سرِ بے تن تنِ بے سر میرا

غیر سے گر نہین بے پردہ ہوے ہو تو پھر
آپ کا بند یہ کیون روزن دیوار ہوا

ہے منا ہی کہ نہ کھینچے کوئی مجنون کی شبیہ
اسقدر اب مری صورت سے وہ بیزار ہوا

دل ترا سنگ ہے پر آگ نہ نکلی کاہے
رخ ترا آئنہ ہے پر کبھی حیران نہ ہوا

آیتین حرمتِ صہبا کی سناتا ہون اُسے
ذکر سن سن کے رقیبون کی مے آشامی کا

منفعل ضعف جنون سے ہوے ایسے کہ نہ پوچھ
طوق آہن جسے سمجھے تھے گریبان نکلا

سارے عالم سے صفائی ہوئی اپنی وحشت
کیا مکدر نہین وہ آئنہ رخسار ہوا

میرے مرنے کی خبر غیر کو یون دیتے ہین
مر گیا وحشتِ جان باز تری جان سے دور

اہل آسان نہین جور اُٹھانے اُس کے
نوجوان یار ہے وہ کچھ فلک پیر نہین

اُڑ چکا ہے جو یہ شدت سے قلق کی بالکل
رنگ رخ مین مرے اسواسطے تغیر نہین

مجکو کثرت نے گناہون کی بچایا کہ وہان
ایسے مجرم کی مقرر کوئی تعذیر نہین

جو بچاتا ہو کہین کوچۂ جانان کے سوا
ایسے دیوانے کو کچھ حاجت زنجیر نہین

دل مین عدو کے بڑھ گئی کیا الفت آپکی
کچھ اندنون مین پہلے سے لطف وکرم نہین

سُن سُن کے مجھسے شکوۂ لطف عدو کہا
اُن کو تو کچھ بھی رشکِ جفا وستم نہین

ناصح یہی تو عین محبت کی بات ہے
اُن کو جو میرے مرنے کا ہجران مین غم نہین

جوش وحشت سے یہ حالت ہے کہ سایہ مجھسے
یون گریزان ہے کہ سایہ سے گریزان ہو نہین

پھرے وحشت مرے دن پھر کے جو دیکھا اُسنے
گردشِ چشم ہوئی گردش دوران مجکو

مین تو مین یہ تو یہ ہی دشمن نہ بدلے اے فلک
ململگا اُس کا دوپٹہ چادر مہتاب سے

مین تو انسان ہون یہ بیتابی دل ہی وہ بلا
ہجر کی شب خواب اُڑ جاتا ہی فرش خواب سے

گرم غمخانہ ہی اتنا آہ آتش بار سے
بھاگتی ہی دھوپ میرے سایہ دیوار سے

پردہ جانان کہان مجکو نصیب ای بوالہوس
حیرت آئی ہی ہجوم حسرت دیدار سے

بلوا لہوس کو بھی ہوا شوق شہادت اندنون
اُڑ گئی ہی آب کیا ظالم تری تلوار سے

سنکے تکلف آئے وہ بہر تماشا وقت نزع
کام آسان ہو گیا یان مردن دشوار سے

ناز و شوخی دیکھنا کرتا ہی صرف بزم سور
وہ شکر لے کے میرا خونبہا اغیار سے

ناز کی سے کب طاقت ناتوانی دیکھنا
جان آتی ہی نگاہ نرگس بیمار سے

دیکھون کیا سوے بہشت آنکھین مری
اٹ رہی ہین خاک کوے یار سے

کیون نہ باطل سمجھون اقرار وفا
سحر نکلے ہی تری گفتار سے

خط کے آنے سے گئی شرم سخن
آئنہ طوطی ہوا زنگار سے +

نالہ میرا رو و شب سن سن کے عادت ہو گئی
اہل عالم اب نہین مرنے کے بانگ صور سے

بزم مین ہردم کرین کیونکر نہ ہم اغیار پر
ہی سیہ مستی نگاہ نرگس مخمور سے

سوکنہ ہی اُسی کے خفا مست ہو پند گو
گالی مین اُن لبون سے جو آیا مزا مجھے

گذرا اُس اعتماد محبت سے مین خدا
مجھسے چھپا مین کاش وہ الفت رقیب کی

کہین مورد جفاے یار کے ہم ہون نہ بعد اسکے
مرے مرجانے کا اغیار کو اسواسطے غم ہی

تیر پہ تیر نانہ کا دل پہ مرے گذار تھا
رخنہ زخم ہر خدنگ دیدہ انتظار تھا

اُس اوج تک تو سیل سرشک اپنا جا پھرا
جس مین کہ ابر جون کف دریا بہا پھرا

سانس بھی سینہ مین اب اٹکتی ہی میرے پھانس سی
کیا ہی زور دن پہ چڑھی ہی ناتوانی اندنون

اُس پاے حنائی پہ رکھتا ہون جو مین سر کو
کس ناز سے وہ ہنسکر کہتا ہی کہ بس سر کو

تھکا ہی منزلون کا یا پیام یاس لاتا ہی
آلہی خیر کیجو نامہ بر کچھ سست آتا ہی

حاجت تیر و کمان ہی سخت جانو نکلے لے
قتل کو میرے ذرا ابرو پہ بل در کار ہی

ہی گرفتاری سے میری سارے عالم کی نجات
شور و نالہ سے مرے ہر شخص شب بیدار ہی

اُٹھانے کو کسی نے جب نہ میری آستین پکڑی ۔ برنگ نقش پا اُس در پہ جبین نے زمین پکڑی

وحدت تخلص جمعیت رائے از کائیتان میرٹھ است او راست

ہر دم ہی عندلیب کو اب عزم نالگی ۔ فصل بہار آتی ہی اس کو ہوا لگی

وزیر تخلص خواجہ وزیر از اہالی بلدہ لکھنؤ و از تلامذہ متقین شیخ ناسخ است عزیزی این ابیات بنامش خواندہ بود

ہی چشم فتنہ باز عجب خواب ناز سے ۔ فتنہ تو سو رہا ہی در فتنہ باز ہی
ایک عالم نے جبہ سائی کی ۔ اے بتو تم نے بھی خدائی کی

وزیر تخلص وزیر علی خان است کہ نواب آصف الدولہ مغفور وی را بفرزندی برداشتہ داستان جانشین شدنش بعد وفات مرحوم مذکور بخلاف اہل فرنگ و عزل کردن ایشان او را از ان منصب و طرف شدن وے با ایشان و از ناسازی بخت طالع بدست ایشان افتادن مشہور ست از ان اعراض رفت ہنگام اسیر شدن این مطلع را گفتہ بود **فرد** اُٹھ گئے محفل سے سارے یار اور ہل چل پڑی + ملے خلل انداز گردون ابتو تجکو کل پڑی + این بیت او راست

بعد رنجش کے نہ ملنے سے کچھ حاصل نہیں ۔ اگر تمھین الفت نہین اپنا بھی اب وہ دل نہین

وسعت تخلص مستقیم خان افغان از تلامذہ قدرت اللہ شوق از اہل رامپور ست او راست

ملے قسمت ایک گالی کی ہو مین دو تین چار ۔ وقت گفتن جب زبان پر اسکے لکنت آگئی

وصال تخلص نصر اللہ خان فرزند حلیم ثناء اللہ خان فراق از ماہران فن طب ست مردیست صلاحیت شعار گزیدہ اطوار کسب سخن انپید کردہ او راست

آئینہ گھورنے کو سب سے نرالا نکلا ۔ منہ تو دیکھون یہ بڑا چاہنے والا نکلا

والا تخلص مظہر علیخان فرزند سلیمان علیخان وداد کہ از شعرائے مشہور پارسی است نسبت تلمذ وے بمیر نظام الدین ممنون کردہ او راست

یوسف کا جو نقشہ در و دیوار پہ کھینچا ۔ کیون تو نے زلیخا نہ دل زار پہ کھینچا

ولی در زمان عالمگیر بادشاہ بودہ اختلاف است در ینکہ اول کسیکہ بریختہ سخن کردہ

اوست یا پیشتر هم فکر درین زبان شائع بوده و تحقیق تقدیم ثانی براول است توفیق آنست که تا زمانش دیگرے برتبهٔ او نرسیده و موجد گفتنش را علت همین باشد اگرچه بزبانیکه او دار ددر زبانیکه درین زمان رائج فرق خورشید و ماه و شب و روز است گویا میتوان گفت که این هر دو یکزبان نیست اما بهمه حال حق استادی وے بر جمیع اهل نظم ریخته ثابت باشد و عدول لعبید از عدل دیوانش ملاحظه شد قطع نظر از محاورات بعض جا مضمون مناسب می یابد این اشعار را ازان التقاط یافت

طاقت نهین کسی کو که اک حرف سُن سکے — احوال گر کهون مین دل بیقرار کا
آئے دکی هماری طرف تیغ نازلے — اُس شوخ کو خیال اگر هی شکار کا
مسند گل منزل شبنم هوئی — دیکهه رتبه دیدهٔ بیدار کا
جنون عشق هوا اس قدر زمین کو محیط — که پارسا کو هوئی موج بوریا زنجیر
دورنگی سے ترے اے سرو رعنا — کبهی راضی کبهی بیزار هین هم
خط کے آنے نے خبردار کیا گلرو کو — نشهٔ هوش هوا اس بادهٔ ریحانی مین
اک دل نهین آرزو سے خالی — هر حباب یه محال اگر خلا هی
مرادل مجهسے کرکے بیوفائی — پسند خاطر خوبان هوا هی
ترک کر دے رقیب فرعونی — آه میری عصاے موسی هی

ولی تخلص مرزا ولی محمد اصلش از دهلی است در مرشد آباد سکونت داشته اوراست

کبهی جو زلف اُٹها دے تو مُنهه نظر آوے — اسی امید مین گزری هی صبح و شام همین
بناے قبا چمن مین جو وه یار وا کرے — لے برگ گل کو هاتهه مین پنکها صبا کرے

حرف الها

هادی تخلص میر جواد علیخان از رفقاے عماد الملک مغفور بوده آخر الامر منزوی و در سنه ۱۲۱۵ بگور آرمیده دیوانی از و یادگار است این اشعار ازان انتخاب یافت

تو نے پہچانا نه یار اُس کو تغیر حال سے — ورنه کوچے مین ترے هادی مکرر هو گیا
بجهه آج شگفته هی بهت رنگ رخ گل — صیاد نے کس بلبل شیدا کو ستایا

ہے حشر یقین ہم کو صنم جب سے خدا نے — آشوب قیامت تری قامت سے دکھایا

کیا ہی کس کی سنے مجھے یاد زلف نے بیمار — کہ پیچ و تاب مین ہی تار تار بستر کا

چمن مین ہادی نازک مزاج جب آیا — لیا جنون نے رگِ گل سے کام نشتر کا

دے زندگی اپنے سے نہ خاطر کو تعلق — دلدادہ پشیمان ہی یار سفری کا

کیا مضایقہ اس مین ہم بھی گر ہوے رسوا — شوق تھا بڑا تم کو اپنے خود نمائی کا

نہ تجھسے ہادی کا شکوہ ہی کچھ نہ سودا کا — بلا کشان محبت پہ جو ہوا سو ہوا

محمل لیلی دل مجنون ہی تھا پھر کیون عبث — در پئے ناقہ ہوا سر گشتہ کیا دیوانہ تھا

دل ہوا آگے نہ ہادی سن کے حال خستگان — بلکہ بہر خواب غفلت یہ بھی ایک افسانہ تھا

اندیشہ کچھ نکر مری فریاد و آہ کا — فریاد رس ہی کون ترے دادخواہ کا

مرے اعمال بد کی شامت سے — روسیہ مفت ہو گیا کاغذ

ہادی لحد پہ شمع بجھی اور جلی پر آہ — آیا نہ میری خاک پہ وہ گلبدن ہنوز

حالت خستگی و ضعف ہوتا اُسپہ عیان — خط کے ہمراہ ہمین بھیجنا تصویر ہی شرط

اُٹھتا ہی جائے نالہ مرے دلسے اب اغیار — اس خاکدان مین آہ مکدر رہون یہان تلک

صدقے ترے ہوکے مر گئے ہم — کرنا یہی تھا جو کر گئے ہم

خندان خندان جدھر پھرا وہ — گریان گریان اُدھر گئے ہم

ہم تو مدت سے مر گئے ہادی — یار کو اب تلک خبر ہی نہین

کسی پہ ہوگی ہرگز پس مرگ یہ عقوبت — کہ جو زندگی مین ہم پر ہوے ہین عذاب تجھ بن

یہان تو نالے نے جگر آب کیا ہی ہادی — پر خدا جانے کہ اُس دل مین اثر ہی کہ نہین

جی مین حسرت رہی زخم کی تیرے قربان — قتل کے بعد بھی پھیر بھیجو تو وار کئی

ہاشمی تخلص میر محمد ہاشم باشندۂ لکھنو از شاگردان سودا است او راست

مرا سوار اُس تک نامۂ پر آرزو پہونچا — اُدھر سے پر جواب صاف پہونچا جب کبھو پہونچا

دماغ آشفتہ ہوتا ہی صبا نکہت سے سنبل کی — مشام آرزو مین تو کسی کاکل کے بو پہونچا

ہاشمی تخلص حالش معلوم نشد مگر اینقدر کہ وطن اصلی وے معمورۂ جہان آباد است از دست

نشہ مے میکشونے کیا فلک سر پر اُٹھایا ہی
کہ مست ابر سیہ ہو کر چمن مین جھوم آیا ہی

مجھے تھا دھیان زلفونکا جو وہ خورشید رو آیا
خدا نے غم کی رات مین خوشی کا دن دکھایا ہی

ہدایت تخلص ہدایت خان عم ثناء اللہ خان مرحوم کہ بفراق متخلص بود از مریدان و شاگردان مغفور خواجہ درد است طبعش بفنون نظم قادر و از نکات دغوامض آن فی الجملہ ماہر در سنہ ۱۲۱۵ از جہان فانی بعشرت کدہ جاودانی نقل کرد این اشعار از دیوانش ثبت شد

نہ رحم اُسکے ہی جی مین نہ دل مین لب پہ نصیب
ہماری گذرے گی کیونکر الٰہی کیا ہوگا

دیکھ اُس کے چشم مست کو دل تو بہک گیا
بس میرجان دو ہی پیالون مین چھک گیا

ناتوانی کا بھی احسان ہی مری گردن پر
کہ ترے پانون سے سر مجکو اُٹھانے نہ دیا

چاہا مین درد دل کہون پر اُسکے روبرو
جیون زخم یکدگر لب اظہار مل گیا

جسدم زبان پہ یار ترا نام آ گیا
کچھ دل کو چین جان کو آرام آ گیا

کٹتی ہی نہین یہ ہجر کی شب
یارب کیا آج سو گئی صبح

سینے کے تیر سے کھلتے ہی اے میرجان بند
آئینہ ساز کر گئے اپنی دوکان بند

مین چھوڑتا ہون کوئی اُسکو مثل حلقۂ در
یہ سر لگا ہی مرا اُس کے آستانے سے

ہنستے ہین آپ اپنے رونے پہ ہم ہدایت
گریہ مین اب ہمارے تاثیر ہی تو یہ ہی

شب ہجران مین ترے صبح کے ہوتے ہوتے
استخوان شمع صفت یہ گئے روتے روتے

کرتا نہین ہی جانے کو دل کوے یار سے
گو اس مین جی رہے نہ رہے ہمتو یان رہے بیٹھے

صبا کو جیسے اُسکے مت اُڑانا خاک کو میری
مبادا گرد اُس کے چہرۂ گلفام پر بیٹھے

ہرچند تخلص ہرچند کشور نبیرہ راجہ جگل کشور باد فروش از اشعار اوست

پردۂ ظلمات دل پر سے وہین سب اُٹھ گئے
شمع رو نے جب چراغ بزم کو گل کر دیا

ہمدم تخلص عبداللہ خان از سکنائے رامپور پور نواب فتح علیخان از رئیسان کٹیھر است و راست

تو گرفتار ہون کچھ رسم سے مجھے یاد نہین
اس لیے لب پہ مرے نالہ و فریاد نہین

کس کو حال دل غمگین مین سناؤن اپنا
قیس صحرا مین نہین کوہ مین فرہاد نہین

ہمزہ تخلص شاہ ہمزہ از درویشان دہلی است بعظیم آباد رفتہ ادراست

ہاے کس کس کے تئین بیٹھکے ہم یاد کرین … غم مجنون کرین یا ماتم فرہاد کرین

ہمت تخلص اخوند ہمت از آدمی زادگان رامپور است او راست

عجب گردش مین اپنی ان دنون اوقات کٹتی ہی … غنیمت ہی کوئی ساعت جو تیرے ساتھ کٹتی ہی

ہوش تخلص غلام مرتضی از اہالی این بلدہ فرخ است او راست

جان گر تن سے جدا ہو تو جدا ہو لیکن … جان منظور نہین تیری جدائی مجکو
باغ ہستی کی وہین سوجھ گئی کیفیت … سے گلرنگ جو ساقی نے پلائی مجکو
زاہد کا دل نہ خاطر میخوار توڑئیے … سو بار توبہ کیجیے سو بار توڑئیے

ہوش تخلص میر شمس الدین از شاگردان میر سوز است او راست

یار ہنستا ہی چشم تر کو دیکھ … گریہ ٹک اپنے تو اثر کو دیکھ

ہوس تخلص مرزا محمد تقی خان از کلانیان لکھنو است مظہر مکارم پسندیدہ و مصدر اوصاف حمیدہ ہوس شعر بسیار دارد گفتارش در نظر مصحفے در آوردہ این ابیات ازوست

نزع مین ہم نے عجب طرح سے دل شاد کیا … آئی ہچکی تو کہا اس نے ہمین یاد کیا
جانا ہوس کی بزم مین تجکو روا نہین … بدنام ہی تو دوستی گل سے لے صبا
مجھے کیا اگلے زمانے کی خبر سچ تو یہ ہی … کہ ترے عہد مین تجھ سا کوئی پیدا نہوا
محشر مین ساتھ لے نگیا کیون نشان یار … سینے سے مین نکال کے پیکان خجل ہوا
دی مجھکو درد عشق نے غم مین بھی اک خوشی … رونے پہ میرے دیر تلک وہ ہنسا کیا
انکار سے کیا تمھارے صاحب … بندہ تو غلام ہو چکا اب ++
ہوس جب ذکر آجاتا ہی اس کا … زبان ہوتی نہین دو دو پہر بند
رنجش کا انھون نے بھی کیا وقت نکالا ہی … مجھسے وہ بگڑتے ہین جب خوب سنورتے ہین
یہی ہی سوچ مجھے چین کیونکر آئیگا … جو یاد تیری ادائین مزار مین آئین
غش آنجائے دیکھ کے فصاد کو کہین … پر دیسے اپنا ہاتھ نہ باہر نکال تو ++
مین درد دل کہون تجھسے تو کھل کھلا کے ہنسے … نہ میری سادہ دلی فی ترا اثر کہین جاے
تڑپا نہ ترا صید ترے تیر کو کھاکر … اس ڈر سے کہ پہلو سے نہ پیکان نکل جاے

مجنون سے جو بس ہو دسینگے ہم جا کے مقابل
تھوڑیسی توانائی بھی ہم کو اگر آئی

حرف الیا

یاد تخلص میر غلام حسین از اقارب مولانا عبد العزیز است رحمة اللہ علیہ کسب باطن از خدمت مولانا فخر الدین صاحب ثراہ نمودہ و فن نظم از ثناء اللہ خان فراق گرفتہ از وست

ہی کون جو ہو ابرو سے خمدار کے آگے
رستم بھی نہ ٹھہرے تری تلوار کے آگے

یاس تخلص خیر الدین ساکن دہلی طبع شگفتہ دارد اکنون بفکر شعر کمی پر دازد خوشہ چین خرمن فیض خدمت مومن خان است درین ہنگام طبعش بکسب طلب مصروف است گویا ہمین سبب ترک سخن نمودہ از وست

ہون وہ ثابت رہ الفت مین کہ جون نقش قدم
جب تلک مٹ نہین لیتا نہین اصلا ہلتا

اس طرف کو دیکھتا بھی ہی تو شرمایا ہوا
اب تلک ہی آنکھ مین شب کا سمان چھایا ہوا

زانو سے یاس کہان اور سر دلدار کہان
ہمنشین بات وہ کہ جسکا ہو کچھ بھی سر پانون

ربط غیرون سے جو ہا مجھسے وفا چاہتے ہو
دل مین سمجھو کہ یہ کیا کرتے ہو کیا چاہتے ہو

عشوہ و ناز و ادا طعن سے کہتے ہین مجھے
ایک دل رکھتے ہو کس کس کو دیا چاہتے ہو

عاشق زرد رخ اپنے کے جلانے سے حصول
سمجھو تو سمجھو نے کو تم خاک کیا چاہتے ہو

شربت وصل نہ پینے دو نہ سم کھانے دو
کیا قیامت ہی نہ جینے دو نہ مر جانے دو

ہی ستم میرا وہ بیتابی سے در پہ جانا
اور ترا ناز سے کہنا اسے مت آنے دو

لب بند ہون لذت سے جو نام آئے زبان پر
لے کیا کوئی بوسے لب شیرین کے تمھارے

وصل جانسوز سے پروانے کو کیا ہوتا ہی
کم ہی ٹھنڈھا کوئی قسمت کا جلا ہوتا ہی

دم تو لے تیغ تلے لے تپش دل تھم جا
دیکھ قاتل کا مرے دہیان بٹا جاتا ہی

گردن غیر پہ خنجر کو ہنسی سے رکھ نہ
وان تجھے کھیل ہی یان کام ہوا جاتا ہی

پوچھینگے چارۂ تو ہمند گی سنگدلان
کہ برہمن ہین پرستار کہن پتھر کے

مجکو تسبیح عقیق اپنی نہ پہنا دی اس نے
دب گیا ہاتھ تلے سیکڑون من پتھر کے

کاش مین پر دیکا شکوہ ہی نکرتا اوس سے
بیحجابی نے کیا اور بھی بیتاب مجھے

یقین تخلص انعام اللہ خان خلف اظہر الدینخان اصلش از سرہند است و مولد و منشا ے دی جہان آباد با مرزا مظہر بغایت مربوط بود و فخر تلمذ ہم داشتہ جوانیست نیکو روے و خوش خوی بست و پنجسالہ بود کہ پدرش او را کشت و وجہ قتل ظاہر نشد در فن نظم ملکتے مطلوب با او ست کلامش سیر نمک است حلاوت دلخواہ دارد دیوانش بنظر رسید و این ابیات ازان انتخاب و درین اوراق درج گردید

ہر گھڑی صحرا نشینی پر نکر جرأت یقین
آگئی تھی راس مجنون کو بیابان کی ہوا

اتنا کوئی جہان مین کبھو بیوفا نہ تھا
ملتے ہی تیرے سے مجھسے یہ دل آشنا نہ تھا

جو کچھ کہین یہ تجکو یقین ہی سزا تری
بندہ جو تو بتون کا ہوا کیا خدا نہ تھا

خار سے مژگانکے جی ڈرتا ہی میرا نے طرح
رکھ مری آنکھون پہ دیتے ہو کف پا بے طرح

بہار آخر ہوئی ہی اب تو سینے دے گریبان کو
یقین کرتا ہی کوئی اس قدر دیوانہ پن بس کر

تو نہ تھا حیف یقین ورنہ دوانہ ہوتا +
آج اس طرح کا دیکھا ہی پریزاد کہ بس

کعبہ بھی ہم گئے نہ گیا پر بتون کا عشق
اس درد کی خدا کے بھی گھر مین دوا نہین

اس عشق کے کشور مین اُلٹا ہی حق و باطل
پرویز کو دین افسر فرہاد کا سر چیرین

خسرو کے منہ پہ چڑھنا اور بیستون سے بھڑنا
کچھ عاشقی نہین ہی زور آزمائیان ہین

یقین بتو نکا ہوا جب سے بندہ تب سے ہی دن رات
جو ہووے کافر اسے کس طرح عذاب نہو

اُن گنہ گارو مین ہون مین کہ مرنیکے مارے
جی نکلتا ہی مرا دور سے جلاد کو دیکھ

گلا تو پھٹ گیا ہی نالہ و فریاد سے میرا
قیامت دور ہی کسدن ملے گی داد کیا جانے

یار کی بات ہمین کون سناتا ہی یقین
کب کوئی گل کے دوانے کو خبر کرتا ہی

اگرچہ عشق مین آفت ہی اور بلا بھی ہے
برا برا نہین یہ شغل کچھ بھلا بھی ہی

ملے فرصت کمان ہاتھو نسے کچھ کام اور بھی نکلے
ہم آخر ہون سگے دامنگیر اس چاک گریبان کے

دل چھوڑ گیا ہم کو دلبر سے تو فغ کیا
اپنے نے کیا یہ کچھ بیگانون کو گلہ کیجے

کیا قیدی شروع گل مین اور پرواز اول مین +
ندی فرصت زمانے نے ہمین دھو مین مچانیکی

اپنے بندو نکو جلا کر داغ رکھتے ہین یقین
ان بتو نکی ضد سے ہو جاؤن مسلمان تو سہی

جس کو منظور ہو مرنا اُسے جینا ہی عذاب
ہی دم پاک مسیحا دم شمشیر مجھے

جور و جفا مین یار بہت ہو گیا دلیر
کرتے تو کی یہ راس نہ آئی وفا مجھے

یکرنگ تخلص مصطفی خان از مردم این شہر تلمیذ مرزا مظہر است علیہ الرحمۃ گویند در صفت یکرنگی ہچو من یگانہ وازریو در رنگ بیگانہ بود آری این اسم مبارک را بہ برکت ملازمت سرور عالم محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم ہمین تاثیر است کہ صاحب آن از نفاق چون دل مومن دور می باشد و تاثیر اسما در نفوس مسلم است کما تقرر فی محلہ وبہمین تقریب این تخلص اختیار کردہ بود او راست

کیون ہوے ہو تم کہو دشمن ہمارے اسقدر
دوست کا ہوتا ہی دشمن کوئی پیارے اسقدر

روٹھتا ہون اس سبب ہر بار مین
تا گلے تیرے لگون لے یار مین +

نگہبان چاہیے مدہوش کے پاس
تری آنکھون سے کیونکر دل جدا ہو

کیا جانیے وصال ترا ہو کسے نصیب
ہم تو تہرے فراق مین اے یار مرچلے

جدائی سے ترے اے صندلی رنگ
مجھے یہ زندگانی دردسر ہی

یوسف تخلص میر یوسف علی از شاگردان حکیم عزت اللہ خان عشق است او راست

نہین ہی غیر کے نغمہ کی کچھ ہم کو خبر یوسف
زبان پر رات دن اُس یار کا افسانہ رکھتے ہین

خاتمہ المنت للہ کہ این زیبا عروس خیال شایستہ در بر آوردن و این فریبندہ شاہد فکر سزاے در آغوش افشردن آمد ہوس را منزلت عشق ارزانی شد تا عشق را چہ پایہ افزودہ باشد چشم با خیرگی از نظارہ اش سیر نیست و دل با ہیم عین الکمال از نگاہ زیر مژگان معذور نکاد العیون تاکلہا والقلوب تشربہا و با این ہمہ جامع این کارنامہ راسری با رایش زلف پریشان فکر نبودہ چہ بنی بینی کہ آئین این نگار خود آرا از سادگی بستہ ام و از نے تکلفی طراز جیب و دامان کردہ ونہ این از ان بود کہ نغمہ گر سازو برگ نوا نداشتہ اگر خواستے زہرہ بچرخ آمدی و عطارد صفیر بے ہشانہ زدی اما پیش نہاد نظر دوربین آن بود کہ این رنگ در تذکرہ فارسی ریختہ شود تا ہر یکے برنگ دگر جلوہ گر باشد و ہم

سخن از بلاغت نگذرد و نیز فرمان وقت بقصر و سلامت بود اطناب و وقت را اجمال کو
ومع ہذا اخری و الیق بہ ان یکتب ہذہ السطور علی وجنات الحور لفظہ مثل النسیم المعطار
علی الریاحین والازہار ومعناہ فی الذاذ السمع کصوت الاغانی والاوتار والحمد لمن جل
وعلی والصلوٰۃ علی سید الانبیاء وآلہ بدور الدجی واصحابہ نجوم الہدیٰ والسلام علی
من لیس اصحاب البدع والہویٰ

قطعۂ تاریخ لمؤلفہ

عمر تو چون گلشن بیخار زیست ‏— تازہ و خرم بعالم گلشنے
عمر تاریخ اتمامش سرود ‏— عندلیب فکر خرم گلشنے ۱۲۵۰

تاریخ من نتائج افکار آبدار مومن خان

اس تذکرہ کا جو ترجمہ بھی بھایا ‏— مومن کو خیال سال تاریخ آیا
مضمون کا ہجوم دیکھکر فرمایا ‏— کیا گلشن بیخار پہ بادل چھایا

ایضاً

کیا تذکرہ شیفتہ نے لکھا ‏— ہے شیفتہ جس کی جان معنی
یون نکتہ شناس ہین پہ ایسا ‏— کوئی نہین قدردان معنے
افکار بلند سے بنایا ‏— یہ چرخ پہ آسمان معنی
ہر فقرۂ نثر جان مضمون ‏— ہر شعر روان روان معنی
کیا بات ہے منتخب کی تیرے ‏— اے منتخب جہان معنی
ہر نقطۂ انتخاب تیرا ‏— خال رخ دلبران معنی
تیرے جو سخن سے ہے سرافراز ‏— الفاظ کا پایہ شان معنی
معنے ہے کہ نا طراز الفاظ ‏— الفاظ ہین مدح خوان معنی
اے تازہ بہار باغ مضمون ‏— اے گلشن بے خزان معنی
ہے تذکرہ یا ریاض فردوس ‏— فردوس ہے یا جنان معنی
مومن نے جب اسمین دیر تک کی ‏— سیر گل و ضیمران معنی

آیا ہی خیال سال اتمام   تھا وہ بھی تو باغبان معنی
غنچہ کی طرح سے سر فرو تھا   یکچند وہ ہمزبان معنی
جب نغمہ سرا نہ ہو سکا وہ   دستان زن داستان معنی
ہاتف نے کہا ہی اسکی تاریخ   گلدستۂ گلستان معنی

ایضاً

منتخبہائے شیفتہ دیدم   خاطر نکتہ دان طرب یافت
مومن از روے نکتہ دانیہا   سال تاریخ منتخبہا یافت
ہر کہ بشمرد حرف اعدادش   نسخۂ دانش دو بہا یافت

قطعہ تاریخ از افکار شیخ غلام ضامن کرم تخلص

نواب ذو القدر کہ از رفعت قدر ش   با اینہمہ تعظیم فلک خاک مثال است
بنوشت چو از ناسیکے تذکرہ کز رشک   مانی رقمان را الف سینہ بفال است
ہر نکتہ سربستۂ او غنچہ معنے است   ہر خط خط نسخ استکہ بر سلک لآل است
بوسیدم و بکشودم و دیدم بسراپا   از معنی رنگین چمن خلد مثال است
انگشت کہ زد بر لب معنی بچنین سحر   دستش بسر صفحہ چو بر گوش دوال است
تا ہست گہر بار رگ خامۂ سنتش   در دیدۂ گہر را بجہان نرخ سفال است
در اوج ثنائے رقمش بسکہ کشاید   شہبا ز فلک سیر قلم ریختہ بال است
در مدح صفائے سخنش آئنہ کردار   حیرت ہنر دیدۂ ارباب کمال است
در فیض معانیش مگر مدح طراز است   چون ابر گہر بار قلم را رگ نال است
تا اشہب اندیشہ او تیز روان است   در آب ندامت ثنا باد شمال است
سر کرد چنین نغمۂ خوش زمزمۂ سال   عقلے کہ براہیم خضر راہ کمال است
ہر مصرع او سرو لب جوے کریمان   بل نقش و زیب وہ سحر حلال است

ایضاً

آنکہ معنے را بزیب آراستہ   تذکرہ بنوشت رنگین چون چمن

مصرع موزون او سرو مراد / نقطهٔ مشکین او مشک ختن
معنی او یوسف مصر جمال / لفظ او در چشم اعمی پیرهن
جدولش نهریست از آب حیات / مرده را جان میدهد حرفش به تن
جدا فیض صفای نقطه اش / در صدف را از ثنایش در دهن
موج کوثر خطش از جان پروری / صفحه اش از تاب شمع انجمن
لیلی شعرش ز عشوه دلربا / ترک نثر او ز غمزه راهزن
حسن نظمش میکشد دلهای خلق / شام غربت بهتر از صبح وطن
هر طایر صید او گردد بچرخ / گر کشاید دام از زلف سخن
بلبلان از دل بدیوانش فدا / جز دگیرش را قماش گلبدن
در ثنایش تا کرم درمانده است / گفت تاریخش طلسمات سخن

قطعه تاریخ زادهٔ طبع نواب فخر الدین محمد خان المتخلص به خرد

چون جناب شیفته گلچین دهر / گلشن بیخار را اظهار رفت
بلبل طبع خرد تاریخ او / نغمهٔ طوطیان هند گفت

تقریظی که جناب مومن خان برین سفینه بقلم گهربار آورده اند

مومن هوس مدیح خوانی دارم / نیسانم و جوشش درفشانی دارم
از بهر نثار گوهر درج سخن / صد لعل ز کان نکته دانی دارم

طوطی را بلذت شکر معانی ذوق نواز آب در دهان گردید از شیرین نوائی ناچار است و بلبل را بهار رنگین بیانی گلشن پرواز گل تا آشیان رسانید ترک غزل سرائی دشوار سرودی بیاد مستی داده اند گریه ستانه سر میدهد و آئینه مقابل ساده روئی نهاده به نقش جوهر صفا منت بر جان خود فروشی می نهد حسن شعله عذاری بزم افروز است چه تاب که نگاه گرم پردهٔ چشم تماشاگر نسوزد و مجال شمع رخساری عالم سوز چه مجال که آتش شوق جگرسوز شعلها شبستان ضمیر پروانه نیفروزد دم مسیحائی معجزنما گردیده زبان بیماری حسنت

آفرین است و شاباشے ، بہ بالین نیم جانے رسیده شور مرحبا را اسباب این در فردوس
بر روے مومن کشاده اند سپاس گویان چگونه در نیابد و کلید صنم خانه بدست برہمنے
افتاده چرا زبان سپید خوانی نکشاید شعله طور سوز پر تو فگن است کلیم ارنی سنج
را سرگرمی حمد منزر در آتش لہراسپ افروز زبانه زن کبری بشرر ریزی انغمه مجبور
ز من بسر کوہکن رسیده صدای تیشه بسنگ بیستون نتوان شناست و گلزار کشمیر
بصحن زندان وا نشیدہ زبان دیوانه بزنجیر نتوان بست داد و ذم بخت اعلی مناجات
نیا فریندگی رد است و بار بدور محفل خرد خاموش نشیند تجا سرا ساز نشا ملی
آماده شد زمزمه مطرب جا دارد و بزم انبساطے ترتیب یافت پرده ساز شایستگی
نواہا قلقل مینا سامعه نواز زندان گشت پیمانه چکند اگر نخندد و لو اسے ارغوان از چرخ
ناہید بالاتر گذشت پاس انفاس و مکش که پسندد صباے مشکبار ترطیب دماغہا
نمود درود سے فرستن می باید و نسیم بہار تعطیر مشامہا فرمود و عطاس حمد نوا واجب بد
سے نماید رباعیات

این غنچه که رنگ صد گلستان دارد بشگفته دماغ باغ دلہا شگفاند ہر زمزمه اش اصل طرب میریزد این نغمه دلکشا دہان که سرود	دیگر	بوے که چو نسیم باغ رضوان دارد لب بستن قاه قاه امکان دارد ہر نفس بر آہنگ عجب میریزد پیچو استه اسلت ز لب میریزد	

سخن سنجان را نوید که شیفته معنی نواز داد سخن شناسی داده و سخن شناسان را
مژده که کار بداور دادگر لصفت سرشت افتاده نکته دانے جان بلب رسیده عمر
دوباره دریاب عیسی نفس معجز نما ست و خارج آہنگی سر بآسمان کشیده
به پرده عدم باز شتاب داؤد الحانی نغمه سرا سے نلے تمیزی چون نقش تازه خاک
ہمسر گرد د نارسائی مانند حرف غلط عزم سفر چین ابرو سے آہو گیران نقش سخن
چینی بر دوش است و مردم چشم کج نظران در ماتم عیب بینی سیاه پوش
اگر زبان ناہید است جز مدح سرا ئے بپرداز ش زبان نتواند کشاد و اگر بنجم

بیچاید

خورشید بحرف دلفرودش انگشت نتواند نهاد رباعی

آن شیفته کز خرد گرامی باشد | سرخیل سخنوران نامی باشد
اکنون که حسد نماند الا بعدم | محمود شنائی و نظامی باشد

نظمی که پسندیده شد و بیتیکه برگزید برگزیده سخنیکه بنگاشت سعی کلک از صفحه محو گشت و شعریکه در گذاشت جز بهنگام هذیان برزبانی نگذشت ع زهی انتخاب وزهی منتخب + به ترک فضول منظور نظر تارکان فضول است و بحسن قبول مقبول خاطر حسن قبول سخن چین است و سخن چین نیست خورده بین است و خورده بین نی منتهای علمش نامعلوم و اندازه فهمش نامفهوم مدرکه را فهم ادراکش دشوار و ناطقه را بعجز وصفش اقرار آیهٔ سخن سنجی در شانش نازل و حدیث همتائیش چون دین مشرکین باطل سخنهای دلپذیر لبریز جان سخندانی و ملمعانی بی نظیر جهان معانی بداره غور عمیقش کرهٔ آسمان جزو لایتجزی و بحضیض فکر رسایش اوج طالع رسا نارسا در جنب نثر دلپسندش عطارد از بنات النعش نفور و در برابر نظم بلندش نظم کرسی نشین ثریا منثور بدرستی سطر کتابش سطر کهکشان خط ترسا و بموزونی اشعار بیجوابش از جواب حوصلهٔ شعری فرسا رباعی

خورشید ز رشک رای تابانش سوخت | مه از حسد فروغ او جانش سوخت
از بهر خمیر انجم افلاک سپند | بر نثر کتاب و نظم دیوانش سوخت

سعادت وطنش جهان آباد را سرمایهٔ نازشی نگردانیده که کمال از نسبت صفاهان عاری ندارد و کلیم از نشو نمای همدان انکاری نقش جهان محو هر ویرانه از رنگ نظر این شهر شده کوه الوند خاک راه هر خرابه بهار تعمیر لطافت بهر خاک مصلی بر مسجد آدینه سجود گزار است و آب رکنا باد از تب رشک نهر فیض اشکبار از التفاتیکه بحال ریخته گویان فرموده دیندی از اشعار اینان فراهم نموده پارسی زبانان بحسرت هندی نژادی ناله ایجاد اند و تازی لسانان از درد ناکسی و سلب اعتباری در فریاد در رواج گفتگوی هندیان بآن پایه رسید که آفت اعراب شاد و لغط

درسے حرف نادر گردیده امروز که فصاحت محاورات تا کرم خود ستائیست لقب عبدالواسع و دلی کوسے و صحرالی ترجیح خسرو بر نظامی عجب نیست و تفوق جامے بر جامی بے سبب نی شاگردی سودا سجل اعتبار حریر است واخطل و اعشے جانداده معجز طرازے میر شکن انتخابش چین در پیشانی ساده رویان انداخته و صفحهٔ رخسار نوخطان را گرده تصویر مسطر ساخته از روانی طبع تصنیفش تالیفش واز دقت فکر تالیفش تصنیف هرچه از دیگران نویسد هم از دوانی که موجد مضامین بیگانه است وآفریننده تازه معانی

ندیدم چنین شاعری نکته سنج / که ریزد ز کلکش گهر گنج گنج
بدقت اگر موشگافی کند / ز موئے میان شعربافی کند
قلمران مملک سخن گسترے / ز آوازه دارد جهان داوری
اگر سرورا مصرعے بسته است / ز شادی خوش انجای برجسته است
طلاقت شکر خند تقریر او / عذوبت زبان بند تحریر او
شرف داد خود را بمیزان شعر / چو کرسی نشین است از وشان شعر
حلاوت ده ذوق شوریدگان / پسندش پسند پسندیدگان
تراود اگر از لبش آفرین / دمد جان دران شعر روح الامین
چو نظمم ثریا کند انتخاب / شود نقطه از کاستن آفتاب
به نطق گدائے چو جنبد سرش / ز سلطان برد شاه بیت افسرش
اگر مصرع زلف پیچان شکست / ز فهم درستش نگیرد بدست
سند تا ز طبعش نیارد بهار / شگفتن ز گلهاست نے اعتبار
نگاری که در کف حنا بسته است / ز مضمون رنگینش حجت بدست
به چوراے منیرش ندانند صواب / افق خط کشد مطلع آفتاب
ز تحسین او حسن معنی بنانه / هزار آفرین بر چنین امتیاز

تعالی الله کتابی که از مکتوب ساده رویان دلرباتر ست و از عتاب نامه سلسله

مویان تاب فرسا تر سوادش بسیاهی شب وصال مه رخان هلال ابرو ناخن می بندد
و بیاضش بر سپیده صبح گلوے زهره جبینان خورشید رو میخندد حسرت کشان
دیدارش پیش نظر دارند و آرزومندان هم آغوشی یار در بر معنی معجز قرین جان بر تن مرده
دلان در دمیده و با لفاظ جان آفرین نسخه انتخاب روح القدس گردیده هر صفحه اش
از رنگینی مضمون صفحه تصویر و هر ورق از شگفتگی معنی گلبرگ گلزار کشمیر بیقراری ایوب
در فراقش ضرب المثل است و دیدهٔ یعقوب از فرط اشتیاقش احول واعظ خوش گفتار
تذکرش ذکر جنت و حور از محرمات شمرده و زاهدے سالوس شعار بیادش جزو
اوراد بفراموشی سپرده چشمے که دیدهٔ دیده بیناست و گوشے که شنیده گوش
شنوا به رو کشش کوشیدن مردود خردمندان شدن است و طعنه تراشیدن
تیشه بپاے خود زدن تحسینش سند اعتبار عقل محال اندیش است و تعریفش نفرین
ادراک نیست فطرت ناقص کمال خویش کسیکه مضمون کس میابش نفهمیده ناکس ست
و شخصے که با درج سفینش نرسیده نارس ما وحش محمود است و قادحش مطرود ستایش
همه انصاف است و کاوش بجبل اعتراف مهمل سخن چینی هرزه درائے ست و عیب بینی

از نتا بینائے رباعیات

از ناله ماست ملک غم نمکند
ردکرده خالق و خلایق باشد
گوهرے که گرفت خورده بر مهر منیر
گر محل کسے همه جواهر دارست

نفرین کسان قدر فلک کم نکند
ابلیس اگر سجده بر آدم نکند
بگذار که چشم او ندارد تنویر
بینا نشوند دیده هاے تصویر

به نسبت هنر بانیش مینازم و بدولت قدردانیش از سرمایه از مخاطب
بے نیازم هر در یکه سفته ام صد گوهر تحسینت نثارم کرده و بهر سخن که گفته ام
هزار آفرین بر لب آورده از لذت شیرین بیانے تا لب شکرین نه پرداختن
چه ذوق معانی است دیگرم خوے شعله زبانے دل از صحبت آتشین عذاران
سرد ساختن چه دل گرمی آتش بیانی اتحاد هم بآن پایه که خود ستائے اگر

سنت شعر امدا ستمے زبان انصاف ترجمان بمدحش کشودن نتوانستمے و اگر از بدگمانی جاہلان بدظن آگاہ نبودمی نطق از دیگران ہم دام گرفتہ ستودمی لاجرم بشایستگی نمی نگارم کہ بیم نادانی نااہلان دارم عذر تقصیر از بے زبانی ندانی و معذرت خموشی بہ اطناب رنج خوانی فرد تفصیل را ستم کش ایجاز میکنم + یک حرف مینویسم و صد ناز میکنم + چون از رمحان اختصار بیم آنست کہ دعای دلپذیر قبول فراموش نسازم اولی آنکہ از خشوع و ضراعت بدرگاہ خالق سخن آفرین شور اثر نواز در آسمان و زمین اندازم تا حرف جان نواز بر زبانہا رود و سخنش دلپسند و آوازہ اش بلند باد و تا معنی دلپسند مذکور شود کلامش ورد زبان باشد و نامش بصیت

این ابیات مشہور جہان

ابیات

شیفتہ آن ساحر معجز بیان | گر دمش اعجاز فسون ہمزبان
دست او را در نگاہ نکتہ بین | صد ید بیضا بود در آستین
گفت نظمش را ملک سحر حلال | لاف سحر سامری شد خاک مال
تارہا یش دلپسند شاعری | نے رگ گردن کمند شاعری
نالہ عاشق چہ آید در شمار | طبع او موزون تر است از قد یار
برگزیدہ بندی از اشعارہا | حرف دلکش چیدہ از گفتارہا
نخجے از تعریف شاعر ہم نوشت | دیگرے با این صفتہا کم نوشت
بر بہار نظم رنگ تازہ بست | فی سخن اوراق گل شیرازہ بست
نغمہائے گلفشان تا بر کشید | تیغ رشک او سر بلبل برید
از پے تاریخ سال این کتاب | ہر سخنور مصرعے کردے حساب
گفت مومن نکتہ پرداز اجل | انتخاب دلپسند بیبدل
بسکہ با یکتا یش افتاد کار | نیست از اعداد تا سے در شمار

تقریظے کہ حضرت مولانا محمد صدر الدین خان بہادر متخلص بآزردہ برین تذکرہ

رقم فرموده اند تعالی الله جوشش معانی گزین که سنے غواصے نظر لالی شاداب سخن از عمان اندیشه بر ساحل بیان میریزد و حبذا هجوم مضامین رنگین که بے آبیاے سحاب طبع نخلهاے بر مند افگار از سرابستان خاطر سر بر میزند دوشیزگان الفاظ را از روے کشاکش گیسو بادست فکر بے پرواست و ابکار معانی را تمناے لغل گیری تنگ در با طبع خویشتن آراست خاطر از رنگینی معانی رشک نگار خانهٔ چین ست و طبع از شگفتگی مضامین غیرت فردوس برین فوج فوج بفوج زمعانی حشر خوانده و ناخوانده در آید ز ورهما نا هولے انداز ستایش و آهنگ توصیف نگارین مجموعه در سر دارم که تا مشاطه تقدیر عروس رعنائی عالم را به پرند گوهر نگار ثوابت و مهر هفت سیارات زیب و زینت داد شاهد زیباے هیچ تالیفی بدین حسن ترتیب از حجله غیب در فضای شهود قدم ننهاد و تا نقش طراز قدرت صفحات صحیفه امکان را بتصویر چندین نقش و نگار غریب تزئین داده نقشی دلنشین ترازان بر لوح ساده کار هستے ننهاده همانا از جا دو طرازے چمن آرائی این گلزار جاوید بهار است که از نظم هندے و نثر فارسی صباحت و ملاحت بر روے هم ریخته و نمک را با قند پارسی آمیخته تا کلک جواهر سلکش این گوهرهاے معانی سفته تتمة الدهر چون تتمه عمان در نهانخانه غبار کساد بازاری رو نهفته قلاید العقیان چون قلاده زرین و مرسله در ثمین از هم گسسته و نخل وحرف سلافة العصر بر زبانها تلخ تر از مرارت حنظل گنجینه در خزینهٔ دولت شاهی در برابر فکرهاے جزانگیس چون خزینهٔ عدن و دفینه معدن بقدر تر از درم ماهی تا آتش رنگینی شقایق غبار آتش افروخته و اله داغستانی در خاک چه داغهاے حسرت بدل نسوخته بناے سفینه مرداریدرا بآب رسانده و آتشکده اوراچون داغ لاله بخاکستر نشانده سفینه صیا ئیا لطمه خور چار موجهٔ گرداب آب انفعال نست و بیاض کلیم تیره روزگار تر از سیه مشق اطفال و چگونه چنین نباشد که فراهم آورده سرآمد سخنوران معنے گستر انتخاب مجموعه کمال و هنر شاه بیت سفینهٔ قابلیت و استعداد بیت القصیده دیوان فضل

وکمال خداداد فاتحه صحیفه کامله دولت واقبال بسمله نسخه جامع محاسن شیم ومکارم
خصال سواد خوان رموز واسرار سواد وبیاض گزین فیض بافتگان مبدء فیاض
نسیم جانفزاے گلشن سخن طرازی شمیم نافه کشاے گلهاے چمن نکته پردازی
والا فطرت بلند همت پاک نهاد نیکو روش قدسی نژاد صفوت منش پاکیزه طینت
روشن ضمیر کامل فرهنگ عدیم النظیر فهم مجسم ادراک متشکل نواب مصطفی خان بهادر
متخلص بشیفته است لآلی منثور سخن طرازان را از نظم او پایه بلند ست ورياحین
منثور نکته پردازان را از فراهمے او مایه ارجمند آرے تا گل را دسته نکند
برطاق کاشانه نگارینش ننهند وتا گوهر را دررشته نکشند برساعد بلورین وگردن
سیمین جاییش ندهند نقد سخن را تنقید ذهن نقادش درکار ست وآز غور طبع
نقادش ناچار چه تا زر بمحک امتحان نرسد روے کامل عیاری نه بیند وطلاے
ناب تا در بوته گداز نیاید بنقش سکه درست نه نشیند نقطه انتخابش خال رخسار
عرایس اشعار وسواد عنبرینش وسمه ابروے شاهدان ابیات آبدار زبان
هندی بدولت اشعارش نوشته خورشید خاوری وبا تازی ودری در زبان درازی
بادر... ... زبان هندی طناب خیمه فلک آهنگش سفینه
وازسرکوب پایه رفعت لسان ریخته کنگره ایوان چرخ برین از هم ریخته شعری که
بانتخابش نرسیده چون حدیث مشکوک وبیتی که روے التفاتش ندیده همچو
طلاے سست نحیف سلوک مغشوش رسے ... که اداے زمانش نکوه ونده وگرنه
بارزوے درج اشعار خود درین تذکره نوادر فن بآموختن زبان هندی سخره
جنسیان واهچو که اخوان همیشه مدار ز عبرت نقطه امتحان قلمش خال رخسار عنبرین
مویان واسخ است در مشکات خوابیده ... لیقه اش سبزه عذار بنفشه خطان
را مانند سیل سیراب دود سود اور سر پیچیده صفا خیز نے صفحه قرطاس آویخته برسر
لوح پیشانی زهره جبینان شکسته واز درخشانی بیاض اگر دیمی بررو ے مروارید
عمانی نشسته تیزی خامه جادو کار سحر نگارش آب دهنه سیه تاب مژه سرمه سا

برده و مداد مشکین سوادش دود از نهاد و سمها بر روے عروسان نوشاد نژاد برآورده
تراشه خامه اش هم بهاے ریزه های عنبر و مشک تاتارے دگرد دامن نامه اش عبیر
پیراهن گلهاے بهاری شور ملاحت گفتارش نمک در دیدهٔ حاسدان انباشته
و آوازهٔ نکات خاطر نشینش مهر بر دهان حرف گیران گذاشته ریخته که از قلم
سلاست رقمش ریخته آبروے چشمه سلسبیل بر خاک ریخته بشنیدن اشعار رنگینش
پردهٔ گوش پرند بهانے و بذکر ابیات درر نثارش زبان را خاصیت ابر نیسانی ماه نو
هر چند از شام نیلگون وسمه برابر و کشید اما در برابر نخل مصرع بلند او سر سبز نگردید
سفیده سحرے هر چند از شفق گلگونه بر چهره مالید اما در جنب بیاض رنگینش بساط
سرخروی بر روے خود نچید صبح بیاض اشعار فصاحت آیات او در صباحت و صفا
بر روے روزگار صبح بناگوش بسته و شام مسودات او رونق بازار شام طره
عنبر فام شکسته در عهد جادو طرازی او سحر سامری بازیچه طفلانه و در زبان معجزه
پردازی او فسون مسیحا افسانه چمن طبعے که چون قلم شاداب رقم با نشه بر داشته
صد نقطه شک بر کنار نسخه گلزار ارم گذاشته کوکب بخت شاعران هند از پرتو التفاتش
چون ستاره صبح بهاران روشن و خاک تیره زمین غزلهاے هندی از آبیارے
فکرش فضائی نزهت افزاے گلشن سینه چپانیدن دلوان اعجاز توامانش
محیط گوهر خیز معانی و خاطر از تصور خیالات الوانش توجه بر نقش و نگار نقوش
آسمانے بنظارهٔ نثر رنگینش تار نظر عقد عقیق یمن و بورق گردانی سفینه خورشید
دفینه اش انگشت صفحه گردان نخل وادی ایمن طبعے بدرر ریزے ابر نیسان
خاطرے بعطر بیزی باد بهاران دل آئینه گیتی نما سینه خورشید زا خاطر دریای
زر افشان نور ضمیر تجلے کدهٔ طور اندیشه روشن تر از چهره اندیشه لمعا فکر فلک
نورد عرش پیما نظر پاک تر از پردهٔ چشم قدسیان خرد روح افزاے روحانیان
فطرت براے آب کوثر طینت از تقریر ازرده صاف تر نهجنان که بلندی فطرت
سرعت فکر و قت نظر حدس بلند طبع مشکل پسند فکر دقیق اندیشه باریک صفائی

خاطر لطافت نگاه و پاکیزگی نظر خاصه طراز ندهٔ این کارگاه بوقلمون است تازگی معانی
طراوت الفاظ سیرابی ادا انداز رسا پرداز رنگین لطافت ترتیب رشاقت اسلوب
سیاق کلام طرز تازه چاشنی عبارات ملاحت استعارات الفاظ آشنا معانی
بیگانه از خصایص این مجموعه خیالات و مقامات گوناگون تا از جویبار قلم سیراب رقم
معنی طرازان جادو فن زمین صفحه از سبزه خطوط و نقوش غیرت سبزه زار فردوس
است تماشائیان گلستان معنی نظاره آب و رنگ این نسخه بهشت آئین آئین
نگاه بر بندند

تقریظی که جناب مرزا اسدالله خان غالب به کلک گوهر سلک آورده اند

ساز از دم نای است چو نی زمزمهٔ ما	ای ما همه هیچ تو و ای همه ما

پرکارکشایان ارژنگ دانش داد که این گردنده کاخ فیروزه رنگ را اندازه گیر
بوده اند و این فرد گسترده بساط عنبر فام را پایه شناس گزاردن حق خویشتن آفرینش
به بینش آفرین سنجیده اند و بجای آوردن نیایش آفریدگار به فزایش سپاس
پیرائینه مردمی را آئینه دیده ور پیرا فروغ دران است که از هر نقشی که درین نگارستان
نگریسته شود چشم به نیروی خامه نقشبند گشوده آید شیرینی کام آرزو به ثمرهای
پیش رس نتیجه پرورش آموزی ابر و باد است و تاثیر تگاپوی شبانروزی مهر و ماه
و آنگاه منشاء نمود اینهمه آثار نظر فروز خو نگری باغبانست به نهال نشانی
و آبیاری و پیوندگری کوته اندیشان که جز به پیش پای ننگرند گمان برند که کمند
آگهی را فراتر ازین ذروه رشته‌ئی و رسن باز خیال را بالاتر ازین پایه دستی نیست بلکه
چون از نورد این سررشته یک دو پیچ و خم دیگر در اوج گرای گشاده پدید خرد که نگرونده
فرازجای از پژوهی و نشانه جوئیست فرا پیر سد در بیاید که گرایش اندیشه بوستان
پیرائی به برومندی ذوق نخل ولوا و زله بندی فیض آب و هوا همان دراز دستی
حسب ظهور است که اقتضای ذاتی حضرت نور است جل جلاله وعم نواله نظم

ای بشناسائی لقب من ++	محرم نه‌ایم در کهن ++

آنکه در گنج نهان باز کرد + ساد شمار گهر راز کرد +
هم بسخن مایه خود را ستود + داد نشر دهید دختر در استود
هم بسخن داد ستاسا وری + هم بسخن کرد ستاسا گری
گرچه درین گنج گهر بیحد است + قفل در گنج هم از ابجد است
لاجرم آنانکه برین جاده اند + هم بسخن داد سخن داده اند + +
نیک بود خاطر منت گزین + + هم ز سخن هم ز سخن آفرین +

ختم ابروے پوزش به خجستگی اقبال این بشارت بر خویش میبالد که گوهرین پرند گردیدن نامه به یمن ثنائے فضائل مجموعہ ایست که هر ورقش فرد فهرست متاعی است که بهر آئین بندی فردوس بر عنوان داده اند و بدین نشان خرامیدن خامه بفیض مدح مجموعه فضلیلے است که هر رم کلکش موج جنبش کلیدیست که هشت بهشت را بدان در گشاده اند همانا نواب همایون آثار والاشان وخان فرهیده فرهنگ پسندیده گفتار آزاده دادگرائے دانش اندوز وسخنگوے گرامی نهاد مبارک نفس دوست مهرپیشه وفاگوهر نواب مصطفی خان بهادر که گلبن خیالش فرشته بلبل است و چراغ فکرش پری پروانه سخنش سرخوشی را باده بخشش و افسردگی را زهر هلاهل نمکش بصفوت تکمد مهر دوست بال و به آشوبگاه رشک دشمن کاه به تسرا هم آوردن تذکره ریخته گویان قدسی انجمنے برآراسته و از تار و پود فیض ازل وحیات ابد نوآئین نمطے بدان بزم در افگنده که رفتگان بهره اندے ان تار پایندگان هم نفس اند وآیندگان به پهنائی آن پود بار رفتگان هم نوا بمشاهده سازوبرگ آراستگی این سواد اعظم مصر را از خوے خجلت نیلی دیگر در میان روان و به نظاره آب و تاب روشنائی این دیرستان آذرکده پارس را از آتش غیرت تبے دیگر در نهاد دایر از رشک ذوق بخشی هنجار این زمزمه و غیرت انداز رقم سنج این تذکره وحسد عیش تماشاے این هنگامه لرزه در اندام مدعیان بدانسان

نیفتاده که بار بدر از خمه از سر انگشت بلکه زهره را نغمه از ساز و مانی را جامه از کف
بلکه عطارد را نقش از قلم و پرویز را اوراق از ساتگین بلکه باده را تندی از خویش
فرو نریزد درینمقام که سخن در ستایش بلندی و خرد خورده بین دشوار پسندی
گرفت ناچار نه از نبودن قدرت بلکه از افزونی رغبت قدرے دم گرفته اند تا اندرین
درنگ آن نهفته دور باشهاے اندیشه که هم در اندیشه دلخراش است به آشکارا
برشمرده آید دانم که دیده ها آهو بین است و گروهی از نکته چینان در کمین باهمگر
سرایند که فلانے در ستودن مبالغه از اندازه برد و بگزاف داد طرز بافی داد هی هی
مدح سخن و آنگاه گمان اغراق نه آخر به تبلیغ دعاوی بخششے از گفتار و نوعے از کلام
است لاجرم سخن را چندانکه ستایند سرمایهٔ نطق هم از گنجینه اوست و از هر در که
جلوه در آیند هم در آئینه اوست چشم بد دور خمکدهٔ سخن را شرابی است پرزور که
زمین از ان به لائی و سپهر از ان بوے آبخان برقص آید که اگر کعبه را حجرالاسود
از دیوار و مشتری را عمامه از فرق فرو افتد شگفت ننماید چون پدید آمد که سخن
معشوقهٔ معنی نگاران ادا پرست است و انگیز ذوقش در طینت اجزاے سگفتے
یمن از دست است باآنکه ناله سرائی بلبل در جوش بهاران و بال افشانے
پروانه در صفت چراغان دیده باشند اگر آشفته را بسر مستی گفتار نفس موج
خیز ترنم گردد تمکین پسندان را چرا اینهمه دل از جاے رود که بر سوختگان
بگمان ساختگے چشمک زنند و در موقف باز پرس دیوانه از هوشمند شناسند
منتم که مراد از شادی این تحریر خامه پاے فرو رفته بگنج دانست و جا دارد و ناطقه
از خودی این ذکر طوطی افتاده در شکرستان است و روا باشد تکلف برطرف
مجنون لیلاے سخن و از سینه صافی به اندیشش مدعیان این یعنے غالب
ترک نژاد پهلوزبان و اگذار راستے نگر زمزمه هیچ میرزه هیچمدان نخست آئین نکته پروری
را در سر آغاز این ستایش نامه باز نمود و بفرجام اندرین دلنواز پرده که ساز
کرده آن ستوده سخن پیوند است هم خدا را سپاس گذارد و هم سخن را آفرین

گفت وہم نامه گرد اورراآشنا خواند وہم خودرا بخریداری یوسف نامور ساخت +

قطعه

غالب این رنگین کتاب گلشن بیخار نام	رو کش جنات تجری تحتها الانهار هست
گر کسے لب تشنهٔ تاریخ التماسش بود	جو یهائی آب هم در گلشن بیخار هست

عبارتے که مولوی امام بخش صهبائی تخلص بقلم آورده اند +

چشم بستن پا بداماں چمن پیچیدنست	فکر رنگین خونبهائی حسرت گل چیدنست
رفته ام از خود برنگ بوی گل در نوبهار	هر رگ من جادهٔ راه فنا فهمیدنست
ساده لوحی داشت چون آئینه رنگ جذبهٔ	واشده آغوش وصل اینجا بحیرت دیدنست

چمن سامانیهاے رنگینی خیال دل تا دیده هزار گلشن بساط گلفروشیها چیده است وصفا کاریهاے پرواز تا مژگان باز کردن صد آئینه حیرت بصیقل کشیده چراغ افروزی پرواز رنگ در تاریک زار گریبان از راه برے شبستان معانی چاره ندارد دماغ سوزی آتش گاه فکر خیال پختن هاے دقت مضامین را از دیگ اندیشه خام برنمی آرد عمرهاست رخنه دیده در صحراے وحشی نژادگان معانی هرجاده اندیشه درواکرده است و مدتهاست تنگناے گریبان در جولانگاه افکار بر راه خوابیده چشم بسته سر در آورده نفس چون تار سبحه با صد گره نقد معانے نذر لب و زبان است و نگاه چون رشته مروارید بهزار لطافت خیال هدیه چشم حیران

سعی اندیشه ام از بسکه بود گرم عنان	گرهمه سینه مور است فضا میداند
همه افشان غبارے که نه شبنم دارد	گل ز جولان غبار ره ما میداند

هیهات هیهات چشم بند بے بصیرتہاے غفلت عنان صهباے را از جادهٔ عجز نارسائی باز گردانید و گرنه حلقه دیده اش از دست فسردگی خیالات ناتوانی بیش از اندیشه مژگان نقد امتیازی در دامان تخیل سنے مدازد و جرأت انفاسش از حیرت فروشیهاے تصور نارسائی چون نگاه آئینه غور تامل را جز خیره تجویز توهم نمی نوازد درنگ روش در پرواز بعرق ریزے انفعال تا کسے هوا را

ابطلاے مخلولی نہ نواختہ کہ صفحہ گل را احتیاج زر افشانی ممنون مذہب ابساط تواند کرد وسنے نیازی دیدہ حیرت گنجینہ اش آئینہ در اشیاء نقد تحیر نہ پرداختہ کہ لستگی چشم غنچہ را در ضرورت کشاد مژگان محتاج گلاب افشانی پاسے شبنم باید شمرد

قطعه

از خود رویم تا نفسے راست میکنیم | چون گرد ماندہ برق ز عزم درنگ ما
دیگر ز روسیاہی عصیان ما مپرس | گردیست شب فشاندہ داماں رنگ ما

سنے تکلف سراپایش تمثالی است آئینہ حضور بیخودی پرداختہ و خیالے است از پردہ مرآت حیرت بیرون تاختہ عضو عضوش از موجہ نقش بوریا مہیای تن بخانہ زنجیر سپردن و بند بندش از پیچ و تاب اضطراب آمادہ پا در دامن نارسائے افشردن شور محشر نمک دفغان نیم شبش و دود جہنم سر از جیب کشیدہ جوش یاریش ہر مویش چشم تر یست چون جوش محیط اشک جگر خون ریختن و ہمہ تن اخگر آتشی در خاکستر غبار نا کسے انگیختن گوہر دیش قطرہ آب خجالتے از جبہہ کیفیت اعتبار چکیدہ و عرق سعے بیحاصلش اشک ندامتے ہمرہ تر دامنے وقار و دیدہ سہلترین امرش دل بہ تماشاے مژہ دشنہ گذار سپردن بہترین کارش یک صحرا نالہ قیامت اثر پیش بردن دود آہش مہلاے عروج گردون ارجمندی خدنگ نالہ اش مرہون رسائی ہاے مدارج بلندی اینخانہ زبان قال را در میدان کلام یارائے بر خود جنبیدن تا بتحریک جرات ادائی خارج قانون ادب پردہ کشاید نہ گوش فہم را از عالم قیل و مقال بہرہ شنیدن تا بہ فسون رغبت نوائے از مقام حی بمزاج طبیعت موافق آمد اگر ہمہ قدم بر داریم جادہ تا آغوشش غول ہمین یک کام پیش ندارد و اگر جملہ پا بر زمین گذاریم اینا شتن در کام شیراز جیب ہمین یک جرات سر بر می آرد

نظم

بر دل شویم نرگس حیرانے خودیم | در شبنم اشک درد پشیمانے خودیم
مانند سوسن است سراپاے وضع ما | بادہ زبان موظف نادانے خودیم ۲۰۰

شد درد وقف وتسلیم پرده دار + حیران دردمندی در ماتنی خودیم

چاره گریهای دردبی استعدادی امروز موقوف عجز نمائیهای زبان خامه ایست که آهنگ صریرش در پرده این مجموعه به نوا خوانی لحن داودی هر لحمه زیر و بمی کوک وارد و ساز زبانش در محفل این تذکره غیر از نغمه سرزنش سحبان برنمی آرد معانی بوسیله توطن سینه اش از تردد راه غیب و شهود وارسته و مضامین بذریعه آشنائی زبانش در بروی سیر گریبان بسته آری این هاتیجه صحبت سرپنجه مسندآرای محفل قدرت آشنائی چمن پیرای بهارستان رنگین نوای اثربخش نغمهای درد مضمون ناله نواز صریر خامه شوق مرهون سرمه سائی دیده دوایر عبارات وسمه طراز گوشه ابروی مدات موج خیز بحر معانی آفرینی گهرپیر سحاب دقایق گزینی دقت پسند مضامین نهفته نقطه خال دلربایان کجکلاه و معنی پوشیده بیت ابروی خوش ادایان گفتگوی نگاه آهو چشمان از دقت طبع موشگافش همان بر دوش نگاه بارم آهو سرگرم وحشت آشنائی است تا ظهور شکسته ناموزونیش آنسوی جذبه شوقش نبرد و اشارات ابروی خوبان از باریک بینی نگاه تاملش پنهان در گوشه ابرو آماده عزلت پیرائی تا وقوع سقم او ضایع آن پرده ناموس اعتبارش نبرد اعجاز خامه جادو نگارش دهان دوایر حروف را از نعره تحسین فصاحت لبریز دارد و قدرش طرازی قلم صنعت پردازش زبان مدات الفاظ را بر احسنت بلاغت بیگمار درزد پیش تازگیهای کلامش آب بر روی گوهر عرقیست از سرنگونیهای شرم نی صفائی گل کرده و با طوفان جوشش رنگینیهای سخنش رنگ در برگ گلهای خونیست از افسردگیهای وضع خجالت مرده عروج مدارج معانی فیجبر طبع بلندش تشریف حسن قبول مضامین انعامی عبارات پسندیش از غیرت رنگینی طبیعش یاقوت جگر خوار اتراز بیجم آزمایان از رشک صفائی طینتش گوهر اشک بارتر از دیده غم آشنایان دلبستگیهای حسرت عبارتش از رگهای مو در ساغر

چینی گل انداختہ آتش افروزی غیرت بر جستگیہاے مصرعش برق را در
بوتہ انفعال گداختہ نظم درنگ آمیزی طرح معانی + کند طراحی ارژنگ مانے
نوالکت خانۂ طبعش گہر خیز + سحاب خامۂ فکرش گہر ریز + ز طبعش بسکہ خجلت
می برد گل + نماید از عرق یک ساغری مل + وسعجز کارے کلکش بہ تحریر + معانے
سنے حروف آید بہ تقریر + نماید نقش در صفحۂ رد + بیان سے معنے از ہر بیت ابرد +
بلندی سایۂ طبع رسایش + رسائی دست پروردادیش + بر داہر و اگر فیض
از کمالش + برآرد بدر در ہر مہ ہلالش + اشارت دیدہ برابر دشش دوتہ د +
کہ رمزے شمع تعلیمش فروزد + دود فہمش بجولان گاہ افکار + بر دے لقطۂ
موہوم اسرار شہسوار عرصہ خوش عنان تازی سرابر دقیق غواص محیط تہ نشین
گوہرتامل ہاے عمیق قیمت شناس بیش بہا جواہر اسرار غیب نشان باب ذخیرہ
گنجینہ ہاے نہانخانہ جیب رنگ افروز چہرہ سنے ہاے سیراب چشم آب دہ نظارہ
گوہرہاے شاداب گداد طبع حیاپرداز آئینہ صفا خیال پردہ قدرت آثارے ابداع
بدایع سخن صیقل آئینہ صورت نماے تمثال معانی روشن تہ جرعہ کش حریف
بادہ خونابہ آشامی بزم کمال دلکشا نغمہ ساز بلند آہنگے محفل دولت واقبال
خورشید گردن تیسیر عروج دولت مدارے جہان تسخیر والا پایگی معراج گردون
اقتدارے تمکین زیب وسادہ آہنگ تفاخر فلاک آستان نواب مصطفے خان بہادر
است کہ خاک عتبہ گردون رتبہ اش صندل صداع نخوت فرو شے دماغ
گردن بلندان وگرد جولانگاہ سمندش عبیر بیز لباس خودنمائیہاے نخوت
پسندان تعالی اللہ مجموعہ کہ بصفاے آئینہ صفحات جوہر سوادش سنے منت
کشایش اوراق بادیدہ دوچار ہست واز شوخی برجستگیہای نکات الفاظ و
وحسن ونقش بے سعی واشدہ مقوے منظر افروز دیدہ انتظار سودا مجھول شہرت
طفیلے گیاہ مزار زبانی سہت صدقصیدہ شکر مصنفش زیب بیان ومیر تقے را
بہ تحصیل آوازہ انعامے لوح مرقد جلد کتابے متضمن عبارات سپاس آراے

نگارندهٔ این نسخهٔ فصاحت بنیان لگر روان گزشتگان در دستداد نقود امتیاز محتاج
اعانت گردیده از مقتضیات عالم اسباب است که جلوهٔ اثر بے را در پردهٔ استعداد
سوتر مشاهده گردیدن ناچاریست و خود نمائی حسن آن پیکر تمثال همین آئینهٔ فهمیدن
بے اختیارے اثر بخشیهاے صحبت آب گریه ممکن نیست تا گریبان را موجه گرد لبے
دانه نماید و بفیض دیده تر دور است آستین پرده از روے خیال محیطے نه کشاید سعے
ترددهاے گریبان سر هر گاه در درس گاه تتبع حالات بر فهم عوامض این اسرار
پیچیده معنے هاے در ایضاح شرح آرمیده است و همت هاے سعی تامل تا در فکر وصول
سر منزل این تحقیق افتد جاده ها در زیر قدم خوابیده و سررشتهٔ اوضاع خلائق دست
فرسودهٔ هجوم جنون اطوارے هاے این هوس است و کل اوقات این سرور
هوایان رنگینی در بارهٔ اثر پروریهاے همین دسترس در هر صورت زبان صهباے
و بے دستگاه در عرض تماشا گرے پرند این صفحات سر بر می آرد نقش بندی حسن
قبول غیر از کارنامهٔ انصاف پروریے هائی آراید و گردش پیمانهٔ نگاه جز محیط
دستگاهی عالم مروت نمی پیماید لخت دلی در سایهٔ این گلها مصروف تما باید ساختن
و مردمکے در سرگرمے تماشاے این بهار محو ان گداختن الحاصل سرگرمے نظارهٔ
شوق صدرنگ محویت نگاه تماشا میخواهد تا دریابند که حاشیهٔ بساط حضورشش بکدام
وضع تمهیدات جوشیده است و اثر جوشهاے سعے هوس یک طوفان نقش
تلاطم عرق مے نگارد تا واضح گردد که محیط تعارف آن محفل بمد و جزر کدام
کیفیت خروشیده طوفان جوشے محیط الطاف آسیب لطمهٔ امواج تغافل بنیاد
کرتنگ ظرفے جناب همتا هر گاه بفراخے حوصله دریا دستگاهان بر میخورد خشک
دماغے اندیشهٔ ساحل طینتی خاک کدام او بار بر فرق بغض و حسد نمے بیزد و
حال سلسلهٔ اعتدالیهاے نفاق هر چند سررشتهٔ همواری راه مستقیم
از خود وا نماید در نظر حقیقت پسندان تا هنجارے تاب زنار پیش نمے آید
گل کردن بهار اخلاق نقدے غنیمے در گره نمی بندد که تکلف اوضاع شگفتگی نفاق

بہ پریشانی انداز بوقلمونیہا نہ خندد در بنصورت نفس سوزیہا تلاش بکدام جنون جولانے گزاف کردار عرصۂ بے معرفتیہا انگیزد و بیصرفہ دو یہا تردد بکدام کورچشمیہاے جہل خاک ادبار بر فرق بے اعتباری ریزد اما بی بصریہاے ارباب نظر را چہ چارہ کہ در جہل آباد نگاہ بے امتیاز نشان گرد از سرمہ باز شناختن از غلبۂ عیب کوریست و نیک از بد نا شناختن از بصیرت دوری

در ہجوم بے تمیزے ہر قدر دا گر د چشم — در کنار آئینہ را حیرت پرستے سنگ بود
حیرت از بس پردہ پوش دیدۂ بیدار گشت — صورت آئینہ با صد جلوہ ہم نیرنگ بود
رمز عجز دستگاہی ذرہ ہا باید شگاف — تا بہ بینی جلوہ گاہ مہر چندین تنگ بود
جلوہ شوخی داشت اما در تماشاگاہ عجز — تا نظر بالد در و دیوار محو رنگ بود
کعبۂ پیشش پا ست اما سعی شوق نارسا — نیم گامی میرود اما ندہ فرسنگ بود

عبارتے کہ یگانہ زمان عبد اللہ خان متخلص بعاوی زینت افزاے این اوراق کردہ اند +

عرق پرورد خجلت جز گداز دل نمیداند — نم بے اختیاری بجز از ساحل نمیداند
برنگ شمع سوزم آشنائی عالم کثرت — کہ رو در محفل و جز رفتن از محفل نمیداند
تو گر بوے گلی پر خار و پر گلچین گذر میکن — ز خود وارفتہ فرقے در حق و باطل نمیداند
بہر رنگی کہ پیش آید بجودی میتوان بردن — جنون محو ادبہا لیلی از محمل نمیداند
چو نقش پا بہر جاسے کہ افتد بستری دارد — اسیر ناتوانی جادہ از منزل نمیداند

فہم معنے یکتائے وضع ادبی سے ترا است کہ ہر جا شعشعۂ نورے قامت تجلی آرایہ اگر ہمہ شعلۂ آتش است چون شمع باداے سجود ایجاد ہزار سر باید نمود تا طرز غلط اندازیہاے جلوہ بہ ہر ذرہ فہمے عشق نخندد و علم حقیقت یکرنگے تکلیف پایہ شناسی میفرماید کہ ہر گاہ تحریک بادی دوری نجنبیدن دہد اگر جملہ ابروے بت است مانند شعلہ پستی بوضع تسلیم دو تا باید ساخت تا رموز دانی ایمان نسبت بہ بہتان جاہلیت نہ پیوندد و گرنہ پیکر ضعیفے کہ تا مژگان برہم زند رشتہ اجزاے ہستیش مانند نگاہ از ہم گسستہ است و تا نفس برکشد غبار وجودش

بر دامن رنگ پرید و نشسته با این بی آبروئی هر گاه گاهی در راه تحقیق کشاید گسستگیهای نفس به خارهای حسرت ندر پهلوی دلش نماید تا ماهی وارستنی بر خود تواند جنبید و با این بی پر و بالی دمیکه بهوای بام توحید آهنگ اهتزاز نماید حرکت مذبوحی پرواز چه سیلیهای ادب بر روی احوالش نزند تا بهری بزیر بال تواند دزدید عارف لذت سوختگی میداند که سعی سپند تا کجا میرسد و واقف جانکنی گداز می فهمد که کام شمع بچه سر انجامد

گوش را سر در نقاب دیده می باید نهفت
در غبار سرمه پیچیده است این آهنگ ها

گل کند در کوچهٔ ما عالم صبح و شفق
حیرت دل بسکه در پرواز دارد رنگ ها

کشته حسن نیرنگی را رشته دعوی خونداری کمند گردن دو عالم است دیت آنکه خواهد و شهید جلوه وحدت را برات خونی از شفق تا آفتاب بر کف دست است قصاص از که جوید

قطعه

ای آنکه صرف جهد تو در نفی ماسواست
یک صبحدم بسجدهٔ خود هم توان خمید

فهمیدنی است رمز پرستاری خدا
یعنی بسوی غیر خودی کم توان خمید

کیفیت شهود حقیقت از دل تا دیده هزار خم بهوش نچیده است کجا فرصت ادراک که یک دم ساغر از لب باز داشته گوشه بحرف بیگانه هوش بر گمارد و کور خصوصی نگاهی تا سر از گرد بالش مردمک بر داشته گاهی براه تماشا نهاده اینجا تا نگاه بخانه چشم رسد شوخی خیال مانند سایه هزار جا قدم پس نهاده است و ادراک تا در واده دل گوید جلوه چون طفل بد خو صد بار از کنار فکر افتاده

قطعه

صد جلوه رفت و دیده همان وقف انتظار
یارب حریف آئینه جوش بهار کیست

عمریست سر ز غرفه برون ناورد نگاه
ای دیده حیرت تو چنین پرده دار کیست

در مکتبی که تامل حیرت سبق نارسائیهای فکر است ذکر گریبان حسرتی است

گلوگیر ودے گلشنے کہ تخیل غنچہ نشستہ ناتوانیہاے ادراک است سخن ساز نے صوتے است از بلبل تصویر اگر علم این است کہ میدانیم جنون جولانیہاے اندیشہ نشتر ہزار داد سے بالیدہ ترہ اگر فہم این است کہ می فہمیم گریبان دری ہاے شوق نظم صد آستین بالیدہ تر

قطعہ

ہمچو آن مستی کہ خود را وا نماید ہوشیار — گفتگوہا صرفۂ غفلت نگاہیہاے ماست
ورنہ در بزمے کہ سازش چشم حیرانست وبس — مدتی شد سرمہ را با صوت مطرب کار ہاست

عطرہ خونی از خراش جگر تقریر چکید آشفتہ بیانان سرخروئی سرمایہ سنجی بہم رسانیدن وآب سیاہی از سوراخ دیدۂ تحریر بدر دوید کور سواد ان سودا کردہ دوکان مداد فروشی در چیدن نو سبقان مباحث نقطہ وخط بہ تلنگ دایرہ می بازند کودک دار سرخوش کار فرمائی ہا غفلت کہ کارے بہ تلنگ دایرہ میکنم در دامان مطارحات خرق والتیام بسیر عالم آب میتازند حباب دار از جا رفتہ پا بر جاے ہمت کہ آبی برروے کار خود می آریم اینجا حکمت اشراقی چراغے است پیش از سحر مردہ وفطرت مشاعی نقش قدمی بست براہ سپردہ

آنکہ دا فسردگی راز نو بوے کشید — غنچہ شد معنے وبیچارہ تامل دانست
نالہ از داغ اثر خون شد وپیچید بخویش — سعی سودا زدہ بر فرق زد وگل دانست
نازم آن سادگی شوق کہ از کار جنون — رنگش دیدہ فرو بست تغافل دانست

سیر آہنگی شوق نالہ ہر گاہ در عشرت آباد از خود رفتگی خراشی بگوش آگہی میرساند دست تمنی ہا حسرت دیدار در زمین سرد سیر افسردگی نرگس زار ہزار چشم نظارہ می شگفاند خیالی از پردہ اصطفا چون خواب در دیدہ می نشانیم وجمیع نے جراتیہاے توصیف شک دار ہیچدان برو در میانیم کہ این شمع فانوس افروز ہمان تشعلہ عالم سوز است کہ از کتاب آگہی جز خاکستری بربا در فتہ نمی پسندد واین پیکر آئینہ نقاب جان گوہر یکتاے تفرید است کہ جز کدورتی بہ پاے غواص نے بندد

قطعه

غایت افسانها خاموشی خوابست و بس / ای نفس بیحاصلی چون غنچه بر خود تنگ باش
طوطی با گفتگوی عکس را فهمیده است / کو فضای خاطر آئینه صرفت تنگ باش
وای نادانی که انفاست بغارت میزند / از پی ضبط نفسها چون شرر در سنگ باش
بر سر راه فنا از بهر مستی غافلان / ناله گر آرزو داری صدای زنگ باش

و بعد نگاه دیده حیرانی واماندگی غبار ناتوانی انفعال نارسای اثر چکیده کباب جگر وارسته رنگ و بوی امتزاج علوی رمیده مزاج که برشتگیهای مقالش اخگر بست پیراهن سوزد داغ سفینه و سوختگیهای خیالش شعله ایست چراغ افروز فتیله داغ سینه بمساعدت فرصت اگر از قید ناتوانی برآمده چون جرس نفسی گرم بی تکلف میکشد بنیاد هزار آبله گلدست و بمساعدت بیخودی تا از کشاکش تپیدن وارسته مانند شبنم زندگی بپرداز میده عرق خجلت بر روی هیچی چندان آوازه معدومیش نساخته آئینه بسان نفس در سر به روی عکس ش هم تواند کشود و نا کسی آنقدر بخانه پردوشش نه پرداخته که سفر از خود به فلکش مانند برق بی ترک بدن تواند بود در وجود نقصان چون زیادت ماه در طبیعت کمالش مسلم و شهود کمی از نهاد نظرتش مانند کاستن عمر بافزونی متهم بیمار دل خراشیهای حوادث مانند چشم بهر گوشه بساط کر بالین گردانیده و چون مژگان صد خنجر الماس بپهلو خوابیده است و خسته سخت گیریهای نوائب چون زبان ببر پهلوی که غلطیده دندان وار هزار خشت زیر سر چیده طایر رنگش از تنگ تاب یائی نفس بال افشان انداز پریدن و دو حشی جانش بسلسله بال رنگ سر بر داشته آهنگ رمیدن

قطعه

شبنم گل کی حریف عطر لیلی هم شود / اشک شمع سوختنها میکند ایجاد من
عشق صد سالش مجنون کوهکن پرورده است / نشتری کش در رگ خارا زند فرهاد من

کندن جان دیگر است و کندن خارا دگر
بردل فرّاک هم اکنون گرانی میکنم

تیشه می نازد بشیرین کاری فرهاد من
تا چه خواهد کرد با من غفلت صیاد من

هرچند اذیت ضوابط خموشی چون طفل غنچه زبانش نداده و معلم قواعد ہیچمدانی مانند سوسن ابجدے برزبانش ننهاده اما با این ہمہ وارفتگیهاے سبلے زبانے شوق سخن پردازی ازان سوے صحرا بیخودی بلد معموره ہوشش گردیده گاہے بعرض صفاے عبارات چراغی درراه فکرے بهند که اے درگلشن تقریرت باہمه قوه نشو نما حرف طوطی سبز نگردیده نفس را اینقدر تعلیم حیرت آہنگی چراست دمی سربکوچه آئینه سازان توان کشید و ساعتے بگل کردن رنگ معنی شاخ بهانه می تراشد که اے شد ترانه قالت پرده بلبل دریده ناطقه را درمقام محویت گزاشتن خطاست نفسے بسیر چراغان باید خرامید اگر عذر ناتوانی زحمتے بفرصت رسانیده بعصاے استقامت نثر باید برخاست و اگر خجلت عریانی مکلف عزلت گردیده سری به دلالی نظم وزدیدن چه بیجاست بنجر اگر طراز اعتبارے بر قماش خواہت می پسندید نساج قضا رخت ستیت جز درکارگاه محمل بافی نمی کشید و اگر برگ گوریت رنگ قبول رغبتے میریخت چمن ساز ایجاد آب طینت را غیر از خاک نرگستان نمی آمیخت رنگ شیرازی نه بسته تا وضع جمادی شیشتیان سد رقعت تواند گشت
ولباس سحری نه آراسته تانقش کشیدن بخیه گریبان نسبت تواند گشت

وضع سخن خاصه آدمی است
فضل تو نطق است وگرنه خرے

طوطے اگر نیستے آئینه چیست
ز بستنش را نبود منکرے

آدمی از ہرچه بعالم نکوست + جان جہان است وسخن جان اوست + آدمی و بازنداند زبان گرد وز با نسبت تو مارش بدان + سحر حلال است سخن ہوشدار + بادرت ارنیست یمین گوشدار + ہمدلی اے خیره برو دل طلب + دل زخود و سحر زبابل طلب + زہر توئے ساحری آغاز کن + دیده ہاروت بخود باز کن + طبع تو مریم صفت و منکران + بسته بدامان کمالش زبان + خامه بکف گیر د برآور نفس + عصمت مریم ز سخندان وبس + لاجرم بحکم الماموز معذور

نگاه گاه جنون تازیهاے اندیشه سبک جولان هم دوش صدائے زنجیر از در زندان اگر انجا نی بر آمده سری بصحراے خیال میکشد و انجا ملاحظه بیابان مرگے سعی ناکرده مضمون اگر همه صوت غول است دیوانه از خود بیگانه بگمان او از آشنا کورانه در پیش می شتابد و معانی اگر جمله شاخ غزال است بے خبر هواے سخن در سر بقصد گل چیدن نفس را سوخته راه تلاش نے یابد از انجا که بر لیست و بلند عالم خیال وا رسیدن از مقتضیات هرزه گردیهاے اندیشه تماشاست نگاه تامل خرام امروز بجلوه منتجی بر خورد که رنگینی معانی را در سواد عبارتش رنگ صد چمن بهار ریختن است و بمطالعه مجموعه وا رسید که طراوت مضامین را در سبزه زار حسن و فش بنیاد هزار کوثر و تسنیم انگیختن اشعار آبدارش سنبلستان تر ا گلستے بجلوه ظهور در آورده که نگاه را تا نفخه صور از سایه اش برخاستن خواب فراموش است و از بساط بلند پایه اش قصر رفعتے بعرصه وقوع رسانیده که بالادیهای خیال را از غرفات مضامینش بپایمین رسیدن دلیل رفتن هوش ترکیب وجود متانت از عناصر رباعیات و مرقع غزال شوخی در قوافی غزلیات لهجه هندی با هنگ پرده درے عراقیان زبان کشاده و زبان پارسی سخن در دهان خراسانیان نهاده از روشنی خطوط هر سطر داغ فردوس سینه شاخ شجره طور دار ز ابانی صفحات هر نقطه رو کشش خیال رخساره حور و ایر از صحبت حلقه زلف دامن چیده و مدات از محجتشمی بدا بر دمیده معنی رسا در تکلیف بلند خرامیدن همعنان نشار صهبا رسیدن و الفاظ رنگین مضمون در یکدیگر چیدن همسر سبزان تر گلگون در صحبت ساغر کشیدن

نظم

زلفظش رنگ معنی جلوه داده
چو از بیرون حنا رنگ داده

نه معنی یک گلستان شوخی گل
شگفته در هجوم رنگ سنبل

نشسته با دو صد غنج و دلالے
ز لیلے در دل مجنون خیالے

خطش بهر جلائی چشم ناظر
فرو شد سرمه دان ها لادو ایر

چو چشم دلبر به کار جادو +
نوا ها در طلسم سرمه او +

نولے گشن نگہ در گوشش کردہ	دو صد خمخانہ نذر ہوشش کردہ
سوادش رنگ دود آتشش طوار	مدادش از سواد دیدۂ حور ++
چمن پیرایہ رنگ حسن تقریر	جنون سرمایہ سوزش ہاے تحریر

تحتی اندیشہ کنعمق پیشہ استقامت نگاہ فکر پیما زبان جواب انگشت حیرتی گردانید کہ این نگارہ بہار سنبل و ریحان بو فروشش تر دستیہاے کمال چین فطرتے است کہ رنگینی جلوہ اش را بر پردہاے دیدہ تماشائی ناز صد رنگ بو قلمونی است واین دیبا دار رنگ نگار صورت تمالی خیال با فہار طبیعت کدام مانی طینی است کہ لطافت کارش را در کارگاہ نازک قماشی حسن بار دوشش لیلی صفتان سے زیبائی ہزار مجنونی اخر ناخن وقت تلاشش بگا فتن گرہ این معما کوشید و نقب کاوش تفتیش بر گنجینہ اسم والا گوہرے رسید کہ دامن افشانی گرمی ہمت دریا نوالش دود از آتش یاقوت برآوردہ و زیر کشش دست عطا پرست نیسان کمالش نہال آرزوہا در آب گوہر پروردہ یاد بہار یرا باستفادہ حل وعقد وقت فکر کاوش اندیشہ اش رنگ صد غنچہ دگل تحقیق وابر نیسان را از غیرت طبیعت گوہر ریزش سرمایہ ابرو بخاک ابیختن در محکمہ دادرسی ہاے لب صدق آرایش صبح وشستہ گزار طلائی آفتاب بخون بہاے شمع آوردہ و در مدرسہ تعلیم والا نظریہای دانشش زیبائیش دیدہ نرگس سواد مطالعہ حکمت العین روشن کردہ بہ نازک نگاہیہاے اندیشہ صافش رنگ معنی چون عکس از آئینہ نمودار و با بہاری طراوت بیانش صفحہ کاغذ سر مشق تازگیہاے بہار بوی گل محل نزاکتہاے خیالش کشیدہ و صورت بلبل در جلوہ فصاحت لہجہ اش دو دیدہ عبارات بر پشت خوابیدہ سایہ خامہ طوبی نژاد دمعانی نیاز خرامیدہ سنبلستان عبارات مینو سواد کیوان دست خوش فکر گردون کمند و آسمان باز خمیدہ فطرت بلند صدف گوہر ہمتالی گوہر صدف دریا نوالی عروج نشاء کمال اوج کوکب اجلال شان حشمت و افتخار عمر گردون جناب ہلال رکاب نواب مصطفی خان بہادر **نظم** آنکہ آب خنجرش در مرغزار کارزار + گل بہ ردیا ند رخشان سوسن از شاخ کمان + دانہ زنجیر دآب ہستیش روزے کند + جان خصمش گر لعید تن

درآید در جهان + سحر عید یوسف نمائی مشاطهٔ فکر رسانید نقابی از چهرهٔ عرایس حسنات آن سر حلقهٔ عزیز نسبتان مصر معنی آفرینی نگشود که تند دیدهاے شوق را با مردم چشم منتظر معاملهٔ تیغ و ترنجی روند هر دو گرم نگاهها ے ذوق را پارها ے دیدهٔ متحیر جنگ آتش و پنبه درمیان نشسته اما کوتاهی زمان فرصت و بل قصور همت طاقت ادب تعلیم شوخی اظهار است که پی حیرت انجام باده جوشی آن خیال اگر همه آئینه معنی آراسته و ے از کار نقش کشیدن غافل مباش تا بعیب کدورت واماندگی عکس دار کالا بر دیت نز نند و اے بیطاقتی ز جام سبزه تازهی آرزو اگر جمله قدم از یاد گرفته با غولی وضع بیهوده نالی آشنائی سر و ادش تا به شکنها ی نامرادی چون گرد باد سراغی از غبارت بنر ند هوشش دار که بتو هم رنگ گل با برافگر میگزاری و گوشی بر گمار که بتصور سبزه قدم بوکه جنون سیاری و رین شعلهٔ نهایتی طوفان جرات تفصیل اگر همه دست و پا گشاده آشنائی است از ہم [illegible] ها ے زیاده سری کشف دارد در نقاب نقطه دزدیده است و طاقت اجمال اگر ضابطه شناس غواص است از وهم [illegible] کوتاه در سے کلبهای خاشاک

تو لسے گرد تو هم شوکت دریا چه میدانے	اسیر عذر تنگی وسعت صحرا چه میدانے
ندیده رنگ معنی بر سواد لفظ مے پیچے	خیال بنگ در سر نشاه صهبا چه میدانے
مشامت اختلال آباد بوئے سیر و انگوزه	شمیم مشک بوئے عنبر سارا چه میدانے
باین سر در هوائی بر دل دامن گراں کن	کف خاکی تو اوج عالم بالا چه میدانے

تو در آئینه محو و آئینه محو تماشایت
غلط اندازی آن حسن بی پروا چه میدانی

خاتمة الطبع

یزدان دادگر را سپاس سنجیدن و ترانهٔ نعت والاے حدیقه پیرایے بوستان جهان باعث تخلیق کون و مکان سرائیدن از طلاقت زبان الکن دور و نا محصور دانسته بعرض امری میسگرایم و نیکا نکتی گیران مذاق شعر و سخن نویدی میرسانم که تذکرهٔ یادگار

شعرای ریختہ گویان ہندوستان سراسر بوستان ہمیشہ بہار شعرای سلف را از دیر بہین یادگار
تذکرہ گلشن بیخار کہ خدمت مؤلف آنرا ارمغانی کہ دار العلم سلطنت دہلی باجتماع شعرای
نازک اندیشہ سحر بیان و فضلای بلاغت پیشہ سحبان زمان رشک آوان صاحبقران
بود و ہر کوچہ اش بنور مذاکرہ سخن و جادو طرازیہا محسود شیراز و اصفہان مینو د
بزبان فارسی شیرین و محاورات نمکین کہ تامتر راست بی شائبہ مہر و کین باشد فراہم
آوردہ دران عہد بار اول در مطبع الطابع فرمود چون این حدیقہ دل آویز عشرت انگیز
بالفرط نکوئی از خس و خاشاک پاک بود یکسرہ در قلوب مشتاقان جاگرفت و نوادان
تجسس سوای از حرفش بنظر سواد بصر بدیدہ نمیدید و شوق مشتاقان از حد درگذشت
و ساعتی نبود کہ نقش تشویق از چار سو بر دل رافت منزل عالی ہمم فیض مجسم مالک مطبع نی نشست
چون نوبت تشویقش بدین مرتبہ رسید جناب معلی الالقاب معدن کرم و نوال قدر افزای کمال و جوہر
ہنر پرور ممدوح روزگار منشی نول کشور سی آئی ای جوم مغفور مطبع اودہ اخبار بفور تجسس یکتا نسخہ
پارینہ اش کہ از جاہا وقف کرم و بکس و از فرط پریشانی شیرازہ اوراق گسستہ نفس بود
بدست آوردہ و طبع کردہ نذر شائقین کرد اکنون بحکم ہمین میوہ باغ اخلاق
رئیس صاحب القدر و العز بابو پراگ نرائن برای بہار بار دوم
در ماہ اگست سنہ ۱۹۱۰ع مطابق ماہ شعبان المعظم
سنہ ۱۳۲۸ھ غازہ تازہ بر رخ این
شاہد رعنا آوردہ مطبوع
عام شد

نام کتاب	قیمت
کلیات صنعت - عجیب صنعت -	۸/۹ پائی
دیوان شاہ تراب - کلام مشہور عارف باللہ کاکوروی -	۱۱/۳ پائی
کلیات نظیر - اکبرآبادی	۶/۶ پائی
زندگانی بےنظیر - یعنی سوانح عمری میان نظیر جس مین نظیر اکبرآبادی کے حالات و خیالات سے انگریزی اصول تذکرہ نویسی پر تفصیلاً بحث کی گئی ہے - مولفۂ مولوی سید محمد عبدالغفور صاحب شہباز پروفیسر اورنگ آباد کالج -	عہ/ ۳ پ
کلیات واسطی - از سید فضل رسول خان تعلقدار سندیلہ -	۱۵/
دیوان وقار - مصنفہ راجہ کشن کمار صاحب متخلص وقار رئیس مشہور بلاری ضلع مرادآباد	۱۰/
بہارستان اشعار - مصنفہ راے کشن کمار صاحب متخلص بہ وقار	۳/
کلیات نظیر اکبرآبادی - مصنفۂ و مرتبۂ منشی عبدالغفور صاحب شہباز -	عا/ پ
کلیات صفدر - از مولوی صفدر علیخان صاحب	عہ پ
کلیات وہبی - کلام سخنور کامل منشی شیو پرشاد دو قسم کاغذ	
(۱) کاغذ سفید چکنا	۹/
(۲) کاغذ سفید رسمی	۷/
دیوان غافل - از منور خان غافل -	۴/
دیوان ذوق - دہلوی استاد معروف	۲/۳ پائی
دیوان فدا - جلد ثانی -	۷/
انتخاب داغ - مولفۂ جناب داغ دہلوی مرحوم	عہ/
گلزار داغ - ،،	عہ/
آفتاب داغ ،،	۱۲/
فریاد داغ	۴/ پ
دیوان رند - مشہور از نواب سید محمد خان رند	۶/۹ پائی
دیوان غالب - از مرزا اسد اللہ خان غالب دہلوی	۲/۶ بلا [illegible]
دیوان مرغوب جہان کلام سید تجمل حسین خان	۸/
دیوان امیر موسوم بہ مرآۃ الغیب از امیر احمد مینائی مرحوم	۱۱/
دیوان خواجہ میر درد - دہلوی استاد مشہور	۲/
دیوان بہار عرب - کلام مولوی محمد نذیر متخلص بہ حافظ -	۱/۶ پائی
بہارستان سخن - ناسخ و آتش و آباد تینوں استادون کا کلام ہموزن و ہم ردیف مولفہ مولوی مہدی حسن خان -	۳/۷ پائی
دیوان لطف - از حافظ لطف علیخان دہلوی	۲/
دیوان نیاز - کلام حضرت شاہ نیاز احمد دہلوی	۲/
شرح یوسفی دیوان حافظ -	۴/

نام کتاب	قیمت
دیوان نعت سروری - از مفتی غلام سرور لاہوری -	۴/۳ پائی
دیوان جرار - از مرزا حسین	۳/۹ پائی
دیوان عاشق از پنڈت کنہیالال	۲/
دیوان ضامن - از سید ضامن علی شاہ -	۲/۳ پائی
منظہر عشق معروف بہ دیوان قلق - مصنفہ خواجہ محمد وزیر صاحب لکھنوی	۶/۳ پائی
دیوان شایستہ پاسخ - یعنی ہم قافیہ ہم بحر بمقابلہ غزلیات ناسخ لکھنوی از منشی ہرچند رائے -	۸/
دیوان حمد ایزدی - کلام مفتی غلام سرور لاہوری -	۳/
دیوان چمنستان جوش - کلام نواب احمد حسن خان جوش تخلص -	۷/
دیوان بختاور - از منشی بختاور سنگھ	۴/۶ پائی
مجمع الاشعار - چیدہ چیدہ اُستادوں کا کلام یکجائی اُردو و فارسی -	۴/۶ پائی
چمن بے نظیر شعرائے فارسی و اُردو کا کلام چیدہ	
دیوان گویا - کلام فقیر محمد خان بہادر رسالدار متخلص بہ گویا - کاغذ سفید دھنائی	۱۱/۹ پائی
	۳/۹ پائی
ایضاً - حسب مراتب بالا	۲/۳ پائی

نام کتاب	قیمت
گلدستۂ امانت - از مصنفہ اندر سبھا -	۱/
دیوان حیرت - مصنفہ حکیم حافظ عبد الرحمن خان -	۷/
توشۂ آخرت - چیدہ قصائد و غزلیات حمد و نعت مصنفہ مولوی سید مظفر علی صاحب -	۸/
دیوان سخن دہلوی - جلی قلم - نہایت بلیغ و فصیح از فخر الدین حسین متخلص بہ سخن دو قسم کاغذ	
(۱) کاغذ سفید گندہ	۱۲/پ
(۲) کاغذ سفید رسمی	۹/پ
دیوان میکش - جلد اول موسوم بہ بتخانۂ عشق مؤلفۂ سورج بھان صاحب کاغذ سفید	۳/
دیوان شہیدی - مؤلفۂ مولوی کرامت علی خان متخلص بہ شہیدی -	۲/۳ پائی
گلدستۂ حفیظ اللہ خان - اُردو فارسی اشعار مختلف اقسام کے مع فرہنگ جسکی خوبی دیکھنے پر موقوف ہے از مولوی حفیظ اللہ خان ساندوی -	عہ/
دیوان نعتیہ - از مولوی احمد علی	۳/
ترجمہ اُردو شرح قصائد بدر چاچ از مولوی عبد المجید صاحب -	۱۴/